# رنگیلا خاندان

شریف فیملی کی بہوؤں کے سنسنی خیز انکشافات

# رنگیلا خاندان

ستار چودھری

پوسٹ مارٹم پبلی کیشنز

نام کتاب: رنگیلا خاندان
مصنف: ستار چودھری
ٹائٹل: احسن قیوم
اشاعت: جولائی2018
تعداد: 1000
قیمت: 300
چھاپہ خانہ: ریحان بلال پرنٹرز، رائل پارک لاہور

پوسٹ مارٹم پبلی کیشنز
41۔پیلس مارکیٹ، لاہور

# انتساب

ٹوٹتی چوڑیوں، اُڑتے آنچلوں،
سسکتی بیٹیوں، ماتم کناں حسرتوں کے نام

# فہرست

# حرف آغاز

لیڈر رویژن سے ہے، سوچ سے ہے، لیڈ کرنے سے ہے۔ لیڈر ایک رول ماڈل ہوتا ہے، ایک مثال ہوتا ہے۔ حوصلے کا نام لیڈر شپ ہے جو صلے کے بغیر، قیمت ادا کیے بغیر لیڈر بننے کی خواہش صرف خواہش ہی ہوتی ہے۔ کچھ لوگ پیدائشی لیڈر ہوتے ہیں ان میں خداداد صلاحیتیں ہوتی ہیں بعض کی لیڈر شپ مخصوص حالات میں جاگتی ہے۔ معاشرے میں کچھ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو معاشرے کو لے کر چلتے ہیں، معاشرے کے لوگ ان کو اپنا نمائندہ سمجھتے ہیں، ایسے لوگوں کو لیڈر کہا جاتا ہے۔ ہر بندہ اپنے کل کو نہیں دیکھ سکتا یہ ایک لیڈر ہوتا ہے جو لوگوں کے مسائل اور چیلنجز کو سامنے رکھتے ہوئے ان کو ان کے کل کے بارے میں بتاتا ہے۔ لیڈر قوموں کی زندگی کا اور ان کے مستقبل کا تعین کرتا ہے۔ لیڈر اور اس کے ماننے والوں کے درمیان ایک احساس کا رشتہ ہوتا ہے۔ جب تک ایک لیڈر کا اپنے فالورز کے درمیان احساس اور محبت کا رشتہ نہیں ہوگا تب تک وہ اچھا لیڈر نہیں بن سکتا۔ لیڈر بنتا ہی اس وقت ہے جب اس کے اور اس کے ماننے والوں کے درمیان احساس کا رشتہ قائم ہو۔ جب تک شخصیت متاثر کرنے والی نہیں ہوگی اس وقت تک بندہ لیڈ نہیں کر سکتا۔ لیڈر ٹیم کا اہم ترین حصہ ہوتا ہے، ٹیم اس سے متاثر ہو کر ہی اس کی پیروی کرتی ہے۔

دنیا کے عظیم لیڈر، خاتم المرسلین، رحمت اللعالمین حضرت محمد ﷺ ہیں۔ غزوہ خندق کے موقع پر حضور اکرم ﷺ اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مل کر خندق کھودتے رہے۔ آپ ﷺ کی یہ لیڈر شپ تھی کہ ہر صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اتباعِ سنت کا شیدائی تھا، ان کا

اوڑھنا، بچھونا، دل کا سکوں، آنکھوں کا نور اور سینہ کی ٹھنڈک اتباعِ سنت میں تھی، ان کے شب و روز کا ایک ایک عمل، زبان کا ایک ایک قول اور زندگی کا ایک ایک معمول۔۔۔۔سنتِ رسول کے سانچہ میں ڈھلا ہوا تھا۔ معاملات سے لے کر عبادات تک اور اخلاق و عادات سے لے کر معاشرت تک ہر شعبے میں ان کی زندگی رسول اللہ ﷺ کی اتباع کا نمونہ تھی، وہ اٹھتے بیٹھتے۔۔۔ کھاتے پیتے۔۔۔سوتے جاگتے۔۔۔ ملتے جلتے۔۔۔آتے جاتے۔۔۔اسی طرح بے شمار طبعی امور میں بھی نہ صرف سنتوں کا خیال رکھتے تھے، بلکہ پابندی کے ساتھ عمل پیرا ہوتے تھے۔

یہ ہوتی ہے لیڈر شپ۔۔۔۔ جب اللہ کے نبی ﷺ نے غزوہ بدر کے موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا تو حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ اے اللہ کے نبی ﷺ میرے ماں، باپ آپ ﷺ پر قربان، آپ ﷺ حکم فرمائیں ہم پہاڑوں سے ٹکرا جائیں، سمندروں میں چھلانگیں لگا دیں، آگ میں کود پڑیں۔

لیڈر کا موٹیویٹ ہونا بہت ضروری ہوتا ہے کیونکہ اس کی موٹیویشن کی ٹیم کو ضرورت ہوتی ہے اور وہ موٹیویشن ٹیم میں منتقل ہوتی ہے۔ یہ لیڈر کا جذبہ اور جملے ہوتے ہیں جو ٹیم کو آگ پر چلنے پر مجبور کرتے ہیں۔ ایک دفعہ قائداعظم چل رہے تھے تو اس وقت کے بڑے بڑے علمائے کرام ان کے پیچھے پیچھے تھے۔ لیاقت علی خان نے آپ سے پوچھا "یہ کیا خاص بات ہے کہ وہ علمائے کرام جن کے پیچھے زمانہ چلتا ہے وہ آپ کے پیچھے چل رہے ہیں؟" قائداعظم نے جواب دیا "دیکھو لیڈر والا کردار ہو تو زمانہ پیچھے ہوتا ہے اگر لیڈر والا کردار نہ ہو تو پھر بندہ پیچھے چلنے والا بن جاتا ہے"۔

کہا جاتا ہے کہ جو لیڈر ہوتا ہے اس میں سو روحانی بندوں جتنی طاقت ہوتی ہے۔ لیڈ کرنے والے کے پاس یہ صلاحیت ہوتی ہے کہ اس کا ایک فیصلہ زمانے کو بدل کر رکھ دیتا ہے۔ تاریخ میں دیکھا جائے تو اگر ایک لیڈر نے جنگ کا فیصلہ کیا تو لاکھوں لوگوں کو اپنی زندگیوں سے ہاتھ دھونا پڑ گیا۔ اگر ایک لیڈر نے امن سے رہنے کا فیصلہ کیا تو پوری قوم بچ گئی۔ اگر ایک لیڈر نے فیصلہ کیا کہ ویلفیئر اسٹیٹ بنانی ہے تو پوری قوم ویلفیئر کی طرف چل نکلی۔ اگر ایک لیڈر نے

فیصلہ کیا ہم نے ایجوکیشنل اسٹیٹ بنانی ہے تو پوری قوم ایجوکیشن کی طرف چلی پڑی۔ڈنمارک دنیا کا ایک ایسا ملک ہے جس میں پچھلے پچاس سال میں گنتی کے چند لوگ قتل ہوئے جبکہ ہمارے ہاں ایک دن میں اتنے قتل ہو جاتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کی لیڈر شپ نے فیصلہ کیا کہ ہم نے ایک ایسا ملک بنانا ہے جہاں پر امن ہو گا۔

اس سلسلہ میں پاکستانی قوم بڑی بدقسمت رہی ہے جنہیں کوئی لیڈر نہیں مل سکا۔آنے والے سے سنہری امیدیں وابستہ کیں۔۔لیکن انہیں خرقہ سالوس میں چھپے برہمن، رام کی قبا اوڑھے راون، مقدس لبادے میں لپٹے راسپوٹین، رہنما کی روپ دھارے راہزن، مسیحائی کے دعویدار قاتل، راہب کی عبا میں ملبوس خود ستائش ملے۔ ہر آنے والے " کھوٹے سکے " نے ملک کو اس طرح لوٹا جس طرح ہلاکو خان نے بغداد، رنجیت سنگھ نے پنجاب اور ایسٹ انڈیا کمپنی نے برصغیر کو لوٹا تھا۔کرپشن کے نئے نئے طریقے ایجاد کئے گئے۔کرپشن مالی ہو یا اخلاقی۔۔۔ ان کا کوئی ثانی نہیں، ظالم ایسے۔۔۔مظلوم کو چیخنے بھی نہیں دیتے، جابر ایسے۔۔۔آواز اٹھانوں والوں کی زبان کاٹ دیں، آمر ایسے۔۔۔اٹھنے والا سر قلم کر دیں، کردار ایسے۔۔۔راسپوٹین کی روح بھی شرما جائے، صادق ایسے۔۔۔ڈھٹائی سے کہیں کہ وعدے قرآن وحدیث نہیں ہوتے، امین ایسے۔۔۔بھوک سے مرتے سیلاب زدگان کی امداد کھا جائیں، ذہین ایسے۔۔۔ میٹرک سے پہلے بی اے کر لیں، مذہبی ایسے۔۔۔سورۃ اخلاص نہ آئے۔۔۔۔ بے شرم ایسے۔۔۔کہتے ہیں ہم آپکے لیڈر، ہماری پیروی کرو، ہماری ہر آواز پر لبیک کہو، ہمارے پاؤں چھوؤ، ہماری حفاظت کرو، ہماری تعریفیں کرو، ہمارے نعرے لگاؤ، ہمارے گیت گاؤ۔

نہ جانے کون سے جرم کی سزا ملی ہے اس قوم کو؟۔۔۔۔اب وقت ہے اللہ کے حضور اجتماعی معافی مانگی جائے، کہیں ایسا نہ ہوا ہم صرف تاریخ کی کتابوں میں ملیں۔

" رنگیلا خاندان " لکھنے کا مقصد کسی کی کردار کشی نہیں بلکہ عوام کا شعور اجاگر کرنا ہے۔ انہیں بتانا ہے آپکے لیڈر کیسے ہیں؟ عوام کو آگاہ کرنا ہے کہ جن کی آپ پیروی کر رہے ہیں وہ لیڈر نہیں، نوسرباز ہیں، جیب کترے ہیں، ظالم ہیں، جابر ہیں، آمر ہیں، جھوٹے ہیں، بے ایمان ہیں، ڈاکو ہیں، چور ہیں۔

میں کسی کی خوشنودی یا کسی کی دشمنی میں نہیں لکھتا، یہ میرا فرض ہے جو پورا کرتا ہوں، میرے ذمے جو کام ہے وہ میں نے کرنا ہے، مجھے کسی کی پروانہیں، مجھے کسی کا ڈر نہیں، کوئی خوف نہیں۔ میرا بس اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان ہے، وہی مجھے لکھنے کی ہمت عطا فرماتا ہے، وہی میری حفاظت کریگا، وہی میری روزی کا مالک ہے، وہی عزت دینے والا ہے۔ یہاں میں محترم اقبال جکھڑ، محترم فارق حارث العباسی اور جناب دانشور ابنِ آدم کا تہہ دل سے مشکور ہوں جنہوں نے میرے حوصلوں کو جلا بخشی اور ہر معاملے میں میری رہنمائی فرمائی۔

ستار چودھری

# میں صحافی ہوں

میرا کام دیکھنا، سننا اور لکھنا ہے

زندگی کے جوار بھاٹوں میں بسا اوقات انسان وہ قرض اتارنے کیلئے بھی کمر بستہ ہو جاتا ہے جو قرض اس کے سر نہیں۔ ''رنگیلا خاندان'' کے زیر عنوان یہ کتاب جو آپ کے ہاتھوں میں ہے اسے میں غیر ارادی طور پر تالیف کر رہا ہوں۔ میری یہ تالیف بحیثیت ایک لکھاری کے نہیں بلکہ بحیثیت ایک صحافی کے ہے کیوں کہ صحافی کو اس معاشرے کی آنکھ اور کان گردانا جاتا ہے۔ صحافی جو کچھ دیکھتا ہے اور جو کچھ سنتا ہے، جو کچھ محسوس کرتا ہے وہی سب کچھ لکھ دیتا ہے۔ جب صحافی کا ضبط ٹوٹ جائے تو پھر وہ مناظر کو پس منظر سے نکال کر ضبط تحریر میں لے آتا ہے۔

''رنگیلا خاندان'' تاریخ کے سینے پر رقم وہ زخم ہے جسے میں نے لفظوں کے پیراہن میں ملبوس کر کے سوچ کے ہینگر میں لٹکایا ہے۔ رنگیلا خاندان ایک ایسی سیاسی داستان ہے جو پاکستان کے در و دیوار پر نقش ہے۔ اس داستان کے کرداروں اور بد کرداروں کا درد ہر کان تک پہنچتا ہے اور اس کی حدت ماحول کو گرماتی رہی ہے۔

رنگیلا خاندان میری کوئی جانبدارانہ کاوش نہیں بلکہ ایک صحافی کی حیثیت سے میں نے جو دیکھا، محسوس کیا جو سنا اور سننے کے بعد اسکی تصدیق کی اسے من و عن قرطاس و قلم کے سپرد کر دیا۔ صحافی کا کام ہی یہی ہے کہ وہ جرم کی نشاندہی کرتا ہے اور معاشرے کی نبض پر ہاتھ رکھ کر مرض کی تشخیص کرتے ہوئے درد کا ابلاغ کرتا ہے۔

اس بات میں کوئی کلام نہیں کہ صحافی کا کام فیصلہ سنانا نہیں ہوتا، فیصلہ کرنا تو قارئین کا کام ہے کہ وہ برائی کو برائی سمجھیں اور اچھائی کو اچھائی گردانیں۔ قاری کا اپنا ایک نقطۂ نظر ہوتا ہے، ضروری نہیں کہ ہر قاری صحافی یا لکھاری کے نکتۂ نظر سے متفق ہو۔ ہو سکتا ہے کہ رنگیلا

خاندان بعض قارئین کا آنکھوں کا تارا ہوا اور ان کی طبیعت پر یہ گراں گزرے کہ نوروں نہلائے ہوئے سات پردوں میں رہنے والے اس رنگیلا خاندان کو ضبط تحریر میں لا کر ایک صحافی نے اچھا نہیں کیا۔ جس طرح قارئین صحافی کے نکتۂ نظر سے اتفاق کرنے کے پابند نہیں، اسی طرح صحافی اور لکھاری بھی اس بات کا پابند نہیں کہ کون سے قاری کو کون سی بات اچھی لگتی ہے اور کون سی بات ناگوار گزرتی ہے۔ صحافی اور لکھاری کا کام تو لکھنا ہے یا وہ اس امر کا ضرور پابند ہوتا ہے کہ وہ وہی لکھے جو اس نے دیکھا' سنا اور پھر تصدیق کر کے اسے درست پایا۔

الحمد اللہ میں نے پوری کوشش کی ہے کہ حقائق کو مسخ نہ کروں اور جو کچھ میں نے تحقیق کی اسے صرف اور صرف مرقوم کر دیا۔

میرا ضمیر مطمئن ہے کہ میں نے اپنے نفس کی پیروی نہیں کی اور واقعات پر اپنا کوئی تجزیہ پیش نہیں کیا۔ میں نے تو رنگیلا خاندان کے وہ واقعات اور سانحات اسی حالت میں اکٹھے کر کے قارئین کے سامنے کتابی شکل میں رکھے ہیں جس طرح یہ واقعات رونما ہوتے رہے اور تاریخ کا حصہ بنتے چلے گئے۔

ستار چودھری

# فاروق حارث العباسی کی رائے!

ستار چودھری نہ صرف صحافت کی دنیا میں اپنا ایک خاص نام ومقام رکھتے ہیں بلکہ سیاسی دارالعمل میں بھی انہیں خاصی دسترس ورسائی حاصل ہے۔ مصنف بھی ہیں اور محقق بھی۔ جستجو ان کی سرست میں شامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میں نے انہیں ہر لمحہ بے چین ومضطرب پایا۔ میں ان کی اس طبیعت مضطربانہ سے بخوبی آشنا ہوں اور بعض اوقات تو ان کی متجسس گفتگو مجھے تخیلات کی دنیا میں لے جاتی ہے جہاں میں سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہوں کہ دوران گفتار ان کا اتار چڑھاؤ اور ردوبدل قطعاً بے معنی نہیں ہوتا بلکہ اپنے اندر بہت سے معنی ومطالب پنہاں رکھتا ہے۔ اس سے قبل بھی میں ان کی لکھی ہوئی کتب کا بغور مطالعہ کر چکا ہوں جنہیں ہر لحاظ اور ہر اعتبار سے ایک جامع تحریر اور تحقیق کا منبع وسرچشمہ کیا جاسکتا ہے۔ آج ایک بار پھر ستار چودھری کی ایک نئی طرح وطرز پر مبنی اور نئی تحقیق کا مسودہ میرے سامنے ہے۔ کتاب کا یہ مسودہ میرے لئے باعث حیرت سے کہیں زیادہ باعث شرمندگی ہے۔ باعث حیرت اس لئے نہیں کہ عرصۂ دراز سے ان کی ایسی اخلاق سوز اور اخلاق حسنہ سے عاری حرکات وسکنات کو دیکھتا چلا آ رہا ہوں اور باعث شرمندگی اس لئے کہ ہمارے لیڈر اس قماش اور وضع قطع کے لوگ ہیں جو سراپا غلاظت ورذالت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ افسوس کہ انہیں اپنی عزت وناموس کا تو کچھ پاس نہیں لیکن ساتھ انہیں ملک وملت کی حیا وحرمت کا بھی کوئی احساس نہیں۔ قیادت ہی کردار کا وہ نمونہ ہوتی ہے جس سے قومیں رہنمائی حاصل کرتی ہیں اور جب قیادت ہی نجس وناپاک ہو تو پھر وہاں کسی قوم کا بے راہ روی کا شکار ہو جانا ایک فطری عمل ہے۔ کئی ایسے نام گنوائے جا سکتے ہیں جو انہی مقاصد کیلئے اعلیٰ سیاسی عہدوں پر فائز کئے گئے جن کا کام صرف اور صرف اپنی قیادت کیلئے پرتعیش اور پرخمار ماحول فراہم کرنا ہے۔ انتہائی نچلی سطح کے یہ لوگ جنہیں مخصوص

عہدوں پر فائز کیا گیا بلا شبہ قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نمایاں نشانی ہے۔ یہاں پر یہ بات بھی ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ حاکم جس قماش یا جس سوچ اور فکر و خیال کا ہوگا وہ ویسے ہی لوگ اپنے اردگرد اکٹھے کرے گا۔ ایسے حاکموں اور لوگوں کے بارے میں حضور نبی کریمؐ نے کیا ارشاد فرمایا جسے قیامت کی علامات متوسطہ کہا گیا، احادیث مبارکہ کی روشنی میں دیکھتے ہیں۔ آپ گا ارشاد پاک ہے کہ ''لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ دین پر قائم رہنے والے کی حالت اس شخص کی طرح ہوگی جس نے انگارے کو اپنی مٹھی میں پکڑ رکھا ہو۔ دنیاوی اعتبار سے سب سے خوش نصیب شخص وہ ہوگا جو خود بھی کمینہ ہو اس کا باپ بھی کمینہ ہو۔ لیڈر بہت ہوں گے اور امانت دار کم۔ قوموں اور قبیلوں کے لیڈر منافق، رذیل اور فاسق ہوں گے۔ بازاروں کے رئیس فاجر ہوں گے۔ پولیس کی کثرت ہوگی جو ظالموں کی پشت پناہی کرے گی۔ بڑے عہدے نااہلوں کو ملیں گے۔ جھوٹے کو سچا اور سچے کو جھوٹا کیا جائے گا۔ اچھائی کو برا اور برائی کو اچھا سمجھا جائے گا۔ نیک لوگ چھپتے پھریں گے اور کمینے لوگوں کا دور دورہ ہوگا۔ شراب کا نام نبیذ، سود کا نام بیع اور رشوت کا نام ہدیہ رکھ کر انہیں حلال سمجھا جائے گا۔ شراب خوری کی کثرت ہوگی۔ بے حیائی اور بغیر باپ کے اولاد کی کثرت ہوگی۔ مومن آدمی ان کے نزدیک باندی سے بھی زیادہ رذیل ہوگا۔ مومن ان کی برائیوں کو دیکھے گا مگر انہیں روک نہ سکے گا جس کے باعث اس کا دل اندر ہی اندر گھلتا رہے گا۔ لکھنے پڑھنے کا رواج بہت بڑھ جائے گا مگر تعلیم محض دنیا کیلئے حاصل کی جائے گی۔ فقہا کی قلت اور علماء کو قتل کیا جائے گا''۔ نچلے درجے کے لوگ اوپر آ جائیں گے اور خاندان دب جائیں گے۔ کیا یہ سب کچھ ہمارے ملک اور ہماری قوم میں موجود نہیں؟ یہی وہ رذیل ترین حاکم ہیں جن کی نشاندہی فرمائی گئی اور جن کی بداعمالیوں کے سبب قوم آج ذلت و رسوائی کی اتھاہ گہرائیوں میں پڑی سسک رہی ہے۔

ستار چودھری کی یہ کتاب اور تحقیق بلا شبہ مندرجہ بالا احادیث مبارکہ کی عکاس ہے اور انہوں نے شریفوں کی شرافت کا پردہ چاک اور چہروں پر ڈالے گئے شرافت کے نقاب پلٹ کر رکھ دیئے ہیں۔ علاوہ ازیں ایک اہم بات جو میں کہنا چاہوں گا کہ اخلاقی بدکرداری گو کہ ایک بڑا جرم ہے مگر قومی و مذہبی بدنیتی اس سے بھی کئی گنا بڑا جرم اور گناہ ہے جس کے یہ مرتکب

ہوئے۔ان اداروں کے خلاف کھلم کھلا زہر گھولنا اور بدزبانی کرنا جن کے وجود سے ملک وملت کا وجود قائم ہے تو پھر ایسی زبان کو جڑ سے کاٹ دینا چاہیے کیونکہ ایسی زبان دشمنان ملک وملت کی تو ہو سکتی ہے کسی محبِّ وطن کی نہیں۔مختصر یہ کہ کوئی با کردار قیادت بد باطن و بداطوار نہیں ہو سکتی لہٰذا یہ وہی لوگ ہیں جن کی نشاندہی کرتے اور ان کا حقیقی چہرہ قوم کے سامنے لاتے ہوئے ستار چودھری نے کتاب ''رنگیلا خاندان'' لکھ کر نہایت جرات و جوانمردی اور قومیت کا ثبوت فراہم کیا۔اب ہم پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ ہمیں کس قسم کی قیادت چاہیے' عیاش' بدکردار' غدار یا مخلص ومحبّ وطن۔

یاد رکھیے! اللہ تعالیٰ انفرادی غلطیوں سے تو درگزر فرما لیتا ہے مگر اجتماعی غلطیوں کو کبھی معاف نہیں کرتا۔اللہ تعالیٰ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔آمین۔

فاروق حارث العباسی (گولڈمیڈلسٹ)

سیاسی ودفاعی تجزیہ کار

# وہی تاج ہے......وہی تخت ہے

عبدالستار چوہدری کی نوک قلم کے نیچے لرزتا ہوا ''رنگیلا خاندان'' میری نظروں کو چندھیا رہا ہے اور میں حیرتوں کے سمندر میں غوطہ زن ہوتے ہوئے سطح آب پر اپنے اسے جان بدن کو کنارے لگانا چاہتا ہوں جس بدن سے روح پرواز کر چکی ہے۔ میں اس سمندر میں نہ بھی ڈوبتا تو مجھے اسی کنارے کی تلاش ہوتی کیونکہ سانس لینے کے نظام تنفس کو فرد کی زندگی تو قرار دیا جا سکتا ہے مگر قومی زندگی کی حیات کی ضمانت نہیں دی جا سکتی۔ بدقسمتی سے ہم سب لوگ اس خوش قسمت پاکستان کے باسی ہیں جہاں افراد تو زندہ دکھائی دیتے ہیں مگر قوم مر چکی ہے اور جب قومیں مر جائیں تو پھر رنگیلے خاندانوں کے اقتدار کے حق میں مانگی جانے والے دعائیں مقبول ہو جایا کرتی ہیں۔ ستار چودھری اسی مردہ قوم کا ایک زندہ لکھاری ہے اور اس حبس زدہ موسم میں اس کا زندہ رہنا اس کے حوصلے کی عکاسی کرتا ہے۔ وہ ایک بے باک صحافی اور ایک لکھاری ہے، ایسے لوگ مر بھی جائیں تو وہ بھی رہتے ہیں۔

ستار چودھری کی یہ پانچویں کتاب پڑھنے کے بعد مجھے اندازہ ہو رہا ہے کہ یہ کتاب قومی زندگی کی ضمانت بنے گی۔ اسے پڑھ کر تو میرے جیسا سرد مزاج شخص بھی اپنی خوابیدہ روح کو کروٹ بدلتے ہوئے دیکھ رہا ہے۔ مجھے محسوس ہو رہا ہے کہ جیسے اس سے پہلے میں اندھا تھا اور اب مجھے بصارت نصیب ہوئی چاہتی ہے۔ افسوس کا مقام تو یہ ہے کہ مجھ سمیت 22 کروڑ سانس لیتے انسانوں کو 44 کروڑ آنکھیں اس رنگیلے خاندان کو نہ پہچان سکیں جس خاندان کو ستار چودھری نے صرف اپنی دو آنکھوں سے دیکھا ہے۔ یہ اس کی آنکھوں کا نور ہے جو لفظوں میں ڈھلتا ہوا کتابی شکل اختیار کر چکا ہے۔ مجھے ستار چودھری کی اس کتاب سے کچھ اختلاف رائے بھی ہے کہ اس نے صرف ایک خاندان کو ہی رنگیلا خاندان سمجھا حالانکہ پاکستان میں اس

طرح کے بے شمار رنگیلے خاندان ہیں جنہوں نے ہمیشہ اقتدار کے ایوانوں میں بیٹھ کر اس قوم کی آنکھوں سے بصارت چھینی ذہنوں سے بصیرت ہے اور ہونٹوں سے صدائیں نوچی ہیں۔ ان رنگیلے خاندانوں نے کبھی آنکھیں چھین کر چراغ بانٹنے کی فتاویٰ کی ہے۔ ہاتھ کاٹ کر ہنر سکھانے کے دعووں کا شور مچایا۔ انہی خاندانوں نے کبھی آٹا مہنگا کر کے روٹی سستی دینے کا فریب دیا اور کبھی رات کے اندھیروں میں صبح صادق طلوع کرنے کا جھوٹا راگ الاپا۔ ان خاندانوں کی تاریخ پاکستان کی تاریخ سے بھی پرانی ہے مگر ان طالع آزماؤں نے پاکستان کے تخت کو ہی مشق ستم بنایا۔ ستار چودھری خراج تحسین کا مستحق ہے کہ اس نے جرات مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے ایسے اچھوتے موضوع کا انتخاب کیا میری نظر میں ستار چودھری امر ہو گیا۔ یہ کتاب اس دور میں لکھی جا رہی ہے جس دور میں در و دیوار پر یہ نوشتہ لکھا ہوا پڑھا جا سکتا ہے کہ

بڑے شوق سے میرا گھر جلا کوئی آنچ تجھ پہ نہ آئے گی
یہ زباں کسی نے خرید لی یہ قلم کسی کا غلام ہے

میں ستار چودھری کو مبارکباد دیتا ہوں کہ اس نے زبان بیچی نہیں اور قلم کو کسی کا غلام نہیں بنایا۔ حالانکہ اسے معلوم ہے کہ رنگیلوں کی محفل طرب میں چلنے والی آندھیوں کو چراغوں کو بجھنے کا حکم صادر کر دیا ہے اور وہ ان بجھے ہوئے چراغوں کی راکھ پر ایک حیثیت سے روشنی کا امام بن کر جگمگانے کا ستار چودھری کے فکر و فن کی انجمن میں اس وقت عروج پر ہے اور وہ قومی زوال کے دروازوں پر دستک دیتے ہوئے نوک قلم کو اپنے سینے میں پیوست کر کے اس کے درد کا ابلاغ کر رہا ہے۔ رنگیلا خاندان ایک خاندان نہیں ہے بلکہ یہ ایک فکر کا نام، یہ ایک روش ہے۔ یہ ایک خصوصیت ہے، یہ ایک تحریک ہے جس نے تحریک آزادی کو نگل لیا ہے۔ اس رنگیلے خاندان کو طشت از بام کرنا ستار چودھری ہی کی جسارت ہے کیونکہ

وہی تاج ہے وہی تخت ہے وہی زہر ہے وہی جام ہے۔ یہ وہی خدا کی زمین ہے، یہ وہی بتوں کا نظام ہے۔ صاحب کتاب نے اسی تاج و تخت کے ہوتے ہوئے اسی زہر بھرے جام کو اسی خدا کی زمین پر رکھ دیا ہے جہاں آج بھی بتوں کا نظام رائج ہے۔ اس بت کدے میں کسی

نے تو توحید کی صدا کو بلند کرنا تھا، کسی نے تو بت شکن بن کر جلوہ گر ہونا تھا۔ یہ حقیقت بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ جو بتوں کے نظام کو پارہ پارہ کرنے کیلئے علم توحید بلند کرے اس پر کفر کا الزام عائد کیا جانا بعید از قیاس نہیں۔

وہ اک حسین ہے اس عہد کے حسینوں میں
اسے کسی نے تو کافر قرار دینا ہے

اگر بتوں کے نظام کے خلاف صدائے آگہی بلند کرنا کفر ہے تو ستار چودھری تمہیں یہ کفر مبارک ہو۔تم نے 44 کروڑ آنکھوں کو آئینہ دکھانے کیلئے جس قلم کا سہارا لیا ہے۔ وہ آج نہیں تو کل معتبر گردانا جائے گا اور نسلیں تمہیں یاد رکھیں گی کہ تم نے اندھیروں کو بقعۂ نور میں بدلنے کیلئے سر بام اپنے دل کو جلا دیا ہے۔تم وہ جگنو ہو جو سیہ راتوں میں ٹمٹما کر قافلوں کو منزلوں کا پتہ بتا رہے ہو۔ اے کاش کہ تمہاری روشنی کی کرن اس سورج سے جا ملے جو اندھیروں کو بصارت عطا کرنے والا ہے۔

آج نہیں تو کل سورج طلوع ہونے کو ہے، اس اندھیرے میں اذان بلال کی گونجتی ہوئی صدا تمہیں ہمیشہ کیلئے دنیا بھر میں روشنی کا استعارہ قرار دے گی۔ میں نے ستار چودھری کی ہر کتاب پر حرف اعتراض اٹھایا ہے اور ہمشہ اسے ایسی موضوعات پر قلم اٹھانے سے منع کیا ہے مگر آج میں بے بسی کے عالم میں اپنے ہر ایک اعتراض کو واپس لیتا ہوں اور ستار چودھری کیلئے دعا گو ہوں کہ

اللہ کرے زور قلم اور زیادہ

ابنِ آدم (دانشور)

# اقبال جکھڑ کہتے ہیں

یہ اپنے کام سے جنون کی حد تک لگاؤ رکھنے والے نوجوان صحافی عبدالستار چودھری کی پانچویں تصنیف ہے۔ اس کتاب کا موضوع ہماری نام نہاد اشرافیہ اور عوامی رائے دہی کے بل بوتے پر اقتدار محل انجوائے کرنے والے ایسے حکمرانوں کے مکروہ کردار کی نقاب کشائی کا احاطہ کرتا ہے جو قومی سرمائے کی لوٹ مار میں کوئی کسر نہ چھوڑنے کے ساتھ ساتھ ذاتی اعمال کی کالک بھی جی بھر کر سمیٹتے ہیں۔ شریف فیملی کے اس کمزور ترین پہلو پر پہلے بھی بہت سی الف لیلوی داستانیں منظر عام پر آئیں تاہم ان میں اس قدر سنگین نوعیت کی انسانیت سوزی شامل نہیں تھی جس قدر عائشہ احد ملک کے معاملہ میں روا رکھی گئی۔ دروغ برگردن راوی' یہ چرچا بہت ہے کہ عائشہ احد ملک حمزہ شہباز شریف کے ہتھے چڑھنے سے قبل میاں شہباز شریف کی عقابی نظروں کا انتخاب بنیں۔ دونوں سیاسی خاندانوں میں دیرینہ سماجی روابط استوار تھے۔ بقول راوی جب عائشہ احد ملک کی پہلی شادی ناکام رہی اور وہ ایک بچی کی ماں بننے کے باوجود مطلقہ ہونے سے نہ بچ سکیں تو ان سے عقد ثانی کیلئے سب سے پہلے میاں شہباز شریف نے گہری دلچسپی ظاہر کی اور اس حوالہ سے ابتدائی بات چیت بھی چلی۔ انہی دنوں میاں شہباز شریف کی جانب سے عائشہ احد ملک کیلئے بیش قیمت تحائف کی ترسیل بھی جاری رہی۔

نجانے یہ سلسلۂ جنبانی کہاں تک پہنچا اور اس دوران طلب کی پیشرفت اور مطلوب کے رسپانس کا کیا عالم رہا تاہم آج تک یہ عقدہ نہیں کھلا یہ شہباز شریف کی شدید قلبی خواہش کے باوجود بیل کیوں منڈھے نہیں چڑھ سکی اور ان کی ازواج کی فہرست میں محترمہ عائشہ احد ملک کا نام کیوں شامل نہیں ہو سکا۔ کچھ عرصہ بعد اس کہانی کا نیا ڈرامائی باب شروع ہو گیا اور عائشہ

احد ملک طویل عرصہ تک بیگم حمزہ شہباز شریف کا پورا پروٹوکول (مع تمام اسیسریز) انجوائے کرتی رہیں۔ اس عرصہ میں حمزہ شہباز شریف کی جانب سے اظہار وتجدید محبت کیلئے بہت سی قیمتی جائیدادیں' باغ' زرعی رقبے اور صنعتی یونٹ عائشہ احد ملک کے نام پر منتقل ہوئے۔

اب اسے عائشہ احد ملک کی کوتاہ بخشی کہیں کہ حمزہ شہباز شریف کا ہرجائی پن مگر یہ ستم ظریفی رونما ہوکر رہی۔ دونوں میں ناچاقی پیدا ہوئی' بڑھی اور معاملات' پوائنٹ آف نو ریٹرن تک جا پہنچے۔ عائشہ احد ملک سسرال چھوڑ کر میکے آن بسیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ ان جائیدادوں' باغات' صنعتی یونٹوں کی قدر و قیمت کروڑوں سے نکل کر اربوں کھربوں تک جا پہنچی تو حمزہ شہباز نے عائشہ احد ملک پر دباؤ ڈالا کہ وہ تمام اثاثے واپس کر دے۔ انکار پر حمزہ کی جانب سے تمام روایتی ہتھکنڈے استعمال کئے گئے مگر عائشہ ڈٹی رہیں۔ پھر فلک نے وہ نظارہ بوی دیکھا کہ جس کی کوئی ضرورت تھی اور نہ ہی توقع!

حمزہ شریف کے والد اور اس وقت کے وزیراعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے اپنے مخصوص کارخاص رانا مقبول کو''آپریشن'' کا حکم دیا۔ شومئی قسمت سے یہ آپریشن بھی ناکام رہا تو شہباز شریف بھارتی فلمی ولن امریش پوری کی طرح سیخ پا ہو گئے اور پنجاب پولیس کے ڈی آئی جی عہدہ کے افسر کو براہ راست حکم دیا کہ وہ ان کی مبینہ بہو عائشہ احد ملک اور مبینہ پوتی کو گھر سے اٹھا کے تھانے لے جائیں' ان پر فوجداری مقدمہ درج کریں جس میں انسداد دہشت گردی ایکٹ کی دفعات بھی شامل ہوں۔ ان پر تشدد کریں اور فون پر ان کی دردناک چیخیں وزیراعلیٰ پنجاب کو سنوائیں۔ حالانکہ شہباز شریف پر واجب تھا کہ وہ حمزہ اور عائشہ کو بند کمرے میں سماعت کر کے وہیں حتمی تصفیہ کرا دیتے اور اس بات کو کمرے سے باہر ہی نہ آنے دیتے جیسا کہ گزشتہ دنوں چیف جسٹس آف پاکستان میاں ثاقب نثار نے اس معاملہ کا دائمی تصفیہ کرایا۔

عبدالستار چودھری کی محنت' کھوجکاری اور ایک ایسی ریکارڈ اینڈ ریفرنس بک کی تدوین و تالیف کی داد دی جانی چاہئے کہ جس سے بہت سے چھپے رازوں سے پردا اٹھا ہے۔ ایسی بہت

سی باتیں پہلی بار تحقیق کی چھلنی سے کشید ہو کر منظر عام پر آئیں جو اس سے قبلہ سینہ گزٹ کے بدولت جتنے منہ اتنی باتیں کے مصداق غیر مصدقہ اور سنسنی خیز تھیں۔

دعا ہے کہ تحقیق کا یہ سفر اسی طرح ارتقا کی نئی منازل سے ہمکنار رہو اور سوہنار ب نوجوان لکھاریوں کو قرار واقعی موضوعات پر ثابت قدمی سے قلم اٹھانے کی جانب مائل کرے۔

اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو!

محمد اقبال جکھڑ
سینئر صحافی / تجزیہ نگار

# محمد شاہ رنگیلے

شہزادے کا اصل نام روشن اختر تھا۔ وہ شاہ جہاں جستہ اختر کا بیٹا اور شاہ عالم بہادر شاہ اول کا پوتا تھا۔ سید برادران نے اسے جیل سے رہا کرایا اور 17 ستمبر 1719ء کو تخت پر بٹھا دیا۔ اس نے اپنے لئے ناصر الدین محمد شاہ کا لقب پسند کیا لیکن تاریخ نے اسے محمد شاہ رنگیلا کا نام دے دیا محمد شاہ رنگیلا ایک عیش طبع غیر متوازن شخص تھا۔ چوبیس گھنٹے نشے میں دھت اور رقص وسرود اور فحاشی وعریانی کا دل دادہ تھا۔ وہ قانون بنانے اور قانون توڑنے کے خبط میں بھی مبتلا تھا۔ وہ ایک ایسا پارہ صفت انسان تھا جو اچانک کسی شخص کو ہندوستان کا اعلیٰ ترین عہدہ سونپ دیتا اور جب چاہتا کسی بڑے افسر کو جیل بھجوا دیتا۔ وہ اکثر دربار میں ننگا آجاتا اور درباری بھی اس کی فرمانبرداری اور اطاعت گزاری میں کپڑے اتار دیتے۔ بعض اوقات جوش اقتدار میں دربار میں سرے عام پیشاب کر دیتا اور تمام معزز وزراء دِلی کے شرفاء اور اس وقت کے علماء اور فضلاء واہ واہ کہہ کر بادشاہ سلامت کی تعریف کرتے۔ وہ بیٹھے بیٹھے حکم دیتا کل تمام درباری زنانہ کپڑے پہن کر آئیں اور فلاں فلاں وزیر پاؤں میں گھنگرو باندھیں گے۔ وزراء اور درباریوں کے پاس انکار کی گنجائش نہ ہوتی۔ وہ اعلان کر دیتا کہ جیل میں بند تمام مجرموں کو آزاد کر دیا جائے اور اتنی ہی تعداد کے برابر مزید لوگ جیل میں ڈال دیئے جائیں۔ بادشاہ کے حکم پر سپاہی شہروں میں نکلتے اور انہیں راستے میں جو بھی شخص ملتا وہ اسے پکڑ کر جیل میں پھینک دیتے۔ وہ وزارتیں تقسیم کرنے اور خلعتیں پیش کرنے کا بھی شوقین تھا' وہ روزانہ پانچ نئے لوگوں کو وزیر بناتا اور سو پچاس لوگوں کو شاہی خلعت پیش کرتا اور اگلے ہی دن یہ وزارتیں اور یہ خلعتیں واپس لے لی جاتیں۔ وہ طوائفوں کے ساتھ دربار میں آتا اور ان کی ٹانگوں، بازوؤں

اور پیٹ پر لیٹ کر کاروبار سلطنت چلاتا۔ قاضی شہر کو شراب سے وضو کرنے پر مجبور کرتا۔ اس کا حکم تھا کہ ہندوستان کی ہر خوبصورت عورت بادشاہ کی امانت ہے اور جس نے اس امانت میں خیانت کی اس کی گردن مار دی جائے گی۔ اس نے اپنے دور میں اپنے عزیز ترین گھوڑے کو وزیر مملکت کا سٹیٹ دے رکھا تھا اور یہ گھوڑا شاہی خلعت پہن کر وزراء کے ساتھ بیٹھتا۔ محمد شاہ رنگیلا کثرت شراب نوشی کے باعث 26 اپریل 1748ء کو انتقال کر گیا لیکن آج بھی جب تاریخ محمد شاہ رنگیلا تک پہنچتی ہے تو حیرت اور شرم میں ڈوب جاتی ہے۔ محمد شاہ رنگیلا اس نوعیت کا واحد کردار نہیں تھا۔ انسانی تاریخ ایسے سینکڑوں، ہزاروں کرداروں سے لتھڑی پڑی ہے۔ آپ دنیا کی قدیم تہذیبوں کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں آپ کو معلوم ہوگا کہ دنیا کی ہر تہذیب کو شروع میں نیک اور سمجھ دار بادشاہ ملے۔ ان بادشاہوں نے ملک میں میرٹ، عدل اور مساوات قائم کی جس کے نتیجے میں ملک نے ترقی کی اور وہ تہذیب معاشی خوشحالی کے دور میں داخل ہوگئی لیکن پھر اچانک ایک دن ملک میں کوئی نہ کوئی محمد شاہ رنگیلا آیا اور اس نے اپنے پاگل پن اور انا کو دستور، قانون اور آئین کی شکل دے دی اور وہ ملک اور وہ تہذیب بادشاہ کے پاگل پن کے ہاتھوں فنا ہوگئی۔ آپ مصر کے بادشاہوں کو دیکھئے، بادشاہوں کی ایک نسل نے اہرام مصر جیسے تعمیراتی معجزے برپا کئے جبکہ دوسری نسل کے رنگیلے خدائی کے دعوے کرنے لگے، شداد جیسے بادشاہ نے زمین پر جنت بنا ڈالی، نمرود نے آگ دہکائی اور حضرت ابراہیم کو اس آگ میں دھکیل دیا اور ایک بادشاہ نے اللہ کے نبی کو آرے سے چیرنے کا حکم دے دیا، روم کے ایک بادشاہ نے جوش شاہی میں پورے روم کو آگ لگا دی اور خود محل کی چھت پر بیٹھ کر بانسری بجانے لگا، ایک بادشاہ نے روم کے درمیان میں ایمپی تھیٹر بنایا اور 80 ہزار لوگوں کے درمیان بیٹھ کر بھوکے شیروں کو انسان کا شکار کرتے اور گوشت کھاتے دیکھنے لگا۔ روم کے ایک بادشاہ نے اپنی سگی بہن سے شادی کر لی۔ یونان کا ایک بادشاہ ملکہ کے ساتھ برہنہ باہر نکلا اور عوام کو حکم دے دیا تمام لوگ با آواز بلند کہیں "بادشاہ نے بڑا خوبصورت لباس پہن رکھا ہے" ایران کا ایک بادشاہ اپنی ملکہ کے ساتھ شطرنج کھیلتا اور اس بازی کے دوران اگر ملکہ ہارتی تھی تو وہ بادشاہ کو ایک غلام پیش کر دیتی اور اگر بادشاہ کو مات ہوتی تو وہ ایک غلام ملکہ کے حوالے کر دیتا" یہ غلام

کھیل کے آخر میں سرِ عام ذبح کر دیئے جاتے، ہندوستان کا ایک بادشاہ قطب الدین مبارک شاہ ہم جنس پرست تھا، ایک ہندولڑکے پر عاشق تھا ''بادشاہ ایک دن دلہن بنتا اور ہندولڑکا دلہا'' دربار میں دونوں کا باقاعدہ نکاح ہوتا۔ رخصتی ہوتی، ولیمہ ہوتا اور سارے عمائدین سلطنت ''جوڑے'' کو باقاعدہ سلامیاں دیتے، دوسرے دن وہ لڑکا دلہن اور بادشاہ دلہا بنتا اور اس تقریب میں بھی تمام درباری شرفاء شریک ہوتے، فرانس کے بادشاہوں نے ایک طویل عرصے تک غسل کو خلاف قانون قرار دے رکھا تھا، برطانیہ کے ایک بادشاہ کے دور میں شادیوں پر پابندی تھی اور جب تک کوئی شہری بادشاہ سے سرٹیفکیٹ نہیں لے لیتا تھا اس وقت تک اسے وظیفہ زوجیت ادا کرنے کی اجازت نہیں ہوتی تھی۔

امیر تیمور اسلامی دنیا کا بہت بڑا ہیرو تھا لیکن وہ قتل اور علم کے خبط میں مبتلا تھا اس نے اپنی زندگی میں 54 ممالک میں کھوپڑیوں کے مینار بنائے اور علمائے کرام کو جمع کر کے قرآن مجید کی ترتیب بدلنے کا حکم دے دیا، چین کے ایک بادشاہ نے مردوں کو برقع پہننے اور عورتوں کو "انڈر گارمنٹس" میں باہر آنے کا حکم دے دیا۔ جاپان کے ایک محمد شاہ رنگیلے نے کشتی بنانے کی سزا موت طے کر دی اور دوسرے نے دال پکانے کو ناقابل ضمانت جرم قرار دے دیا، اٹلی کے ایک بادشاہ نے عورتوں کے ہنسنے پر پابندی لگا دی جبکہ دوسرے نے قانون بنا دیا سلطنت کی تمام عورتیں دانتوں پر راکھ ملا کریں گی۔ پولینڈ کے ایک محمد شاہ رنگیلا نے ملک کی تمام عورتوں کو کتے پالنے کا حکم دے دیا تھا۔ آپ تاریخ کا کوئی باب اٹھا کر دیکھیں آپ کو اس میں بے شمار محمد شاہ رنگیلے ملیں گے۔ پوری دنیا میں بیسویں صدی تک بادشاہت قائم رہی اور بادشاہ قانون کا درجہ رکھتے تھے لہٰذا جب بھی یہ قانون کسی غیر متوازن اور پاگل شخص کے ہاتھ میں آ جاتا تو وہ لوگوں کے ساتھ وہی سلوک کرتا جو محمد شاہ رنگیلا نے ہندوستان میں کیا۔ انسان نے دس ہزار سال کے سفر کے آخر میں سیکھا اختیارات فرد واحد کے پاس نہیں ہونے چاہئیں کیونکہ اقتدار کی آخری سیڑھی پر پہنچ کر اکثر بادشاہ ذہنی توازن کھو بیٹھتے ہیں اور پھر وہ لاکھوں کروڑوں لوگوں کے مقدر کا فیصلہ انا اور غرور سے کرنے لگتے ہیں جس کے نتیجے میں معاشرے کے تار پور ہل جاتے ہیں چنانچہ دنیا کے 245 ممالک میں سے 191 ملکوں میں لوگوں نے بادشاہوں کے اختیارات مختلف اداروں میں تقسیم کر دیئے جس کے نتیجے میں محمد شاہ رنگیلوں کا سلسلہ بھی رک گیا اور رعایا بھی

انسانی حقوق، انسانی شعور اور انسانی عزت نفس کے دور میں داخل ہوگئی۔اس دور میں ہر وہ ملک ترقی امن و امان اور سکون کی لذت سے آشنا ہوتا چلا گیا جس میں اختیار اور اقتدار اداروں کے پاس تھا اور یہ ادارے قانون کے دائرے میں رہ کر کام کرتے تھے۔ پوری دنیا نے دس ہزار سال میں محمد شاہ رنگیلے سے مہاتیر محمد، طیب اردگان ،جسٹن ٹروڈو، میکرون، شی جن پنگ، تریسامئے، پیوٹن کی طرف سفر کیا لیکن ہم الٹا سفر کررہے ہیں۔ ہمارے ہاں پرامن مظاہرین کو گولیوں سے چھلنی کردیا جاتا ہے۔ ججوں کو ٹیلیفون کرکے فیصلے لئے جاتے ہیں۔ پولیس صرف حکمران خاندانوں کی حفاظت کے لئے ہے یا اہلکاروں سے مخالفین کو قتل کروایا جاتا ہے۔جس خاتون پر نظر پڑے، طلاق دلوا کر ''رکھیل'' رکھ لیتے ہیں۔قومی دولت کو ذاتی خزانہ سمجھتے ہیں۔ بھوک سے بلکتی عوام کے خون پسینے کی کمائی بحری جہاز بھر بھر کر بیرون ملک لے جا چکے ہیں۔ اربوں، کھربوں ڈالرز کی جائیدادیں بنا چکے ہیں۔عوام کے بچوں کے جس عمر میں ابھی شناختی کارڈ نہیں بنتے ان کے بچے ارب پتی بن جاتے ہیں۔لوگ ہسپتالوں میں فرش پر مر جاتے ہیں اور یہ شاہی خاندان نزلہ،زکام کا چیک اپ کرانے کیلئے یورپ جاتے ہیں۔ معاشرے کو ان لوگوں نے تقسیم کردیا ہے۔تعلیم الگ الگ،قانون الگ الگ۔ جاتی امرا میں ایک پولیس اہلکار کو امرود توڑنے پر نوکری سے فارغ کردیا گیا تھا۔جبکہ جاتی امرا کے شہنشاہ قوم کے اربوں روپے لوٹ کر عیش وعشرت کی زندگی بسر کررہے ہیں۔عوام کے بچوں کیلئے ٹیکسیاں قسطوں پر لانے کا پیکج لاتے ہیں، اپنے بچوں کو شہنشاہی کے گر سکھاتے ہیں۔اس کے ذمہ دار وہ بے شعور عوام ہیں جو صرف ایک بریانی کی پلیٹ یا قیمے والے نان کھا کر جئے بھٹو، شیر اک واری فیر۔۔۔ کے نعرے لگاتے ہے۔اور ہم 21 ویں صدی میں محمد شاہ رنگیلے کے دور میں رہنا چاہتے ہیں۔ہم منزل پر پہنچنے کیلئے سیدھے نہیں چلتے،دائروں کا سفر کررہے ہیں۔ پرویز مشرف جیسے محمد شاہ رنگیلے سے جان چھڑاتے ہیں تو آصف زرداری جیسا محمد شاہ رنگیلا ہمارے سر پر سوار ہوجاتا ہے، زرداری جاتا ہے تو نواز شریف نئے رنگیلے بن کر تخت سنبھال لیتے ہیں۔اب تو دونوں خاندانوں نے "رنگیلوں" کی بڑی تعداد پیدا کرلی ہے۔ اگر ہم نے 21 ویں صدی میں داخل ہونا ہے، دنیا میں عزت سے جینا ہے، تفریق ختم کرنی ہے تو ہمیں شریفوں اور بھٹوؤں سے جان چھڑانا ہوگی ورنہ ہم پر محمد شاہ رنگیلے ہی حکومت کرتے رہیں گے۔

# جنسی ہوس میں ڈوبی ریاست

قدرت نے عورت اور مرد کے مابین جسمانی وروحانی اور معاشرتی رشتوں کو باوقار حدود کی پاسداری سکھا کر انمول بندھن عطا فرمائے ہیں۔ جہاں اسے ماں بہن اور بیٹی بنا کر سب محرم رشتوں کیلئے مقدس اور حرام قرار دیا ہے۔ وہاں ازدواجی بندھنوں میں جذباتی تشنگی کا مداوہ حصول سکون کا ذریعہ اور ایک دوسرے کا لباس بنا کر حلال بھی کر دیا لیکن جائز و ناجائز حصول حسن زن کیلئے ہابیل اور قابیل سے شروع ہونے والی یہ جنگ ازل سے تا ابد جاری ہے۔ تاریخ گواہ ہے کہ اس زندہ و پائندہ واردات حسن کا شکار صرف افراد ہی نہیں رہے بلکہ تاریخ کی کئی عظیم الشان سلطنیں بھی کسی نہ کسی داستان حسرت کی نذر ہو کر حسرتوں کا نشان بن گئیں۔ قبل مسیح میں مصر کی فرعون قلوپرہ کے ہوش ربا حسن اور قیامت خیز جوانی نے سلطنت روم کے نامور جرنیلوں کو خاک وخون میں رنگ کر دو عظیم الشان سلطنتوں کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔ ایک طرف حسن کے جادوئی ہتھیاروں سے لیس یہ فرعونہ سلطنت مصر کی روم تک وسعت اور جنسی ہوس کی سولی پر چڑھ گئی تو دوسری طرف جولیس سیزر اور مارک انتونی جیسے نامور جرنیلی حکمران اسے جنسی تسکین اور دوام اقتدار وسلطنت کیلئے استعمال کرتے ہوئے خود اس کی ہوس پرستی اور سیاسی شطرنج کی بھینٹ چڑھ گئے۔ قلوپطرہ کا پہلا عاشق جولیس سیزر اپنے غدار دوست بروٹس کے ہاتھوں قتل ہوا تو وہ اس کے نائب جنرل انطونی سے معاشقہ بنا کر تین بچوں کی ماں بن گئی۔ انطونی نے جنرل آکٹیوین سے شکست اور قلوپطرہ کی بے وفائی کے صدمات سے دلبرداشتہ ہو کر خودکشی کر لی۔ تو پچھتاوے کی آگ میں جلتی ہوئی قلوپطرہ خود کو کوبرا سانپ سے ڈسوا کر تاریخ میں بے وفائی کی علامت بن کر ہمیشہ کیلئے زندہ ہو گئی۔

حسن زن پر تن من دھن فدا کرنے والے شاہوں میں دوسرا اہم نام جلتے ہوئے روم میں

بانسری بجانے والے نیرو کا ہے۔ نیرو بادشاہت کا نشہ چڑھتے ہی شادی شدہ پومیا سینا کا عاشق ہوا تو اس نے پہلے اپنی بیوی اوکتاویا کو خودکشی پر مجبور کر کے راستے سے ہٹایا اور پھر پوپیا سینا کے خاوند کو قتل کروا کر اسے اپنی ملکہ بنالیا۔ وجودزن کیلئے پاگل نیرو کی ماں نے اس عیاشانہ طبیعت کو سلطنت کیلئے خطرہ سمجھتے ہوئے اصلاح کی کوشش کی تو بدبخت بیٹے نے ماں کو بھی قتل کروادیا۔ قتل کے وقت دم توڑتی ہوئی بدنصیب ماں کے دل ہلا دینے والے آخری الفاظ یہ تھے کہ ''نیرو میری اس کوکھ پر ضرب لگاؤ جہاں سے تم جیسے بدبخت بیٹے نے جنم لیا تھا'' اور پھر ایک دن حسن زن اور مکافات عمل کے شکار شکست خوردہ نیرو نے خود ہی اپنی نسیں کاٹ کر خودکشی کر لی۔ تاریخ اس شاہ نیرو کے جن عیاشانہ وغیر فطری کارناموں کا احوال بدبیان کرتی ہے اب وہ تمام فتن ہنگامۂ دوراں بن کر مغربی تہذیب سے ہماری مشرقی ایوانوں اور مغرب زدہ اشرافیہ تک بھی پہنچ رہے ہیں۔

یہ حقائق مغرب کے چہرے پر طمانچہ ہے کہ عورت کو سامان عیاشی بنانے والوں نے اس کے جسم کو جنگ وجدل کی مہم جوئیوں میں بھی ذخیرہ خوراک وبارود کی طرح انتہائی لازم سمجھا۔ دوسری صلیبی جنگ میں جرمن شاہ کونراڈ اور شاہ فرانس لوئی کی قیادت میں نولاکھ کے عیسائی لشکر کو جنسی عیاشی فراہم کیلئے خوبرو حسینائیں بھی شامل کی گئی۔ فرانسیسی لشکر میں شامل گلوکارائیں دن کے وقت جنگی نغمے گاتیں اور رات خیموں میں سپاہیوں کو جنسی تسکین کا سامان فراہم کرتیں۔ اس لشکر کی سنہری بالوں والی جنگجو خواتین تمام راستے لشکری سپائیوں کے درمیان وصال حسن کیلئے لڑی جانے والی خونریز ہنگامہ آرائی کی وجہ بنی رہیں۔ انطاکیہ پہنچنے تک جہاں اسی فیصد صلیبی فوج برباد ہوچکی تھی وہاں جنسی تسکین بہم پہنچانے والی جنسی رضاکاروں میں سے کوئی ایک حسینہ بھی زندہ باقی نہ بچی تھی۔ اس طرح دوسری طرف جرمنی کی جنگجو خواتین اپنے ہی عیسائی فوجیوں کے ہاتھوں جنسی درندگی کا شکار بن کر بھوکے گدھوں کیلئے سامان ضیافت بن رہی تھیں اور پھر ان مٹیاروں کی صورت میں جنسی خوراک ختم ہونے پر ان وحشت زدہ صلیبی لشکروں کا جو حشر ہوا' اسے یاد کر کے آج بھی مغربی پیندوں سے تپتا ہوا دھواں نمودار ہوتا ہے۔

کسریٰ ایران کے حکمران' نوشیرواں عادل کے متکبر وعیاش پوتے خسرو پرویز کے

بارے میں علامہ ابن جریر طبری اور علامہ ابن اثیر کے مطابق ''خسرو کے حرم میں تین ہزار بیویاں اور رقص وسرور کی محافل کیلئے ہزار ہا کنیزیں تھیں'' جبکہ قربان جائیں کہ اس شاہ حشمت و جلال کو حق کا پیغام دے کر للکارنے والی بوریا نشین ذات' اس نبی آخر الزمان ﷺ کی تھی جس کا دنیاوی اثاثہ تن کا عام لباس' مٹی کا گھڑا اور کچا پیالہ تھا۔ مگر اس مولائے کل ختم الرسل کے غلاموں میں ایک اکیلے عاشق بلال حبشی کا جذبہ عشق ہی کسریٰ کے لاکھوں غلاموں کی وفاؤں پر بھاری تھا۔ اس نبی محترم کے غلاموں کے ہاتھوں اس گستاخ رسول' عیاش واوباش بادشاہ کی سلطنت ہی نہیں اگلی نسل تک کا نام ونشان تک مٹ گیا اور میرے آقائے نامدار ﷺ کی پیشین گوئی کے مطابق کسریٰ ایران جیسا احوال بد بخت قیصر روم کا بھی ہوا' کسریٰ نہ رہا تو پھر کوئی بھی کسریٰ باقی نہ رہا اور قیصر اپنے انجام کو پہنچا تو پھر کوئی قیصر نہ آیا۔

عصر بن عبدالعزیز کی اصلاحات کا خاتمہ کرنے والا عیاش خلیفہ یزید بن عبدالملک' ریاست میں بغاوت اور عوامی مصائب سے بے نیاز اپنی محبوباؤں حبابہ اور سلامہ کی قربتوں میں مدہوش انہیں شاہی باغ میں ہونٹوں سے ہونٹ ملا کر انگور کھلا رہا تھا۔ اچانک انگور کا ایک دانہ سیدھا حبابہ کی سانس کی نالی میں جا پھنسا اور وہ چند لمحوں میں اس کی بانہوں میں دم توڑ گئی۔ وہ دو دن تک اس کی لاش سے لپٹ کر روتا رہا اور آخر کار لاش سخت تعفن کا شکار ہوئی۔ تو لوگوں نے اسے لاش سے الگ کر کے دفنا دیا۔ وہ محبوبہ کی جدائی میں پاگل ہوا اور چوتھے ہی روز ''عشق زندہ باد'' کا خاموش نعرہ لگا کر ہمیشہ کیلئے مردہ باد ہو گیا۔ ایک اور اموی خلیفہ ولید ثانی' بدکاری' ہم جنس پرستی اور فسق وفجر کی ساری حدیں عبور کر گیا تو لوگوں نے محل میں گھس کر قتل کر ڈالا اور پھر جلد ہی ایسے عیاش واوباش حکمرانوں کے باعث عظیم الشان اموی سلطنت کی آخری ہچکیوں کا ہولناک آغاز ہو چکا تھا۔

حسن بن صباح اپنے فدائیوں کو حشیش کے نشے میں مدہوش کر کے وادی الموت میں بنائی خود ساختہ جنت کی سیر کراتا تھا۔ انہیں سیکس سروس فورس کی قیامت خیز جوانیوں کے ذریعے عریانی وحسن کی چاشنی کا عادی اور شراب کا رسیا بنا کر واپس اس کے قدموں میں چھوڑا جاتا۔ انہیں یہ باور کرایا جاتا کہ اگر وہ ہمیشہ کیلئے ان عریاں اجسام کی لذت و رعنائی' مدہوشی

مشروب اور ''صباحی جنت'' چاہتی ہیں تو پھر انہیں صرف حسن بن صباح کیلئے ہی جینا' مرنا اور اپنے مخالفین کو مارنا بھی ہوگا۔ لہٰذا اس ''جسمانی و روحانی تربیت'' کے بعد حسن بن صباح کا عاشق' مذہب و مسلک اور اخلاقیات کی ہر قید سے آزاد ایک ایسی بھٹکی ہوئی آتما بن جاتا جو ہمارے سیاسی انقلابیوں کی طرح اپنے لیڈر کے خلاف بولنے والی ہر آواز کو کلمہ کفر اور ریاست سے غداری سمجھتا مگر قدرت کے کھیل دیکھئے کہ اس سفاک فتنہ اسلام کی واہیات باقیات کا مکمل خاتمہ ایک اور اسلام دشمن کردار ہلاکو خان کی خون آشام فوجوں کے ہاتھوں ہوا۔

آخری عباسی خلیفہ معتصم باللہ اس وقت تک اپنی محلاتی حسن دلربائی کے عاشقانہ چنگل سے آزاد نہ ہوا جب تک بغداد کو تیرو تاراج کرنے والے ہلاکو خان نے اسے گھوڑوں کے سموں تک روند کر زندگی سے آزاد نہیں کر دیا۔ محمد شاہ رنگیلا اپنی محلاتی حسیناؤں کی آغوش اور خواجہ سراؤں کی فوج کے جلو میں ''ہنوز دلی دوراست'' کا نعرہ لگاتا ہوا نادر شاہ درانی کے غضب کا شکار بنا تو دہلی کے کوچہ و بازار خون سے تر تھے اور پھر نہ وہ رنگیلا رہا نہ وہ محلات اور نہ حسن پریوں کے وہ رنگین ادا طائفے رونق دربار و قصران شاہی رہے۔ لہٰذا تعجب نہیں کہ بازار حسن کی تتلیاں' سرکاری ملازمین کی بیویاں' سہالہ پولیس لائن کی خواتین اہلکار شریف خاندان کی دسترس سے دور رہیں۔ یہ سلسلہ حسن و عشق تو دراصل فقیر کی جھگی سے شاہی محلات تک صدیوں سے رواں ہے اور ہمیشہ رواں رہے گا۔

سقوط ڈھاکہ کے مرکزی کردار جنرل یحییٰ خان اور غداران ملک و ملت کی شہرہ آفاق رکھیل و سپلائر بیگم اکلیم اختر عرف جنرل رانی جیسی رنگین وخوش آباد داستانیں آج بھی اسلام آباد پارلیمنٹ ہوسٹلز اور سرکاری اشرافیہ کی جگمگاتی خلوت گاہوں میں زندہ اور رواں دواں ہیں مگر حیرت انگیز بات یہ ہے کہ آج میڈیا کے انتہائی فعال اور ڈائنامک ہونے کے باوجود حقائق عوام الناس کی نظروں سے اوجھل رہتے ہیں۔ قصہ پارینہ ہے کہ گلوکارہ طاہرہ سید نے نواز شریف کی قلوپطرہ بننے کی والہانہ کوششیں کیں لیکن شریف خاندان کے بزرگوں کی بدولت یہ عاشقانہ مہم جوئی ناکام رہی اور وہ اپنے شوہر نعیم بخاری کی مطلقہ ٹھہریں۔ محترم قارئین یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ مرد فطری طور پر حسن و شباب کا گرویدہ و متلاشی ہے۔ کچھ عجب نہیں

کہ ایک دینی گھرانے کے چشم و چراغ نون لیگی ضعیم قادری بھی شراب وشباب کی محافل میں محورقص ہوکر دراصل اس نا قابل تر دید حقیقت کا اعلان کرتے ہیں۔

یہ پاکستان کی نہیں بلکہ پوری امت اسلامیہ کی شدید بدقسمتی ہے کہ یہودو نصاریٰ اور ہندوتوا کے کٹھ پتلی' گستاخین قرآن ورسالت اور فتنہ قادیانیت کے آلہ کار' حکومتی صفوں سمیت ہماری سب سیاسی جماعتوں کے تھنک ٹینکس پر قابض ہیں۔ یہی گروہ میرا جی کو پرائیڈ آف پرفارمنس کے صدارتی ایوارڈ دلاتے اوراشرافیہ کی روشن بستیوں میں قحبہ خانے چلاتے ہیں۔ سفارت کاروں سے لے کر سیاست دانوں تک کو جنسی تسکین کا سامان فراہم کرنے والے شیطانی حقوق کے علمبردار یہی ''معزز ادارے'' دراصل ایان علی جیسے ''جنسی دہشت گرد'' کرداروں کی نرسریاں ہیں۔کرپشن کنگ تو زمانے کے سامنے عریاں ہو چکے لیکن اسے قید کوٹھری میں انٹرنیشنل کلاس اور ہالی وڈ برانڈ کے میک اپ اور دیگر فائیو سٹار سہولتوں کی فراہمی کے پیچھے کون سے عزت دار کردار اور سیاسی مفاہمت کے راز و نیاز چھپے ہیں۔اس کا جواب ڈھونڈ نا نہایت اہم ہے۔اس سوال کا جواب مل گیا تو شریف خاندان کا لوٹا ہوا مغرب نشین قومی خزانہ واپس لانا بھی ممکن وآسان ہو جائے گا۔

# عائشہ احد ملک کا خاندانی پس منظر

اگر یہ کہا جائے کہ عائشہ احد منہ میں سونے کا چمچ لیکر پیدا ہوئیں تو اس میں کوئی شک نہیں۔ عائشہ کے والد احد ملک کے انکل ملک برکت علی 1937 سے 1946 تک پھر 1946 سے 1947 تک قانون ساز اسمبلی پنجاب کے رکن رہے ہیں۔ جبکہ ان کے کزن اختر ملک 2002 سے 2007 تک قومی اسمبلی کے ممبر اور وزیر قانون بھی رہے ہیں 1940-11-11 کو ملک عبدالعزیز کے گھر پیدا ہونے والے احد ملک ہفتہ 30 مارچ 2013ء کو طویل علالت کے بعد انتقال کر گئے تھے۔ احد ملک کا شمار فلمی صنعت کی ہر دل عزیز شخصیت میں ہوتا تھا۔ انہوں نے ایک درجن کے قریب فلمیں بنائیں۔ احد ملک پنجاب یونیورسٹی کے لاء گریجویٹ تھے، وہ لاہور کے بار ایسوسی ایشن کے عہدیدار بھی رہے۔ فلم پروڈیوسرز ایسوسی ایشن کے وائس پریذیڈنٹ (وائس چیئرمین) تین بار اور چیئرمین بھی تین بار ہی منتخب ہوئے۔ سرکاری ادارے نیف ڈیک کے ختم ہونے کے وقت اس کے چیئرمین بھی رہے۔ احد ملک کے بڑے بھائی واحد ملک نے 1965ء میں بحیثیت فلم ساز پنجابی فلم "ہڈ حرام" اور 1974ء میں فلم "لمبے ہتھ قنون دے" بنائی تھی۔ احد ملک کو اپنے بھائی کی وجہ سے

فلموں سے دل چسپی پیدا ہوئی۔انہوں نے احد پروڈکشنز فلم ساز ادارہ بنایا اور فلم سازی کی ابتدا 1971ء میں پنجابی فلم "دنیا پیسے دی" بنا کر کی۔اس فلم میں انہوں نے فلم ساز کے طور پر بیگم احد ملک کا نام دیا۔فلم کے ہدایت کار فیاض شیخ تھے۔اس فلم میں حبیب اور فردوس نے مرکزی کردار ادا کیے۔مہدی حسن اور نور جہاں کا دوگانا "چل چلیئے دنیا دے اس نکرے جتھے بندہ نہ بندے دی ذات ہووئے" بے حد مقبول ہوا۔1972ء میں ان کی دوسری فلم "زخمی" ریلز ہوئی اس اردو فلم میں محمد علی، شبنم، زمرد اور طارق عزیز نے اہم کردار ادا کیے، مہدی حسن کا ایک گانا جو طارق عزیز پر فلم بند ہوا، بے حد مشہور ہوا جس کے بول تھے "اس درد کی دنیا سے گزر کیوں نہیں جاتے، یہ لوگ بھی کیا لوگ ہیں مر کیوں نہیں جاتے" اس فلم کی کہانی سے متاثر ہو کر بھارت میں چند برس پہلے فلم "گزارش" بنائی گئی۔اس برس ان کی پنجابی فلم "سجن بے پرواہ" میں ملکہ ترنم نور جہاں کی دھمال "بری بری سرکار بری میری کھوٹی قسمت کر وکھری" بے حد مشہور ہوئی۔احد ملک نے اس کے بعد جو فلمیں بنائیں ان میں پنجابی فلموں میں جوان تے میدان، گوگا شیر، طوفان تے طوفان، اردو فلموں میں آگ کا سمندر، چھوٹے نواب، چور مچائے شور، لاکھوں میں ایک، جب کہ ڈبل ورژن فلم "نیلم" شامل ہے۔ہدایت کار سید نور کے ساتھ ان کی فلم "چور مچائے شور" نے کراچی اور لاہور میں شان دار پلاٹینم جوبلی کا اعزاز حاصل کیا۔ کاروباری لحاظ سے یہ ان کی سب سے زیادہ کام یاب فلم تھی۔احد ملک نے اپنی تمام فلمیں خود ہی لاہور میں اپنے تقسیم کار ادارے احد پکچرز کے تحت ریلیز کیں۔احد ملک کا ایک بیٹا اور تین بیٹیاں ہیں۔احد ملک کروڑ پتی تھے، انکی کافی زیادہ جائیدادیں تھیں۔لاہور کلمہ چوک پر ان کا احد ٹاور بھی ہے۔احد ملک 2002 سے 2007 تک پنجاب اسمبلی کے ن لیگ کی طرف سے اے ایم پی بھی رہے۔جب عائشہ احد کا حمزہ شہباز سے تنازع شروع ہوا تو حکمران خاندان انتقام کی آگ میں جلنے لگا۔جہاں ایک طرف انہوں نے عائشہ پر ظلم کے پہاڑ توڑے وہاں انہوں نے احد خاندان پر بھی زمین تنگ کر دی۔کلمہ چوک لاہور میں مسمار کیا ہوا احد ٹاور آل شریف کی ظلم و بربیت کی گواہی دے رہا ہے۔عائشہ احد ملک کے ماں باپ کے خلاف نیب نے ریفرنس کھول دیئے اور ایک ایسے ہی ریفرنس کو بھگتا کر واپس آتے ہوئے عائشہ کے والد احد ملک کو برین ہیمرج ہوا اور وہ انتقال کر گئے۔
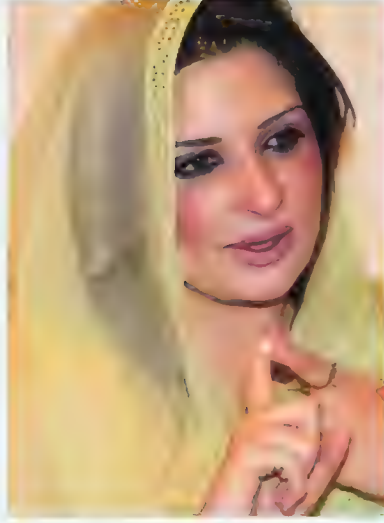
# عائشہ احد ملک کی داستان

یہ حقیقت تو تاریخ کے اوراق پر پتھر کی لکیر بن کر ماضی کے دریچوں میں جھانکتی ہوئی دکھائی دیتی ہے کہ عورت ہمیشہ ظلم وستم کا نشانہ بنتی چلی آئی۔ اسلام سے قبل مذاہب عالم میں عورت کو کوئی خاص مقام حاصل نہیں تھا یہاں تک کہ عیسائیت عورت کو گناہ کا دروازہ قرار دیتی تھی اور یہودیت کے نزدیک عورت ایک کھلونے کے سوا کچھ نہ تھی۔ لادین قوموں میں بھی عورت کو قدرومنزلت کی نگاہ سے نہیں دیکھتی تھیں یہاں تک کہ بھیڑ بکری کی تو کوئی قیمت ہوتی تھی مگر عورت جانور سے بھی بدتر زندگی بسر کرنے پر مجبور تھی۔ ابتدائے آفرینش سے لے کر آج تک عورت کو صنف نازک کے طور پر یہی گردانا جاتا رہا ہے۔ ایک زمانہ وہ زمانہ ہے جو عورت کے لئے عروج کا زمانہ کہلایا اور وہ ہے طلوع اسلام کا زمانہ جب حضرت خاتم النبیینؐ اس دنیا میں تشریف لائے تو انہوں نے عورت کو قصر مذلت سے نکال کر بام عروج تک پہنچایا۔

اس کے بعد رفتہ رفتہ جیسے جیسے زمانہ گزرتا گیا اہل اسلام اپنی تعلیمات کو فراموش کرتے چلے گئے اور عورتیں پھر اپنے حق سے محروم ہونے لگیں۔ آج کے اس ترقی یافتہ دور میں بھی عورت صنف نازک ہی کہلاتی ہے اور نازک اندام ہونے کی وجہ سے وہ اپنے بہت سے حقوق سے محروم کردی جاتی ہے۔

وہ ریاست جو اسلام اور بانی اسلامؐ کے نام پر حاصل کی گئی تھی آج اس ریاست میں بھی عورت کو ظلم وستم کا نشانہ بنانا معمول کی بات بن کر رہ گئی ہے۔ ایک طرف تو اسے بنیادی حقوق سے محروم رکھا جاتا ہے تو دوسری طرف نازک اندام ہونے کی بنیاد پر مرد جس طرح چاہے اس پر تصرف اختیار کرتا ہے۔

حالات یہاں تک پہنچ چکے ہیں کہ عورت ایک بار پھر کھلونے کی حیثیت اختیار کرچکی ہے۔ خاص کر پاکستانی معاشرے میں طاقتور مرد عورت کو گاڑی میں لٹکنے والی گڑیا' ڈرائنگ روم میں رکھا ہوا ڈیکوریشن پیس اور جام میں انڈیلے جانی والی پیپسی کی بوتل سے زیادہ اہمیت نہیں دیتا۔ یہی وہ بنیادی وجہ ہے کہ مظلوم عورت آپ کو سر بازار ماتم کناں دکھائی دیتی ہے۔ کبھی اس کی وراثت پر ہاتھ صاف کئے جاتے ہیں تو کبھی اس کی جائیداد پر قبضہ' کبھی اسے طلاق کے نام پر زیست سے یوں الگ کر دیا جاتا ہے جیسے ٹشو پیپر استعمال کے بعد ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا جاتا ہو۔ کبھی اسے بنیادی انسانی حقوق سے محروم رکھا جاتا ہے، کبھی اسے کوٹھے پر نچایا جاتا ہے تو کبھی سر بازار رقص کروایا جاتا ہے، کبھی اسے بیوی بنا کر غلامی کی بیڑیاں اس کے پاؤں میں ڈالی جاتی ہیں تو کبھی راکھیل بنا کر اسے وقتی تسکین کا ذریعہ بنایا جاتا ہے۔ بیوی بنا کر عزت دینا تو جواں مرد اور غیور لوگوں کا کام ہے مگر نکاح کی نام پر عزتیں لوٹنا بے حیائی کے زمرے میں آتا ہے۔ مشرقی عورت بہت حد تک شوہر پرست ہوتی ہے وہ جس سے نکاح کر لیتی ہے پھر ساری زندگی اسی سے وفا کرنا اس کے ضمیر اور خمیر کا حصہ بن جاتا ہے۔ مگر کچھ طاقتور لوگ اور درندہ صفت مرد عورت کی اسی خوبی سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اسے نکاح کے بندھن میں باندھ کر اس کے وجود کو تختۂ مشق ستم بنانے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ انہی ستم رسیدہ خواتین

میں ایک خاتون عائشہ احد ملک کے نام سے بھی جانی جاتی ہیں۔ عائشہ احد ملک ایک لمبا عرصہ اپنے حق کیلیے سراپا احتجاج بنی رہی۔ اسے بھی نکاح کے بندھن میں باندھ کر تختۂ مشق ستم بنایا گیا ۔اسے بھی ڈرائنگ روم میں سجانے والا شو پیس' گاڑی کی فرنٹ سیٹ پر لٹکائی جانے والی گڑیا اور گلاس میں پیپسی کی بوتل سمجھ کر استعمال کیا گیا۔ اس کے جذبے مسل دیئے گئے اس کے خوابوں کے پھولوں کو خوشبو سے جدا کیا گیا۔ اس کے حقوق پر ڈاکہ زنی کی گئی، اس کی عزت پامال کی گئی اور اس کی عصمت کو تار تار کیا گیا۔ وہ اقتدار کے ایوانوں کے آگے پیچھے' دائیں بائیں صدائے احتجاج بلند کرتی رہی مگر اقتدار کی اونچی دیواروں سے اس پار اس کی آواز نہ پہنچ سکی۔ کیوں کہ وہ جس سے انصاف چاہتی تھی وہی اس کا مجرم تھا۔ جس سے درد کا درماں مانگتی تھی وہی اس کی عصمت کا لٹیرا تھا۔ جس نے اسے اس کا حق دینا تھا وہی اس کے حقوق کا غاصب تھا۔ جب حق دینے والے خود ہی غاصب بن جائیں پھر معاشرے کی عائشائیں اسی طرح در بہ در ٹھوکریں کھانے پر مجبور ہو جاتی ہیں۔

زندہ دلوں کے شہر لاہور میں عائشہ احد کی صدائیں آج بھی سسکیاں بن کر در و دیوار سے ٹکرا رہی ہیں۔ وہ ایک بڑے سیاسی خاندان کے چھوٹے بیٹے کے بڑے لخت جگر کی بیوی بن چکی تھی۔ اس کے درد کی داستان بیوی بننے کے بعد شروع ہوتی ہے۔ عائشہ احد ملک کہتی ہیں کہ یہ 2011 کی بات ہے کہ جب میاں محمد نواز شریف کی اہلیہ محترمہ کلثوم نواز نے ان سے ٹیلیفون پر بات کی اور کہا کہ بیٹا آپ ہمارے خاندان کی بہو ہیں۔ انشاء اللہ آپ کے ساتھ انصاف ہوگا۔ آپ کے بارے میں میاں نواز شریف بہتر سوچیں گے اور آپ کی عصمت کو داغدار نہیں ہونے دیا جائے گا۔ آپ حمزہ شہباز کی بیوی ہیں اور شریف خاندان کی بہو ہیں۔ شریف خاندان اپنی بہوؤں کو عزت دینے میں اپنا کوئی ثانی نہیں رکھتا۔ میاں بیوی کے درمیان اختلافات ہوتے رہتے ہیں۔ آپ بے فکر رہیں میں تمہاری ماں بن کر تمہارا ساتھ دوں گی اور تمہارے دولہا میاں کو سمجھاؤں گی کہ عائشہ ہماری بہو ہی نہیں ہے بلکہ ہماری بیٹی بھی ہے۔

عائشہ احد کے مطابق مریم نواز بھی سیاست میں آنے سے پہلے ان کے ساتھ رابطے میں

رہتی تھیں۔ مریم نے متعدد بار عائشہ کو یقین دہانی کروائی کہ ان کے والد میاں محمد نواز شریف ان کے بارے میں بڑی مثبت رائے رکھتے ہیں اور وہ بہت جلد ان کے مسئلے کا حل تلاش کر لے گی۔ عائشہ احد کے لئے محترمہ کلثوم نواز اور مریم نواز کی تسلیاں کسی نعمت سے کم نہ تھیں۔ عائشہ احد نے اپنے ایک انٹرویو کے دوران ذرائع ابلاغ کے نمائندوں کے سامنے اپنے اوپر بیتنے والے مظالم کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ 2012ء کا واقعہ ہے جب حمزہ شہباز نے ڈاکٹر رابعہ سے شادی کی تھی۔ عائشہ نے انہیں قانونی نوٹس بھی بھجوایا تھا جس کے نتیجہ میں حمزہ شہباز کی طرف سے ملنے والی دھمکیوں کی وجہ سے میری بیٹی ڈیڑھ سال تک سکول نہ جا سکی۔ عائشہ احد نے بتلایا کہ ستمبر 2011ء میں مجھ پر اغوا کی جھوٹی ایف آئی آر درج کروائی گئی۔ کسی فلپائنی لڑکے کو آگے لگایا گیا' مقدمہ ''لاری بی'' کے 28 سالہ بیٹے کو اغوا کرنے کا درج کروایا گیا۔ یہ مقدمہ کیوں کروایا گیا؟ اس کے مقاصد کیا تھے؟ اس مقدمے کے محرکات کیا تھے؟ ان تمام سوالوں کا صرف ایک ہی جواب کہ ایک صنف نازک کی صدائے احتجاج کو دبانے کیلئے ہمارے سیاستدانوں کی یہ روش رہی ہے کہ وہ پولیس کا سہارا لیتے ہیں۔ چنانچہ عائشہ احد نے جب اپنے حق کیلئے صدائے احتجاج بلند کرنا شروع کی تو پھر وہ سیاسی مقدمات کی زد میں آنے لگی۔

## صدائے امن

میرے سیاسی شوہر نے مجھے اپنے راستے سے ہٹانے اور مجھ پر مصیبتوں کے پہاڑ توڑنے کیلئے ایڑی چوٹی کا زور لگایا یہاں تک کہ میں سیشن کورٹ عبوری ضمانت کروانے کیلئے گئی تو حمزہ شہباز کے غنڈوں نے مجھے' میری بیٹی اور میری

ایک دوست کو اغوا کر لیا۔ یہ اغوا کار ہمیں کار میں نامعلوم مقامات پر گھماتے رہے۔ بے بسی اپنے آپ پر ہنسی۔ مگر میں نے حوصلہ نہیں ہارا۔ کیوں کہ مجھے اس بات کا کامل یقین تھا کہ جو لوگ حوصلے سے کام لیتے ہیں وہ ہر طرح کی مشکلات کا سامنا کر سکتے ہیں۔

## شادی کے گواہ

میں اپنے سیاسی شوہر کی تیسری بیوی تھی۔ مجھ سے پہلے وہ ڈاکٹر رابعہ کو طلاق دے چکے تھے اور موصوف نے بعد میں پھر اسی طلاق یافتہ کے ساتھ گھر بسا لیا۔ ہماری کوئی خفیہ شادی نہیں تھی۔ حمزہ کے ساتھ جب میرا نکاح ہوا تو میری پھوپھو ہمارے ساتھ بیٹھی تھیں۔ میرے خلاف ایک دو خاندانی مقدمات چل رہے تھے اور یہ کیسز پراپرٹی کے کیسز تھے۔ ان کیسز کو حمزہ ہی ہینڈل کر رہا تھا، وکیل بھی حمزہ کا دوست تھا۔

## شہباز شریف کی بیٹی

اس وقت کے وزیراعلیٰ پنجاب میاں شہباز شریف نے مجھے اپنی بیٹی بنایا ہوا تھا۔ میرے

والد سے شہباز شریف کی اچھی دوستی تھی۔ہم سب کا ایک دوسرے کے گھر میں آنا جانا تھا۔ مجھے معلوم نہ تھا کہ وہ شخص جو میرے سر پر ہاتھ رکھ کر مجھے بیٹی بیٹی پکارتا۔ وہ بھی بالکل اپنے بیٹے ہی جیسا ہے کہ جب اس کے بیٹے نے مجھے اذیت دینی شروع کی تو اس باپ نے میرے سر سے ہاتھ اٹھا کر وہی ہاتھ اپنے ناخلف بیٹے کے سر پر رکھ دیا۔

## درد بھری داستان

میری شادی 16 اپریل 2010ء کو ہوئی اور پھر چند ماہ کے اندر اندر حمزہ شہباز کے کردار کھل کھل کر سامنے آنے لگے۔ میں ظلم کا نشانہ بننے جا رہی تھی۔16 فروری 2011 کو حمزہ نے مجھے اغوا کروالیا اور 178 جی ماڈل ٹاؤن والے گھر میں بند کر دیا۔17 فروری کو میرے گھر میں ڈاکہ پڑ گیا۔حمزہ کے سارے ملازم میرے گھر میں موجود تھے جنہوں نے موبائل فونز' لیپ ٹاپ' نقد رقوم' کاغذات' ائیر ٹکٹس سب کچھ غائب کر دیا اور پھر وہ خود بھی غائب ہو گئے۔ میں نے اس ڈاکہ زنی کا بیگم کلثوم نواز کو بتلایا اور کیپٹن (ر) صفدر کے سامنے بھی اپنی التجا پیش کی۔ دو معروف صحافی جو میرے بھائی بنے ہوئے تھے وہ بھی میرے گھر پہنچے۔انہوں نے یہ سب کچھ دیکھا تو شہباز شریف کو فون کیا کہ حمزہ یہ سب کچھ کیوں کر رہا ہے؟ شہباز شریف نے جواب دیا کہ مجھے ابھی معلوم ہوا ہے، آپ فکر نہ کریں عائشہ میری بہو ہے جبکہ حمزہ ملائشیا گیا ہوا ہے وہ واپس آتا ہے تو میں اس سے بات کرتا ہوں۔ اسکے بعد میاں شہباز شریف نے میرے گھر میں ایک آفیسر کو بھیجا جس کے سامنے میں نے ساری روداد سنائی۔

## آفیسر نے پیغام دیا

اس آفیسر نے مجھے میاں شہباز شریف کا پیغام دیا کہ عائشہ سے کہنا ہے کہ وہ مجھے اپنی بیٹی سے بھی زیادہ عزیز ہے۔ میرا بیٹا حمزہ جو سلوک اس کے ساتھ کر رہا ہے وہ کسی صورت بھی قابل قبول نہیں ہے۔ میں اس معاملہ میں غیر معمولی دلچسپی لیتے ہوئے ترجیحی بنیادوں پر اس مسئلہ کو حل کروں گا اور حمزہ کو سمجھاؤں گا کہ وہ اپنا گھر بسا لے نہ کہ گھر برباد کرنے کی کوشش کی۔

## میاں نواز شریف' کلثوم نواز' مریم کے پیغامات

اس دوران میاں محمد نواز شریف' محترمہ کلثوم نواز اور مریم نواز نے بھی بلاواسطہ اور بلاواسطہ طور پر مجھ سے رابطے کئے اور مجھے تسلیاں دیں کہ سارے کا سارا خاندان آپ کی حمایت میں آپ کے ساتھ کھڑا ہے اور آپ ہمارے خاندان کی بہو بھی ہیں اور بیٹی بھی۔ آپ کی عزت ہماری عزت ہے۔ آپ کی تکلیف ہماری تکلیف ہے۔ ہم کسی صورت یہ بات برداشت نہیں کر سکتے کہ ہمارے گھر کی عزت پر کوئی حرف آئے۔ میں تسلی میں تھی کہ آخر کار میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف مجھے براہ راست تسلیاں دے رہے ہیں تو یقیناً وہ میرے سر پر دست شفقت رکھیں گے مگر افسوس کہ اتنے بڑے نام کردار میں اتنے پست ہو سکتے ہیں جس کا میں سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔ ووٹ کو عزت دو کا نعرہ لگانے والے کو کیا خبر جو اپنی بہو بیٹی کو عزت نہ دے سکے، وہ ووٹ اور ووٹر کو کیا خاک عزت دیں گے؟

## ''نیا گھر مبارک ہو''

حمزہ شہباز نے ایک اور چال چلی۔ اس نے مجھے کہا کہ 178 ڈی آپ کیلئے ایک نیا گھر خریدا ہے۔ آپ وہاں شفٹ ہو جائیں۔ میں ایک مشرقی اور بھولی بھالی لڑکی پھر حمزہ کی باتوں میں آ گئی اور اپنے شوہر کی طرف سے ملنے والے اس نئے گھر میں شفٹ ہو گئی وہاں ایک بار پھر میری روح پر تازیانے بجائے جانے والے تھے۔ حمزہ اور علی عمران نے مجھے اسی نئے گھر میں بند کر کے مجھ پر جسمانی تشدد شروع کر دیا۔ میں ناز و نعم سے پلنے والی نازک لڑکی حمزہ شہباز اور اس کے غنڈوں کا تشدد سہنے پر مجبور ہوتی رہی۔

## میرا جسمانی ریمانڈ اور رانا ثناء اللہ

اغوا کے مقدمے میں جب میرا دس روزہ جسمانی ریمانڈ لیا گیا۔ پولیس کے مرد اہلکار مجھ پر جسمانی تشدد کرتے رہے۔ میری کمر پر ٹھڈے مارتے۔ ان کا یہی مطالبہ تھا کہ بیان دو میرا حمزہ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر تم نے میڈیا کو بتایا یا کسی بھی فورم پر زبان کھولی تو ہمیں حکم ہے کہ تمہاری والدہ، بیٹی، بہن اور خاندان کے دیگر افراد کو بھی اٹھا لیا جائے۔ میں اذیت کے وہ لمحے

کبھی نہیں بھول سکتی جس کمرے میں مجھے رکھا گیا تھا۔ایک انتہائی سحر زدہ کمرہ تھا۔لگتا تھا کسی وقت میں یہ کمرہ یقیناً خباثت کی رہائشگاہ ہوگا کیوں کہ اس کمرے میں غیر مرئی مخلوقات کے سانسوں کی مہک اٹھتی رہتی تھی۔کبھی کبھی رات کے اوقات میں میرے کمرے کی لائٹس باہر سے بند کردی جاتیں اور مجھے ذہنی اذیت دینے کیلئے جنوں اور بھوتوں کی آوازوں سمیت چڑیلوں کی آوازوں سے بھی ڈرایا جاتا تھا۔کبھی میرے کمرے کی روشنی اتنی تیز کردی جاتی کہ وحشت سے سر پھٹنے لگتا۔غرضیکہ پولیس حمزہ شہباز کی غلام بن کر مجھ پر زندگی کے تمام راستے بند کرنے پر تلی ہوئی تھی۔ پنجاب پولیس کے تشدد کا نشانہ بننے والی ایک ایسی لڑکی تھی جو اپنے شوہر سے بے پناہ محبت کرنے کی دعویدار تھی جس کے ضمیر اور جس کی سرشت میں یہ بات شامل تھی کہ شوہر کے گھر سے محبت ایمان کا حصہ ہے۔شوہر کے قدموں سے نسبت میں اپنا مان سمجھتی تھی مگر اس رات میرے سارے مان ٹوٹ چکے تھے جب وحشت ناک قسم کے بھیانک چہرے والے راشی اور متشدد پولیس اہلکاروں نے مجھے بے پناہ جسمانی تشدد کا نشانہ بنایا اور جب اس تشدد کی وجہ سے میری سسکیاں اور آہیں بلند ہوتیں تو وہ کسی بڑے قد کے چھوٹے آدمی کو میری سسکیاں فون پر سناتے ۔ایک دن میں نے ایک سپاہی سے پوچھا کہ آپ میری یہ سسکیاں کس کو سنواتے ہیں تو اس نے دائیں بائیں دیکھ کر آگے پیچھے کے ماحول کا جائزہ لینے کے بعد انتہائی آہستہ سے مجھے بتلایا کہ یہ سسکیاں رانا ثناءاللہ کو سنوائی جاتی ہیں۔

## عائشہ نے کس کو اغوا کیا

مقامی عدالت نے حمزہ شہباز کی مبینہ بیوی عائشہ احد کے خلاف اغواء کے مقدمہ کی درخواست پر فریقین کے وکلاء کو طلب کر لیا۔کینٹ کچہری میں جوڈیشل مجسٹریٹ ندیم احمد نیازی نے سماعت کی۔عائشہ احد پر اپنے فلپائنی ملازم جوزف کو اغواء کرنے کا مقدمہ درج تھا۔ عائشہ احد کے وکیل بابر علی نے کہا کہ پولیس نے عائشہ احد کے خلاف بے بنیاد مقدمہ درج کیا ہے،مخالفین نے پولیس کے ساتھ ساز باز کر کے اغواء کے مقدمے میں ملوث کیا ہے،سات

سال سے مقدمہ زیر سماعت ہے جرم ثابت نہیں ہو سکا، عائشہ احد سات سال سے با قاعدگی سے عدالت میں پیش ہو رہی ہیں، مخالفین نے عائشہ احد کے گھر میں خود چوری کروا کر اغوا کے مقدمہ میں ملوث کیا ہے، درخواست گزار پچھلے ایک سال سے عدالت میں پیش نہیں ہو رہا، درخواست گزار کے پیش نہ ہونے پر مقدمہ سے بری کیا جائے۔ جس پر عدالت نے فریقین کے وکلاء کو طلب کر لیا۔

## احد کی میڈیکل رپورٹ

**Office of the Medical Superintendent**
**Services Hospital, Jail Road, Lahore.**

**URGENT**
No SMB/MED/ 22 80 /S.H, Dated Lahore, the 13-10-

To

The Honourable Judge
Anti Terrorism Court No III
Lahore

Subject: **AYESHA AHAD VERSUS THE STATE**

Kindly refer to Honourable Court orders dated [illegible] hospital on 11 10 2011 at 02 50 pm on the subject cited above

Please find enclosed herewith original report of special [illegible] respect of Mst. Ayesha Ahad vide No MED/2279/S.H dated 12 10 2011

Submitted, please

MEDICAL SUPERINTENDENT
SERVICES HOSPITAL LAHORE

No SMB/MED/ 2281 /S.H Dated Lahore the 13 10

A copy of the above is forwarded to the Station [illegible] for information

MEDICAL SUPERINTENDENT
SERVICES HOSPITAL LAHORE

میڈیکل رپورٹ کا عکس

حمزہ شہباز کی اہلیہ  عائشہ احد پر تشدد کی میڈیکل رپورٹ سامنے آ گئی۔اس رپورٹ کی تیاری میں سروسز ہسپتال لاہور کے اس وقت کے ایم ایس ڈاکٹر جاوید، سروسز ہسپتال لاہور کے کنسلٹنٹ ڈاکٹر مشتاق، اسی ہسپتال کے ایسوسی ایٹ پروفیسر آف میڈیسن ڈاکٹر ساجد نثار، ایسوسی ایٹ پروفیسر گائنی ڈاکٹر روبینہ، میڈیکولیگل آفیسر ڈاکٹر سلمیٰ اقبال ،سینئر کنسلٹنٹ ای این ٹی ڈاکٹر خالد محمود شامل تھے۔نجی ٹی وی کی رپورٹ کے مطابق 12 اکتوبر 2011 کو سروسز ہسپتال کے ایڈیشنل ایم ایس کے دفتر میں عائشہ احد کا طبی معائنہ کیا گیا۔عائشہ احد پر پولیس تشدد کے حوالے سے سروسز ہسپتال لاہور کے ڈاکٹروں پر مشتمل میڈیکل بورڈ نے جو رپورٹ تیار کی وہ وزیراعلیٰ پنجاب شہباز شریف اوران کے بیٹے حمزہ شہباز کیلئے کسی جھٹکے سے کم نہ تھی۔سروسز ہسپتال لاہور کے طبی معائنے کی رپورٹ عائشہ احد کے جسم پر لگے گہرے زخموں کی کھلی نشانی تھی۔عائشہ احد پر ہونے والے پولیس تشدد کی رپورٹ کے مطابق پہلا زخم گہرے نیل کے زخم کا ایک نشان نیلے پیلے رنگ کا تھا۔دائیں بازو کی کہنی کے اوپر درمیان میں زخم کا سائز 9 سینٹی میٹر لمبائی اور 7 سینٹی میٹر چوڑائی کا تھا۔دوسرا زخم بائیں بازو کی کہنی کے اوپر باہر والی جگہ پر نیلے رنگ کا نشان تھا۔زخم کا سائز 3 سینٹی میٹر لمبائی میں اور 15 سینٹی میٹر چوڑائی میں تھا۔تیسرا زخم دائیں ٹانگ کے گھٹنے کے اوپر والے حصے میں نیلے پیلے رنگ کے 3 نشان تھے جس میں ایک زخم 9 سینٹی میٹر لمبائی میں اور چوڑائی میں 6 سینٹی میٹر تھا۔دوسرے زخم کے نشان کا سائز 3 سینٹی میٹر لمبائی میں اور 3 سینٹی میٹر چوڑائی میں تھا۔جبکہ تیسرا زخم سوا سینٹی میٹر لمبا اور چوڑائی ایک سینٹی میٹر تھا۔چوتھا زخم، بائیں ٹانگ کے گھٹنے کے اوپر اور پچھلے حصے کی جانب نیلے رنگ کے زخم کا نشان تھا،جس کی لمبائی 6 سینٹی میٹر اور چوڑائی 2 سینٹی میٹر تھی۔بائیں ٹانگ کے پچھلے حصے کی جانب نیلے رنگ کا زخم تھا۔زخم کی لمبائی 6 سینٹی میٹر، جبکہ چوڑائی 2 سینٹی میٹر تھی۔پانچواں زخم: بائیں ٹانگ کے پچھلے حصے پر زخم کا نشان تھا۔ جس کی لمبائی 3 سینٹی میٹر اور چوڑائی 3 سینٹی میٹر تھی اور نیل کے زخم کا یہ نشان دوسرے زخم کے بالکل نیچے تھا۔چھٹا زخم: دائیں گھٹنے کے سامنے نیل کا نشان تھا۔زخم کی لمبائی 3 سینٹی میٹر جبکہ

چوڑائی 4 سینٹی میٹر تھی۔ساتواں زخم: پیلے رنگ کا ایک نشان دائیں ٹانگ کے سامنے تھا۔زخم کی لمبائی 12 سینٹی میٹر جبکہ چوڑائی 3 سینٹی میٹر تھی۔آٹھواں زخم: بائیں ٹانگ کے درمیانے اور اندرونی حصے پر زخم کے نشان تھے۔زخم کی لمبائی 9 سینٹی میٹر جبکہ چوڑائی 6 سینٹی میٹر تھی۔نواں زخم کا نشان: بائیں ٹانگ کے سامنے کی طرف پیلے رنگ کے زخم کا نشان تھا۔جس کی لمبائی اور چوڑائی ایک ہی سینٹی میٹر تھی۔اس میڈیکل رپورٹ میں 3 مختلف تواریخ کا حوالہ ہے، جب 3 مختلف وقتوں میں عائشہ احد پر تشدد کیا گیا۔پہلی تاریخ 3 اکتوبر 2011، دوسری مرتبہ 5 اکتوبر 2011 اور تیسری مرتبہ 6 اکتوبر 2011 ہے۔پولیس نے عائشہ احد کے چہرے پر تھپڑ مارا اور اس کے ساتھ ہی اس کے کان سے خون بہنے لگا۔زخمیوں کا دورانیہ سات سے دس دن تھا۔عائشہ احد کو آہنی راڈ سے نشانہ بنایا گیا کہ جس سے جلد نہ پھٹے لیکن اندورنی چوٹ شدید ہو۔

## عائشہ کی میڈیکل رپورٹ تیار کرنے والے ڈاکٹر فارغ

میڈیکل رپورٹ عائشہ احد پر ظلم وتشدد کا منہ بولتا ثبوت ہے، اس رپورٹ کی شہباز شریف اور حمزہ کو کانوں کان خبر نہیں تھی کہ سروسز ہسپتال میں عائشہ پر تشدد کی رپورٹ تیار کی جا رہی ہے۔میڈیکل بورڈ میں سات سینئر ترین ڈاکٹر شامل تھے، جن میں بورڈ کے سربراہ ڈاکٹر محمد احمد قریشی ، ڈاکٹر محمد جاوید، ڈاکٹر مشتاق احمد قریشی، ڈاکٹر منصور احمد قریشی، ڈاکٹر سلمان اقبال، ڈاکٹر ساجد نثار، ڈاکٹر روبینہ طارق، ڈاکٹر خالد محمود شامل تھے۔تمام ڈاکٹرز جانتے تھے کہ جو وہ کام کر رہے ہیں اس سے ان کی نوکریاں خطرے میں پڑ جائیں گی، انہیں صوبہ بدر بھی کیا جا سکتا تھا کیونکہ اس رپورٹ نے شریفوں کو بے نقاب کر دینا تھا اور عائشہ احد کے تمام الزامات سچ ثابت ہو جانے تھے۔شریف انتظامیہ کو جب معلوم ہوا تو سیخ پا ہو گئے لیکن اچانک کوئی بڑا قدم اٹھانے کے سب کچھ وقفے وقفے سے کیا تا کہ کوئی بڑی خبر نہ بن جائے کہ پنجاب حکومت نے عائشہ کا میڈیکل کرنے والے بورڈ کو معطل یا ٹرانسفر کر دیا ہے۔اس کے بعد تمام ڈاکٹروں کو ایک ایک کر کے ٹرانسفر کر دیا گیا۔یہ میڈیکل رپورٹ بائیس ستمبر دو ہزار گیارہ میں تیار ہوئی تھی۔

# عائشہ کی امی کیا کہتی ہیں!!

مائیں تو بچوں کی رگ رگ سے واقف ہوتی ہیں، بیشک ظاہر نہ کریں لیکن ہر اچھے، برے کاموں کو جانتی ہیں اور بیٹیاں۔۔وہ تو ماؤں کی ہم راز ہوتی ہیں، سب کچھ بتا دیتی ہیں۔ عائشہ کی والدہ بیگم احد ملک بتاتی ہیں حمزہ بڑی دیر سے میری بیٹی کا پیچھا کر رہا تھا، ایک دو دن میں یہ سب کچھ نہیں ہوا۔ میں حلف اٹھا کر کہتی ہوں کہ حمزہ نے عائشہ سے شادی کی تھی۔ حمزہ نے انہیں سرور ڈرائیور کے گھر بلایا تھا، میں وہاں تین گھنٹے رہی۔ احد ملک کو ان سب باتوں کا علم نہیں تھا کیونکہ وہ بیمار تھے۔ بیگم احد ملک نے کہا کہ ان لوگوں کی سیاست یہی ہے لوگوں کی بیٹیاں اٹھا لیتے ہیں، الزامات لگاتے ہیں، بدنام کرتے ہیں، لوگوں کی بیٹیوں کی زندگیاں تباہ کرتے ہیں، اس شریف خاندان نے ہمیں ہر طرح سے تباہ کر دیا ہے۔

## حمزہ صادق ہے نہ امین

عائشہ احد نے بتایا حمزہ ہمارے فیملی فرینڈ تھے۔ پہلی بار انہیں 90 شاہراہ قائداعظم پر ملی۔16 اپریل 2010 کو 615 ایف ڈیفنس میں حمزہ کی رہائش گاہ پر نکاح ہوا تھا۔ نکاح کے گواہ غلام حسین اور سرور چونگی امر سدھو کے رہائشی تھے۔ حمزہ نے حلف اٹھایا تھا کہ مرتے دم تک طلاق نہیں دوں گا۔ جو حلف سے انکار کرتا ہے وہ مسلمان ہی نہیں۔۔ نواز شریف، کلثوم نواز اور شہباز شریف کو سب معلوم تھا۔ حمزہ صادق ہے نہ امین۔ اس نے جھوٹ بول کر مجھ سے شادی کی تھی کہ میری کوئی بیوی نہیں ہے۔ حمزہ جھوٹا ہی نہیں، منافق بھی ہے، اس نے مجھے دھوکہ دیا، اس دھوکے میں پورا خاندان ملوث ہے۔

## بیرون ملک جانے کی پیشکش

عائشہ احد نے بتایا کہ حمزہ مجھے بلیک میل کرتا رہا، مجھے ملک سے باہر بھیجنے کی پیشکش کی جاتی رہی۔ عائشہ نے بتایا حمزہ نے مجھے کہا کہ میں ملک سے باہر چلی جاؤں اور جتنے پیسوں کی ضرورت ہے حاصل کرلوں۔ مگر میں نے ملک چھوڑنے کی پیشکش مسترد کردی کیونکہ مجھے وطن سے محبت ہے میں بیرون ملک رہائش اختیار نہیں کرسکتی۔

## حامد میر کا انکشاف

سینئر صحافی، اینکر پرسن حامد میر نے اپنے پروگرام میں بتایا شہباز شریف کو حمزہ کی عائشہ احد سے شادی کا پورا علم تھا۔ وزیراعلیٰ یہ بھی جانتے تھے کہ انکے بیٹے اور داماد نے عائشہ پر تشدد کیا اور اس کے خلاف مقدمات درج کروائے ہیں۔ حامد میر بتاتے ہیں ایک بار شکایت ملنے پر شہباز شریف نے اپنے داماد علی عمران کو گرفتار کروادیا تھا۔

## ڈراپ سین۔۔۔

آٹھ سال سے جاری رہنے والے حمزہ شہباز اور عائشہ احد کے درمیان تصادم کا سپریم کورٹ میں 11 جون 2018 کو ڈراپ سین ہوتا ہے۔ جو کام شریف خاندان کے بڑوں کو کرنا چاہیئے تھا وہ چیف جسٹس آف پاکستان میاں ثاقب نثار نے کردیا۔ اس وقت چیف جسٹس نے دونوں کو چیمبر میں بلا کر مصالحت کرادی۔ جس کے بعد دونوں ایک دوسرے کے خلاف درج کرائے گئے مقدمات واپس لے لیئے۔ چیف جسٹس آف پاکستان نے عدالتی فیصلے میں کہا ہے کہ فریقین ایک دوسرے کے خلاف بیان بازی سے گریز کریں گے جبکہ معاملات کو حل کرنے کے لیے جو

شرائط طے کی گئی ہیں انہیں میڈیا میں زیر بحث بھی  نہیں لایا جائے گا۔ چیف جسٹس پاکستان جسٹس میاں ثاقب نثار کی سربراہی میں جسٹس عمر عطا بندیال اور جسٹس اعجاز الاحسن پر مشتمل تین رکنی بینچ نے سپریم کورٹ لاہور رجسٹری میں سماعت کی۔ عدالت کے طلب کرنے پر حمزہ شہباز شریف اور عائشہ احد ملک عدالت کے روبرو پیش ہوئے۔ چیف جسٹس میاں ثاقب نثار نے دونوں جانب سے موقف سننے کے بعد ساتھی ججز کے ہمراہ اپنے چیمبر میں تقریباًایک گھنٹہ تک فریقین کو سنا۔ بعدازاں چیف جسٹس نے اوپن کورٹ میں واپس آ کر حمزہ شہباز اور عائشہ احد کے معاملے پر فیصلہ سنایا کہ حمزہ شہباز اور عائشہ احد کے درمیان معاملات طے پا چکے  لہٰذا فریقین ایک دوسرے کے خلاف درج کرائے گئے مقدمات  واپس لے لیں گے۔ چیف جسٹس میاں ثاقب نثار نے حکم دیا کہ فریقین ایک دوسرے کے خلاف بیان بازی سے گریز کریں گے۔ عائشہ احد اور حمزہ شہباز کے درمیان جن شرائط پر مفاہمت ہوئی ان پر وہ دونوں میڈیا پر بات نہیں کریں گے۔اس سے پہلے  سماعت کے آغاز پر عائشہ احد ملک نے عدالت میں بتایا کہ میں حلفاً کہتی ہوں کہ میرا حمزہ شہباز سے2010ء میں نکاح ہوا، ہم ہنسی خوشی رہ رہے تھے کہ بعد میں ہمارے درمیان اختلافات پیدا ہو گئے۔ میں اب بھی ان کے ساتھ رہنا چاہتی ہوں۔ اگر یہ نہیں رکھنا چاہتے تو مجھے باعزت طریقے سے طلاق دیدیں مجھے اور کچھ نہیں چاہیے۔جبکہ عدالت کے استفسار پر حمزہ شہباز نے عائشہ احد سے شادی سے صاف انکار کر دیا۔ دوران سماعت چیف جسٹس نے کہا کہ اگر آپ دونوں کہیں تو میں ثالث کا کردار ادا کر سکتا ہوں اور چیمبر میں موقف سنانے کا کہا۔اس موقع پر بینچ کے دیگر ججز نے حمزہ شہباز سے کہا کہ عائشہ احد کہتی ہیں کہ ان کا نکاح ہوا ہے اور ان کے پاس ٹھوس شواہد موجود ہیں۔آپ باعزت سیاسی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں، یہ نجی معاملہ ہے،ہم نہیں چاہتے اس پر باہر بات ہو۔ججز صاحبان نے حمزہ شہباز اور عائشہ احد کو مشورہ دیا کہ چیف جسٹس کی بات مانیں اور چیمبر میں آ کر بات کر لیں۔ چیف جسٹس نے حمزہ شہباز سے مکالمہ کیا کہ اگر آپ طلاق دینا چاہتے ہیں تو یہ آپ کا شرعی حق ہے، اگر آپ نے شادی نہیں کی ہے تو بھی آپ کو پورا حق ہے، اگر نکاح نامہ رجسٹرڈ نہیں بھی ہوا تو نکاح 2  گواہان کی موجودگی میں ہو جاتا ہے، بغیر کسی کو سنے کوئی فیصلہ نہیں ہوگا۔حمزہ شہباز کی جانب سے اوپن کورٹ میں ہی موقف سنانے کی کوشش پر چیف جسٹس نے برہمی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ خاتون کا کہنا ہے کہ آپ کے ساتھ شادی ہوئی اور آپ کا کہنا ہے کہ شادی نہیں ہوئی۔ اگر الزام ثابت ہو گیا کہ آپ کی شادی نہیں ہوئی اور آپ ان کے ساتھ رہتے رہے ہیں تو ہم نہیں چاہتے کہ سیاسی بااثر خاندان کے ایک فرد کے ماتھے پر کوئی داغ لگ جائے۔جسٹس ثاقب نثار نے حمزہ شہباز کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ آپ کہتے ہیں کہ شادی نہیں ہوئی تو میں پنجاب سے باہر کے افسران پر مشتمل جے آئی ٹی تشکیل دے دیتا ہوں، آپ پنجاب کے بااثر لوگ رہے ہیں اس لیے انویسٹی گیشن باہر کے لوگوں سے کرائی جائے گی، انویسٹی گیشن میں آئی ایس آئی

اور آئی بی کے لوگ بھی شامل ہوں گے۔ چیف جسٹس نے عائشہ احد اور حمزہ شہباز کو چیمبر میں بلا لیا اور کہا کہ ایک باپ کی حیثیت سے آپ دونوں کو چیمبر میں آنے کا کہہ رہا ہوں، جو بات آپ کھلی عدالت میں نہیں بتانا چاہتے وہ چیمبر میں بتائیں۔ چیف جسٹس نے ساتھی ججز کے ہمراہ چیمبر میں تقریباً ایک گھنٹے تک حمزہ شہباز اور عائشہ احد کا موقف سنا اور بعد ازاں اوپن کورٹ میں آ کر اپنا فیصلہ سنایا۔ عدالت کے فیصلے کے بعد عدالت سے باہر آنے پر صحافی نے حمزہ شہباز سے سوال کیا کہ کیا آپ عدالتی فیصلے سے مطمئن ہیں؟ اس پر حمزہ نے جواب دیا اللہ کا شکر ہے۔

## حمزہ نے ہتھیار ڈال دیئے

معروف صحافی چودھری غلام حسین کا کہنا ہے کہ اس بار الیکشن میں کاغذات نامزدگی نے کئی سیاسی رہنماؤں کی خفیہ شادیوں کا پردہ چاک کیا ہے، ن لیگی رہنما خواجہ سعد رفیق کو بھی اپنی دوسری بیوی سے متعلق بتانا پڑا۔ جبکہ ایک اور میاں صاحب ہیں جن کا نام حمزہ شہباز ہے جو چیف جسٹس اف پاکستان میاں ثاقب نثار کے سامنے عائشہ احد کو اپنی شرعی بیوی تسلیم کر چکے ہیں۔ چودھری غلام حسین کو کہنا تھا کہ عائشہ احد حمزہ شہباز سے شادی کے بعد گلیوں میں رل گئی تھی لیکن حمزہ ان کو اپنی بیوی تسلیم نہیں کرتے تھے۔ تاہم حمزہ نے عدالت میں یہ بات تسلیم کر لی کہ میں نے عائشہ احد کے ساتھ نکاح کیا ہوا ہے اور یہ نکاح حمزہ شہباز نے تب تسلیم کیا جب عائشہ احد نے کہا میرا گواہ چودھری غلام حسین ہے اور چودھری غلام حسین نے اس وقت جا کر یہ بات شہباز شریف کو بتا دی تھی کہ آپ کے بیٹے نے شادی کی ہے۔ اور پھر حمزہ نے عدالت کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے لیکن انہوں نے کاغذات نامزدگی میں عائشہ احد کو اپنی اہلیہ ڈکلیئر نہیں کیا۔ حمزہ شہباز پھر سے وعدہ خلافیاں کر رہے ہیں۔

# صلح نہیں ڈیل ہوئی۔۔۔

حمزہ شہباز اور عائشہ احد کے درمیان صلح کا معاملہ پر اسرار حیثیت اختیار کر گیا۔ بہت سی افواہوں کے باوجود کوئی فریق چیف جسٹس کی موجودگی میں ہونے والی صلح کی شرائط بتانے کو تیار نہیں۔ حمزہ شہباز شریف اور انکی مبینہ بیوی عائشہ احد سال ہا سال سے ایک دوسرے کے خلاف بیان بازی کر رہے۔ دونوں کی خواہش پر لاہور کے رجسٹری آفس میں ان دونوں کو مل بیٹھ کر اپنے اختلافات ختم کرنے کا موقع دیا گیا۔ ایک گھنٹے سے زائد طویل ملاقات کے بعد دونوں نے یہ تاثر دیا کہ ان میں صلح ہوگئی ہے جبکہ ابھی تک صلح کی شرائط پر عوام میں طرح طرح کی افواہیں گردش کر رہی ہیں کہا جا رہا ہے کہ عائشہ احد نے 10 کروڑ یا 14 کروڑ حاصل کر کے صلح کی ہے۔۔۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ یہ آپس میں میاں بیوی ہیں جبکہ حمزہ شہباز کی طرف سے الیکشن 2018 کے لیے کاغذات نامزدگی میں دو بیویوں کا ذکر کیا گیا ہے لیکن عائشہ احد کا نام اس میں شامل نہیں ہے تو اس موقع پر پھر یہ سوالات گردش کر رہے ہیں کہ چیف جسٹس آف پاکستان نے ان فریقین کے درمیان کیا معاہدہ کروایا جبکہ حمزہ شہباز نے ابھی تک عائشہ احد کو کاغذات نامزگی میں اپنی بیوی تسلیم نہیں کیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے دونوں کے درمیان صلح نہیں، ڈیل ہوئی ہے۔ اگر صلح ہوئی ہوتی تو حمزہ شہباز کاغذات نامزدگی میں اس کا بھی اعتراف بھی کرتا۔ ڈیل بھی ظاہر ہے عائشہ کو تمام پراپرٹی ملنے پر ہی ہوئی ہوگی جو حمزہ نے شادی پر ان کے نام کی تھی۔ ذرائع کے مطابق جب حمزہ نے شادی کے موقع پر کچھ جائیداد عائشہ کے نام کی تھی اس وقت وہ جائیداد اپنی کوئی خاص قیمت یا حیثیت نہیں رکھتی تھی لیکن بعد میں وہ جائیداد کروڑوں کی ہوگئی جس کی وجہ سے حمزہ اس جائیداد کی واپسی چاہتے تھے۔

## اور عائشہ ہار گئی۔۔۔۔

عائشہ احد جب چیف جسٹس کے چیمبر سے باہر نکلیں تو ان کے چہرے پر اداسی صاف ظاہر ہو رہی تھی۔ عدالت کی راہداری میں چلتے چلتے وہ رنجیدہ بھی ہوئیں۔ تاہم لوگوں کو دیکھ کر انہوں نے اپنے آنسو پونچھ لئے۔ جبکہ دوسری طرف حمزہ شہباز جب چیمبر سے باہر نکلے تو ان کے چہرے پر خوشی اور اطمینان تھا۔ حمزہ شہباز جب عدالت کے صحن میں آئے تو آگے کھڑے ان کے ایک دوست نے اشارہ کیا تو حمزہ شہباز نے ہاتھ نیچے رکھتے ہوئے انگوٹھے سے گڈ کا نشان بنا کر جواب دیا۔

ذرائع کے مطابق رات گئے حمزہ شہباز نے اپنے قریبی دوستوں سے چیمبر میں ہونے والی ایک گھنٹے کی ملاقات کے بارے میں بتایا۔ دوستوں کے اصرار پر حمزہ نے بتایا اس نے چیف جسٹس کے چیمبر میں عائشہ احد کے ساتھ نکاح کا اعتراف نہیں کیا بلکہ عائشہ کے ساتھ صرف ''تعلقات'' کا اعتراف کیا ہے۔ دراصل وہی ہوا جو شاہی خاندان کے شہزادے کرتے آئے ہیں جن کی نظر میں عورت صرف ایک ٹشو پیپر ہے، جسے استعمال کرنے کے بعد پھینک دیا جاتا ہے۔

# ایک عائشہ۔۔۔۔۔۔اوراونچے محل

تصویرحرام، مجسمے حرام، کیوں؟ان تصویروں، مجسموں اور عالیشان عمارتوں سے انسانوں کوکیا نقصان پہنچتا ہے؟

دنیا کی تاریخ بتاتی ہے کہ سب چیزیں ظالموں کے ظلم ،تکبراورغرور کی نشانیاں ہیں، جہاں ظالم نہیں ہوتا وہاں اس کی تصویر، مجسمے عالیشان عمارتیں انسانوں کوخوف میں رکھتی ہیں۔ ان کا یہ رعب، دبدبہ اور خوف انسانوں کو سچ بولنے سے روکتا ہے۔دنیا کے ظالموں نے اپنی علامات بنائیں۔لیکن تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ جب ظلم کے خاتمے کا آغاز ہوتا ہے تو ان علامتوں کومٹادیا جاتا ہے۔دنیا سے ظلم ختم کرنے والے کی پیدائش 571ء میں ہوئی۔ہوائیں ایسی چلیں کہ آتش کدہ ایران جوظلم کی علامت تھا، بجھ گیا۔ظالموں کی پہچان اونچے محل، کسریٰ کے محل کے کنگرے گر پڑے۔وہ حیران تھا کہ عجب طرح کا زلزلہ ہے۔غریبوں کی جھونپڑی نہیں گری اور امیر کے محل کے ستون ہل گئے۔ظلم، شان، تکبر کی علامت محل کے اوپر کا حصہ گر گیا، اور پھر یہ فارمولا بین الاقوامی اصول بنالیا گیا۔فتح مکہ کے بعد جب بتوں کوگرانے کا وقت آیا تو عوام

کی اکثریت سمجھ رہی تھی کہ اب کچھ نہ کچھ ضرور ہوگا۔ مگر سب مٹ گئے اور کچھ بھی نہ ہوا۔
جب تک یہ علامات ہوتی ہیں انسانوں میں خوف رہتا ہے۔ مصطفٰی کمال پاشا ہو، لینن ہو۔ یا دوسرے بڑے ظالم حکمران، لیڈرز چوراہوں پر اپنی تصاویر، مجسمے لگوا کر عوام الناس کے دل میں خوف پیدا کرتے رہتے ہیں۔ یہ خوف انسانوں کے دماغ میں موجود سوچنے سمجھنے کی صلاحیت کو ختم کر دیتا ہے۔ وہ ظلم ہوتا تو دیکھتے ہیں لیکن اسے غلط کہنے کی ہمت تو دور کی بات ہے غلط سمجھنے کی صلاحیت بھی ان کے دماغ سے غائب ہو جاتی ہے۔ عوام کی اکثریت اسی طرح سوچتی ہے اور ظالم کے ظلم کی علامتیں ختم ہونے کے بعد بھی کافی عرصے بعد ان کے ذہن سے وہ خوف نہیں نکلتا۔ وہ اس سوچ کو اپنی Comitment کہتے ہیں۔ روس میں لینن کا جتنا لوگوں کے ذہنوں پر قبضہ تھا کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ لینن کا مجسمہ لین گراڈ ماسکو میں گرایا جائیگا۔ کرنل قذافی اور صدام حسین بھی مقبول قیادت کی علامتیں تھیں۔ لیکن ہوا کیا؟۔۔۔ بس عوام میں شعور آنے کی دیر تھی اسی طرح۔ ایک عام سی خاتون عائشہ احد نے جاتی امرا کے محلوں کی بنیادیں ہلا کر رکھ دیں۔۔ وہ کمزور اور نہتی ضرور تھی مگر بزدل نہیں، عورت اپنی دھن پوری کرنے پر آئے تو بادشاہوں کے قدموں سے زمین نکال دیتی ہیں۔ شڈنی شیلدن اپنے ناول میں لکھتے ہیں غصے والی عورت کے اندر کی آگ جہنم کی آگ سے زیادہ خطرناک ہوتی ہے۔ ایسی عائشائیں ہر شہر، ہر قصبے، ہر گاؤں، ہر بستی میں بستی ہیں جو اونچے محل والوں کے ہوس کا نشانہ بن چکیں۔ کسی نے غیرت میں آکر موت کو گلے لگا لیا، کسی نے حالات سے سمجھوتا کر لیا۔ اگر موت کو گلے لگایا ہوتا اور نہ ہی حالات سے سمجھوتہ کیا ہوتا تو آج یہ اونچے محل ہوتے نہ ہی ان کے وارث۔ جب تک لوگ خود کو کمزور اور نہتے محسوس کرتے رہیں گے، ظلم سہتے رہتے رہیں گے، خودکشیاں کرتے رہیں گی، سسک سسک کر مرتے رہیں گے اس وقت تک یہ اونچے محل بھی قائم رہیں گے اور یہ عیاش حکمران بھی۔ اور عائشائیں ان کے بستر کی زینت بنتی رہیں گی۔
اٹھو!!! ابھی وقت ہے، اس سے پہلے کہ ان "اونچے لوگوں" کی نظر کہیں تمہاری جھونپڑی میں کھیلتی ہوئی عائشہ پر نہ پڑ جائے۔ اس سے پہلے اونچے محلوں کی در و دیوار گرا دو، انکے نام مٹا دو، آگ لگا دو، انکی قبروں کے بھی نشان مٹا دو۔
اٹھو، اٹھو، اٹھو میری قوم کی مظلوم انسانوں۔

# Exclusive Dr Rabia

حمزہ شہباز شریف نے اپنے کاغذات نامزدگی میں اپنی دو بیویوں کا اعتراف کیا ہے، مہرالنسااورڈاکٹر رابعہ۔قابل غور بات ہےحمزہ شہباز نے توڈاکٹر رابعہ کوطلاق دی ہوئی تھی،اس کوکاغذات نامزدگی میں بیوی کیسے تسلیم کیا جاسکتا ہے؟طلاق کا ثبوت حمزہ کا اپنا اقرار ہے۔ جب حمزہ شہباز نے عائشہ احد ملک سے شادی کی تو اسے بتایا گیا کہ میں نے ڈاکٹر رابعہ کوطلاق دی ہوئی ہے۔بعد میں عائشہ احداورحمزہ کا پھڈا اس بات سے شروع ہوا جب حمزہ نے کہا کہ وہ ڈاکٹر رابعہ سے شادی کرر ہے ہیں تو عائشہ نے کہا آپ نے تو اسے طلاق دی ہوئی ہے،اب آپ شادی کیسے کر سکتے ہیں؟۔۔۔۔۔۔لیکن اصل ثبوت تو اس وقت ملا جب حمزہ شہباز ایک عالم دین کے پاس فتویٰ لینے پہنچ گئے کہ میں اپنی بیوی کوطلاق دے چکا ہوں، مجھے طلاق موثر نہ ہونے کا فتویٰ دیا جائے۔اس بات کی تفصیل کچھ اس طرح سے ہے۔حمزہ شہباز نے اپنے سیکرٹری کو95 جے بلاک ماڈل ٹاؤن میں پروفیسر ڈاکٹر عبدالرحمٰن مدنی کے پاس بھیجا۔سیکرٹری نے پروفیسر ڈاکٹر عبدالرحمٰن مدنی کو اپنا تعارف کرایا اور بتایا کہ انہیں حمزہ شہباز نے بھیجا ہے۔ بات کچھ اس طرح ہے،حمزہ صاحب اپنی بیوی کوطلاق دے چکے ہیں لیکن اب اس کے ساتھ

گھر بسانا چاہتے ہیں۔آپ فتویٰ جاری کر دیں کہ طلاق ابھی موثر نہیں ہوئی۔ مدنی صاحب نے کہا آپ کے کہنے سے میں ایسا نہیں کرسکتا۔حمزہ شہباز خود آ کر ساری حقیقت بیان کریں۔ سیکرٹری یہ بات سن کر وہاں سے چلا گیا، اگلے روز حمزہ شہباز خود پروفیسر ڈاکٹر عبدالرحمٰن مدنی کے پاس پہنچ گئے اور مدعا بیان کیا کہ میں اپنی بیوی کو طلاق دے چکا ہوں۔اب حالات کس اس طرح پیدا ہو گئے ہیں کہ میں اسے گھر لانا چاہتا ہوں اور اس کے ساتھ ازدواجی زندگی بسر کرنا چاہتا ہوں۔ پروفیسر صاحب آپ مہربانی فرمائیں اور فتویٰ جاری کر دیں کہ میری طلاق ابھی غیر موثر ہے تا کہ رابعہ سے رجوع کرسکوں۔ پروفیسر صاحب فرمانے لگے حمزہ صاحب آپ کی طلاق موثر ہو چکی ہے اور طلاق دیئے ہوئے کافی وقت گزر گزر چکا ہے، شریعت کے مطابق آپ ان سے رجوع نہیں کر سکتے۔حمزہ مایوسی کے عالم میں 95 جے بلاک سے چلے گئے۔اب جب کاغذات نامزدگی جمع کرائے گئے تو ان میں حمزہ نے اس طلاق یافتہ بیوی کو اپنی بیوی ظاہر کیا گیا۔جس کیلئے فتویٰ لینے گئے تھے۔اب یہ تو نہیں معلوم حمزہ نے ''حلالہ'' کر کے دوبارہ نکاح کیا یا خود ہی فتویٰ جاری کر کے طلاق کو غیر موثر قرار دیدیا۔

# مریم نواز شریف

اپنے سسرال یعنی شریف فیملی کے بارے میں مختلف امور پر گفتگو کرتے ہوئے انہوں نے بہت سے اندرونی معاملات سے بھی پردہ اٹھایا۔ اس گفتگو سے پیدا شدہ بعض سوالات کے جواب میں محترمہ عائشہ احد ملک نے بہت سے ایسے راز بھی افشاں کئے جن کا علم شریف فیملی کے افراد اوران سے بہت زیادہ قرابت داری رکھنے والے چند اہم افراد کے سوا اور کسی کو نہ تھا۔ اس حوالہ سے ہم اس گفتگو کو بریکنگ نیوز سٹوریز بھی کہہ سکتے ہیں۔ اس تفصیلی گفتگو کے چند قابل ذکر پہلوؤں کے اجمالی خلاصہ کا مختصر جائزہ پیش خدمت ہے۔

90ء کی دہائی کے ابتدائی ایام کا ذکر ہے' اباجی یعنی میاں محمد شریف کی اجازت سے شریف فیملی کے جونیئرز کو سیاست کے اکھاڑے میں متعارف کرانے کا فیصلہ ہوا۔ سب سے پہلے میاں نواز شریف کے بڑے صاحبزادے حسین نواز اور میاں شہباز شریف کے بڑے بیٹے حمزہ شہباز کی رونمائی کرانے کا پروگرام ترتیب دیا گیا۔ اس حوالہ سے پنجاب کی بیوروکریسی اور وزیراعلیٰ پنجاب سیکرٹریٹ کے چہیتے افسران کو خصوصی ٹاسک سونپا گیا۔ محکمہ سروسز اینڈ جنرل

ایڈمنسٹریشن پنجاب کے شعبہ ٹرانسپورٹ اور محکمہ تعلقات عامہ پنجاب کے ٹرانسپورٹ ونگ کو جونیئر شریفس کی پہلی تقریب رونمائی کیلئے درکار ٹرانسپورٹ کی ضروریات پوری کرنے کی ہدایات دی گئیں۔ میڈیا میں پروشریف لابی کو الرٹ کر دیا گیا۔ حمزہ شہباز اور حسین نواز کا پہلا عوامی جلسہ لاہور میں دربار بی بی پاک دامنؒ کے قریب مین بازار میں منعقد کرانے کے انتظامات کیے گئے اور اس کی مشترکہ ذمہ داری معروف ڈیرے دار پہلوان اور عالمی شہرت یافتہ فلم ساز چودھری محمد اسلم چیمہ المعروف اچھا پہلوان شکر والا اور راجہ چکی کے مالکان راجہ لعل خان' راجہ قیصر خان کو سونپی گئی۔ پنجاب حکومت کی جانب سے فراہم کردہ ٹرانسپورٹ پر فلمی سٹوڈیوز سے ایکسٹرا سپلائرز کی مدد سے اور دور دراز علاقوں سے لوگوں کو مختلف ترغیبات دے کر دربار بی بی پاک دامنؒ کے قریب تیار کردہ جلسہ گاہ پہنچایا گیا۔ شرکاء کی خاطر تواضع کیلئے جوس' چکن بریانی اور سبز کشمیری چائے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ کئی روز کی عملی تربیت اور ریہرسل کے باوجود شریف فیملی کے دونوں نئے سیاسی کھلاڑیوں کے پسینے چھوٹ رہے تھے اور وہ لوگوں سے ملتے ہوئے کسی دولہا کی مانند شرما اور لجا رہے تھے۔ اچھا پہلوان شوکر والا کے بڑے بھائی چودھری محمد اکرم چیمہ عرف اکا پہلوان کے دو صاحبزادے چودھری ندیم اکرم چیمہ' چودھری وسیم اکرم چیمہ اور اچھا پہلوان کے بھانجے و داماد اور پاکستان فلم پروڈیوسرز ایسوسی ایشن کے ممتاز رہنما چودھری اعجاز کامران چیمہ اس جلسہ کے انتظامات میں راجہ برادرز کے شانہ بشانہ سرگرم تھے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ اس قدر وسیع پیمانہ پر کئے گئے اہتمام کے باوجود جلسہ گاہ میں شرکاء کی تعداد دواڑھائی سو سے زائد نہ ہوسکی۔ اس جلسہ کے جملہ شرکاء وہی تھے جنہیں سرکاری ٹرانسپورٹ میں دوسرے علاقوں سے لایا گیا تھا جہاں پر یہ جلسہ منعقد ہو رہا تھا وہاں کے اصل مکینوں میں سے اس جلسہ میں شرکت کرنے والوں کی تعداد دو درجن سے زائد نہیں تھی۔ ڈائریکٹوریٹ جنرل آف پبلک ریلیشنز پنجاب نے اس جلسی کی خصوصی کوریج یقینی بنائی اور یوں شریف فیملی کے دونوں جونیئر سیاسی ستارے حمزہ شہباز اور حسین نواز نے عملی سیاست میں اپنی اننگ شروع کی۔ محترمہ عائشہ احد ملک کے مطابق بعدازاں حمزہ شہباز شریف اپنے تایا ابو میاں نواز شریف کے سیاسی شاگرد بن کر ثابت قدمی سے پیشرفت کرتے رہے جبکہ بعض ''سنگین خدشات'' کے

پیش نظر محترمہ بیگم کلثوم نواز شریف نے اپنے بیٹے حسین نواز کو سیاسی اکھاڑے میں مزید سرگرمیوں سے روک دیا۔ بعدازاں پیش آنے والے واقعات نے محترمہ بیگم کلثوم نواز کے خدشات کو درست ثابت کر دیا۔ خصوصاً جب نواز شریف اور شہباز شریف کے چھوٹے بھائی میاں عباس شریف کی پراسرار موت بلکہ مبینہ قتل کے بعد جب میاں نواز شریف اپنے سیاسی شاگرد اور جانشین حمزہ شہباز کی سرپرستی ترک کر کے اپنے بڑے صاحبزادے میاں حسین نواز شریف کو اپنا ولی عہد بنانا چاہتے تھے تو محترمہ بیگم کلثوم نواز نے بھرپور مزاحمت کی۔ بقول محترمہ عائشہ احد ملک کے میاں نواز شریف کے بار بار اصرار پر بیگم کلثوم نواز پھٹ پڑیں اور زوردار آواز میں کہا کہ ''آپ سیاست میں حصہ لینے کی بات کرتے ہیں میں تو اپنے بچوں کو پاکستان میں رہائش رکھنے کی اجازت بھی نہیں دوں گی'' میاں نواز شریف نے پوچھا ''کیوں؟'' تو بیگم کلثوم نواز بولیں کہ انہیں اپنے بچے اپنی جان سے بھی زیادہ پیارے ہیں اور وہ نہیں چاہتیں کہ عباس شریف کی طرح ان کے بچے بھی سیاسی رقابت میں اپنوں کے ہاتھوں مارے جائیں۔

محترمہ مریم نواز شریف کے حوالہ سے ماضی کی یادداشتیں بیان کرتے ہوئے محترمہ عائشہ احد ملک نے جو تفصیلات بیان کیں ان کی تلخیص کچھ یوں ہے:

مریم نواز شروع ہی سے نالائق سٹوڈنٹ اور سازشی ذہن کی مالک تھی۔ جیسے تیسے کر کے مریم نواز کو ایف ایس سی پاس کرا دی گئی تو ان کے چچا میاں شہباز شریف انہیں انجینئرنگ میں داخلہ دلوانے کے خواہشمند تھے جبکہ بیگم کلثوم نواز اور میاں نواز شریف مریم کو ڈاکٹر بنانا چاہتے تھے۔ بحث و مباحثہ کے بعد مریم کو میڈیکل کالج میں داخل کرانے کا فیصلہ ہوا۔ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج میں داخلے کیلئے اپلائی کیا گیا تو میرٹ پر پورا نہ اترنے کے باعث صاف جواب مل گیا۔ مغل شہزادوں جیسی طبیعت کے مالکان شریف برادران اس انکار سے مشتعل ہو گئے۔ فوری طور پر پرنسپل کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج کو کھڈے لائن لگا دیا گیا اور نئے پرنسپل نے چارج سنبھالتے ہی سب سے پہلا کام رولز اینڈ ریگولیشنز کو ریلیکس کر کے محترمہ مریم نواز کا داخلہ ممکن بنا دیا۔ اس قدر رعایت کے بعد داخلہ ملنے کے باوجود مریم پڑھائی میں دلچسپی لینے پر مائل نہ ہو سکی اور ہفتہ میں ایک دو بار کالج جانے کے علاوہ انہوں نے ڈاکٹر بننے میں کوئی دلچسپی

نہیں لی۔ یہی وجہ ہے کہ وہ ماں باپ کی شدید خواہش کے باوجود اپنی میڈیکل ایجوکیشن کا پہلا سال بھی مکمل نہ کرسکیں اور کالج انتظامیہ ان کی ایم بی بی ایس ایجوکیشن کا تسلسل برقرار رکھنے میں ناکام رہی۔ عائشہ احد ملک کے بقول مریم نواز غیر نصابی سرگرمیوں شاپنگ' آؤٹنگ' ہوٹلنگ اور ماڈلنگ میں زیادہ مشغول رہتی تھیں۔ جب وہ میڈیکل کالج میں زیر تعلیم تھیں انہی دنوں مانسہرہ سے تعلق رکھنے والے خوبصورت اور مردانہ وجاہت سے مالا مال فوجی کپتان کیپٹن صفدر اس وقت کے وزیر اعظم میاں نواز شریف کے اے ڈی سی مقرر ہوئے۔ اپنی ذمہ داریوں کے تحت وہ زیادہ تر وقت وزیر اعظم کے ساتھ ہی رہتے اور ان کے ساتھ گھر میں بھی آزادانہ نقل و حرکت کرتے۔ انہی دنوں کیوپڈ نے وار کیا اور لا ابالی طبیعت کی مالک شہزادی مریم نواز کیپٹن صفدر کی محبت کے سحر میں گرفتار ہوگئیں۔ سب کی نگاہوں سے چھپ کر شروع ہونے والی یہ محبت رفتہ رفتہ اتنی بڑھی کہ ''تمام حدیں پھلانگ گئی''۔

وزیر اعظم ہاؤس کو اس تمام تر صورتحال کا علم اس وقت ہوا کہ جب مبینہ طور پر مریم نواز ماں بننے والی تھیں۔ اس ''غلطی'' سے چھٹکارا پانے کیلئے ڈاکٹرز سے رجوع کیا گیا تو انہوں نے رسک لینے سے انکار کردیا ان کی نگاہ میں یہ قتل تھا۔

میاں نواز شریف اس مرحلہ پر بہت سیخ پا ہوئے اور مریم و بیگم کلثوم کے اصرار کے باوجود کیپٹن صفدر کو داماد بنانے سے صاف انکار کردیا۔ وہ شروع ہی سے اپنی لاڈلی مریم کو کسی عرب شہزادے کی ملکہ بنانا چاہتے تھے اور اسی وجہ سے انہوں نے اپنے چھوٹے بھائی شہباز شریف سے بھی معذرت کرلی تھی جو مریم کو اپنی بہو اور حمزہ شہباز کی دلہن بنانا چاہتے تھے۔

ان دنوں مانسہرہ کے نواح میں ایک خوبصورت پہاڑی کنج میں ڈیرہ لگائے بابا جی ''پیر آف دھنا کا شریف'' کی کرامات کا بہت چرچا تھا۔ سابق خاتون اول وزیر اعظم محترمہ بے نظیر بھٹو صاحبہ کے حوالے سے بھی میڈیا یہ انکشاف کر چکا تھا کہ وہ دو مرتبہ پیر آف دھنا کا شریف کے پاس حاضری دے چکی تھیں اور مبینہ طور پر دوسری بار انہیں چھڑی سے مارتے ہوئے پیر آف دھنا کا شریف نے وزیر اعظم بننے کی نوید سنائی تھی۔ مریم نواز کا معاملہ گھمبیر صورتحال اختیار کر چکا تو بیگم کلثوم نواز نے بیٹی کی ضد کے آگے ہتھیار ڈال دیئے مگر میاں

نواز شریف بدستور اپنی ضد پر اڑے رہے۔محترمہ بیگم کلثوم نواز کی استدعا پر اباجی (میاں محمد شریف) نے میاں نواز شریف کو سمجھایا اور اپنی ویٹو پاور استعمال کرتے ہوئے حکم دیا کہ چپ چاپ جا کر کیپٹن صفدر کے والدین سے رخصتی کا پروگرام طے کریں۔میاں نواز شریف مجبوراً مانسہرہ گئے اور کیپٹن صفدر کے والدین سے ملاقات کی۔ملاقات کے بعد وہ فرمائش کر کے پیر آف دھنا کا شریف کے پاس حاضری دینے پہنچ گئے۔مبینہ طور پر پیر آف دھنا کا شریف نے بھی میاں نواز شریف کو مریم کا رشتہ کیپٹن صفدر سے طے کرنے کی تاکید کی اور مستقبل کے حوالہ سے بہت سی خوش آئند باتیں بھی بتائیں۔

مجبوری کے عالم میں طے شدہ پروگرام کے تحت مریم نواز کی شادی اپنے والد کی سالگرہ والے دن 25 دسمبر 1992ء کو کیپٹن صفدر کے ساتھ انجام پائی اور وہ بابل کے آنگن سے پیا دیس سدھار گئیں۔یہ امر قابل ذکر ہے کہ مریم نواز 25 دسمبر 1992ء کو کیپٹن صفدر کے ساتھ بیاہی گئیں جبکہ محض ساڑھے 4 ماہ بعد 26 اپریل 1993ء کو مریم نے اپنی بیٹی مہر النساء کو جنم دیا۔یہ ایک ایسی آن ریکارڈ حقیقت ہے کہ جس سے کوئی بھی انکار نہیں کر سکتا!۔

محترمہ عائشہ احد ملک کے بقول میاں نواز شریف کئی برس تک رنجیدہ رہے اور اپنی بیٹی و داماد کے ساتھ اچھا برتاؤ روا نہیں رکھ سکے۔انہیں اس بات کا بہت قلق تھا کہ مریم نواز ان کے خوابوں کو چکنا چور کر گئیں۔وہ اپنی لاڈلی کو کسی طاقتور عرب ولی عہد کی ملکہ بنانے کی شدید آرزو رکھتے تھے جسے مریم نواز نے اپنی نادانی سے کیپٹن صفدر کی محبت میں پامال کر ڈالا تھا۔بقول عائشہ احد ملک کے میاں نواز شریف نے مریم کی جانب سے ملنے والے اس دکھ کا ازالہ اپنی چھوٹی صاحبزادی اسماء نواز کا رشتہ سعودی حکمران خاندان آل سعود کے ایک شہزادے کے ساتھ طے کر کے کیا۔بڑی دھوم دھام سے یہ شادی ہوئی مگر جذبات سے عاری اور خالصتاً ''کاروباری'' نقطۂ نظر سے سرانجام پانے والے اس بیاہ کا نتیجہ بھی توقعات کے برعکس ہی نکلا۔اسماء نواز کو شادی کے تھوڑے ہی عرصہ بعد اپنے مجازی خدا سے علیحدگی کا دکھ سہنا پڑا۔مذکورہ عرب شہزادہ نے کوئی دید لحاظ کئے بغیر محترمہ اسماء نواز کو طلاق دے دی تھی۔میاں نواز شریف ابھی تک مریم نواز کا دیا ہوا دکھ بھلا نہیں پائے تھے کہ انہیں اسماء نواز

کا المیہ بھی سہنا پڑا۔ ایسے میں موقع شناس اسحاق ڈار آگے بڑھے اور انہوں نے اسماء نواز کو اپنی بہو بنا کر نواز شریف کو اپنا ایسا ممنون و احسان مند کر لیا کہ جسے وہ ابھی تک خوب خوب کیش کرا رہے ہیں۔ بقول عائشہ احد ملک کے اسحاق ڈار کا بیٹا بھی اس شادی پر رضا مند نہیں تھا۔ تاہم اسے اسحاق ڈار نے یہ کہہ کر منا لیا کہ یہ شادی تم میرے کہنے پر ''نظریہ ضرورت'' کے تحت کمرشل پیکج جان کر کر لو۔ اس سے تمہیں اس قدر مالی فوائد ہوں گے کہ تم بعد میں جتنی چاہے اور شادیاں کر لینا۔

محترمہ عائشہ احد ملک نے بتایا کہ کیپٹن صفدر سے محبت اور لو میرج کا نشہ بھی بہت جلد اتر گیا تھا اور شادی کے دو سال بعد ہی مریم نواز اور کیپٹن صفدر کے باہمی تعلقات کشیدہ رہنے لگے تھے۔ ان کے بقول ڈھائی تین سال قبل اپنی بیٹی مہر النساء کی راحیل منیر کے ساتھ شادی کر دینے کے بعد عملی طور پر مریم نواز اپنے سسرال کو چھوڑ کر مستقلاً اپنے میکے منتقل ہو چکی ہیں اور اپنے والد کی سیاسی جانشین بن کر ''بہت آگے تک'' جانے کی دھن میں مگن ہیں۔ کیپٹن صفدر طوعاً و کرہاً دنیاداری کیلئے یہ بندھن نبھا رہے ہیں اور اسے برقرار رکھنے کے جتن میں روز جی اور روز مر رہے ہیں۔

# عباس شریف

محترمہ عائشہ احد ملک نے میڈیا کے ساتھ اپنی تفصیلی گفتگو کے مختلف ادوار میں شریف فیملی کے حوالہ سے بہت سی ان کہی اور ناگفتی باتیں بھی آشکار کی ہیں۔ ان بہت سی چشم کشا نقاب کشائیوں میں علاوہ بہت سی دیگر بریکنگ نیوز سٹوریز کے علاوہ یہ دل دہلا دینے والا انکشاف بھی شامل تھا کہ میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف کے چھوٹے بھائی میاں عباس شریف قضائے الٰہی سے جاں بحق نہیں ہوئے تھے بلکہ انہیں مبینہ طور پر قتل کیا گیا تھا۔ اس حوالہ سے ان کے افشاں کردہ تفصیلات کا خلاصہ کچھ یوں ہے:

1990ء کے آغاز میں جب میاں نواز شریف بعض نادیدہ قوتوں کی مہربانی سے پہلی بار ملک کے وزیراعظم بننے والے تھے تو میاں محمد شریف کی زیرصدارت جاتی امراء میں منعقدہ ایک اہم فیملی میٹنگ میں طے پایا کہ چونکہ میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف سیاسی میدان کے پہلوان بن چکے ہیں اور عوامی نمائندگی کے ذریعے ایوان اقتدار کے مسند نشین بھی بنتے رہتے ہیں اس لئے ''نیک کمائی'' سے حاصل شدہ اثاثہ جات اور دولت کو میاں عباس

شریف کے نام پر منتقل کر دیا جائے۔ اس فیصلہ کے تحت میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف نے اپنی اپنی ''نیک کمائی'' سے بنائی گئی قیمتی جائیدادیں اور متعدد فارن کرنسی اکاؤنٹس میاں عباس شریف کے نام پر منتقل کرا دیئے۔ میاں عباس شریف انتہائی نیک' دیندار اور غیر سیاسی طبع کے مالک نمازی پرہیز گار' تہجد گزار شخص تھے۔ وہ بہت حلیم طبع اور کم گو تھے۔ تمام وقت انتہائی عاجزی' انکساری اور ایمانداری کے ساتھ شریف فیملی کے اثاثہ جات کی رکھوالی' دیکھ بھال اور تفویض کردہ امور کی انجام دہی میں مستغرق رہتے تھے۔ چند برس قبل جب شریف برادران نے سنجیدگی کے ساتھ یہ ضرورت محسوس کی کہ اب ان کی اولادیں عمر اور شعور کے لحاظ سے اس قدر پختہ ہو چکی ہیں کہ اپنے اپنے امور خود بہتر سنبھال سکتی ہیں تو یہ فیصلہ کیا گیا کہ مل بیٹھ کر باہمی حسب کتاب نمٹایا جائے اور محفوظ اثاثوں کی تقسیم خانگی کر کے از سر نو انتظامات کئے جائیں لہٰذا اثاثوں کی تقسیم و منتقلی اور اکاؤنٹس کے از سر نو ترتیب پانے کی غرض سے شریف فیملی کے جملہ ذمہ داران کا اہم اجلاس منعقد ہوا۔ اس اجلاس سے قبل میاں عباس شریف کے بچوں نے جواب خود بھی بال بچے دار ہو چکے تھے، دبے لفظوں میں اپنے والد سے یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ ''اب تو ہمارے دونوں تایا ابوز بے حد و حساب مالدار ہو چکے ہیں اس لئے ہو سکتا ہے کہ وہ یہ ساری جائیداد جو آپ کے نام پر ہے ہمیں ہی دان کر دیں۔ میاں عباس شریف مرحوم اس قدر امانت دار تھے کہ وہ الٹا اپنے بچوں کو ڈانٹ دیتے اور انہیں صداقت اور امانت کے ساتھ ساتھ قناعت پر بھی پورا پورا لیکچر جھاڑ دیتے۔ اہم فیملی میٹنگ کے ''پر مسرت'' موقع پر مرحوم میاں عباس شریف کے دو شادی شدہ صاحبزادے ضد کر کے اپنے والد کے ہمراہ آئے۔ جن سے مرحوم عباس شریف نے وعدہ لیا تھا کہ وہ خاموش رہیں گے اور کوئی سوال نہیں کریں گے۔

بیش قیمت جائیدادوں' حصص' فیکٹریوں، کاروباری حصے داریوں اور بھاری بھرکم فارن کرنسی اکاؤنٹس کی منتقلی کا شیڈول طے پانے تک تو ان بچوں نے اپنے والد سے کیا گیا وعدہ نبھایا مگر جب آخر تک ان کے والد نے ان کے تایا ابوز تک ان کا موقف نہیں پہنچایا تو وہ وعدہ خلافی پر مجبور ہو گئے۔ ان کی بات سن کر حمزہ مشتعل ہو گیا اور شریفس یوتھ میں ایک جنگ سی چھڑ

گئی۔اس سے قبل کہ شریف فیملی کی نوجوان نسل باہم دست وگریبان ہوتی، شہباز شریف نے حمزہ کو آنکھ مارتے ہوئے دکھاوے کے طور پر ڈانٹا اور مصروفیات کے بہانے فیملی میٹنگ کو اگلی صبح تک ملتوی کردیا۔محفل برخاست ہوگئی۔

مبینہ طور پر اسی روز رات کو سوا گیارہ بجے میاں عباس شریف کو فون کال موصول ہوئی جس میں کہا گیا کہ انہیں فوری طور پر اہم فیملی میٹنگ کیلئے بلایا گیا ہے تاہم یہ تاکید بھی کی گئی کہ وہ اکیلے ہی آئیں، کسی کو ہمراہ نہ لائیں۔میاں عباس شریف بلا تاخیر میٹنگ کیلئے پہنچ گئے۔ یہ ''میٹنگ'' اس قدر خفیہ رکھی گئی کہ اس کی اصل تفصیلات تاحال منظر عام پر نہیں آسکیں لیکن یہ ضرور ہوا کہ اس ملاقات میں میاں عباس شریف مرحوم سے ایسی تمام دستاویزات پر دستخط، انگوٹھے ثبت کرائے گئے جو اثاثہ جات، جائیدادوں، کاروبار، تمسکات، بانڈز، فارن اکاؤنٹس کی حسب ضابطہ منتقلی کیلئے لازم تھیں۔

اس حوالہ سے دو اور باتیں بھی توجہ طلب ہیں۔پہلی یہ کہ مرحوم میاں عباس شریف کی ناگہانی موت کی وجہ بتانے میں عجیب وغریب تضاد بیانی اور مضحکہ خیزی برتی گئی۔ پہلے فیملی سٹیٹمنٹ جاری ہوئی کہ مرحوم عباس شریف اپنے غسل خانہ میں اپنی شرٹ استری کرتے ہوئے کرنٹ لگنے سے جاں بحق ہوگئے۔ بعدازاں کرنٹ لگنے کی دیگر وجوہ بھی بیان کی جاتی ہیں تاہم کوئی بھی حتمی اور قابل قبول وجہ آج تک نہیں بتائی گئی۔ دوسری اہم اور غیر معمولی بات سندھ، بلوچستان، خیبر پختونخوا، گلگت بلتستان اور آزاد کشمیر سے تعزیت کیلئے جاتی امراء آنے والے عمائدین کے ساتھ شریف فیملی کا ناقابل فہم رویہ تھی۔ میر ظفر جمالی، سردار عبدالرؤف ساسولی، سردار عتیق احمد خان، حاجی الیاس بلور، میر بالاچ قلات، سلطان راٹھور، سید غوث علی شاہ، جاوید گنڈاپور اور متعدد دیگر شخصیات نے میڈیا کے ساتھ بات کرتے ہوئے اظہار تاسف کیا کہ وہ تو میاں عباس شریف کی ناگہانی رحلت پر شریف فیملی کے دکھ بانٹنے اور انہیں پرسہ دینے آئے تھے تاہم یہ بات ان کی سمجھ سے بالاتر ہے کہ شریف فیملی کو ان کا تعزیت کرنا کیوں اچھا نہیں لگا جبکہ اپنے برتاؤ سے انہوں نے اس ناراضگی کا ثبوت بھی دیا۔

## بڑے میاں کے کارنامے..................
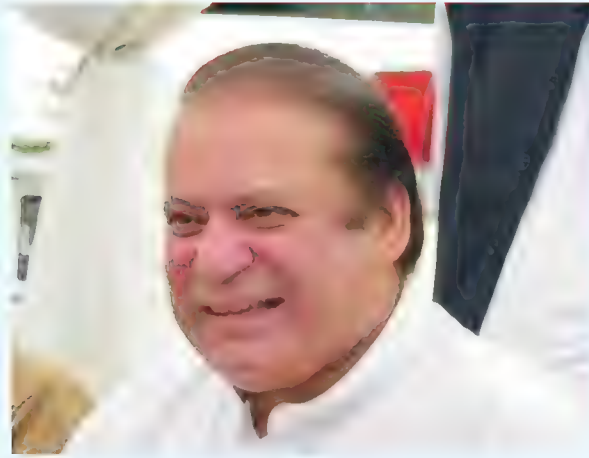
عائشہ احد کے ساتھ انٹرویو کا یہ میرا دوسرا سیشن تھا۔ حسب معمول مجھے ڈرائنگ روم میں بٹھا دیا گیا۔ پانی وغیرہ پیا۔ اس دن مجھے کافی دیر انتظار کرنا پڑا۔ شاید عائشہ کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی؟ بالآخر وہ تشریف لائیں......

میرا اندازہ درست نکلا۔ وہ اداس رنگوں کی بارش، شکستہ لفظوں کی خواہش، بے شجر، بے کنار صحرا، ریت کی پیاسی گہرائی اور بے آب وگیاہ کی طرح اداس تھی۔ اس کے چہرے پر اجالوں کی پیاسے پرندے، بے صدا جسم، آگ میں جلتے گلاب، شب کی ٹوٹی کرچوں اور تصویر کی شکستہ لکیروں جیسا غم اور اندوہ تھا۔ اس کی آنکھوں میں بچھڑے موسم کے پرندوں جیسا دکھ تھا جو صحرا میں بگولوں کی طرح بھٹکتی آوازوں کا تعاقب کرتے ہیں۔

میں محسوس کر رہا تھا اس کی حالت قحط وافلاس کی ماری فاختہ اور ویران گھر کے اس دیے جیسے تھی جو اپنے خون سے خود ہی جلتا ہے۔ وہ ایسے تھی جیسے زمین نے اپنی کوکھ سے بوسیدہ تابوت اگل دیئے ہوں۔

بیٹھتے ہی کہنے لگیں۔ چودھری صاحب صرف حمزہ ہی نہیں، پورا خاندان ہی رنگیلا ہے۔ نواز شریف کو ''رنگیلا وزیراعظم'' کہا گیا تھا۔نواز، شہباز اور حمزہ میں ایک بات مشترک ہے۔ یہ لوگوں کی ہستی بستی، ازدواجی زندگیاں تباہ کرتے دیتے ہیں۔اتنے بڑے شکاری ہیں کہ ان کے دام میں بڑی بڑی ''چالاک لومڑیاں'' بھی آجاتی ہیں۔

آپ کو یاد ہونا چاہیے......

سوال: عائشہ شاید آپ غصے میں ہیں۔اور بلاوجہ شریف خاندان پر الزامات لگائے جا رہی ہیں، کیا آپ کے پاس ثبوت کے طور پر کچھ ہے؟

جواب: ثبوت؟؟؟ ٹھہرو ایک منٹ۔ عائشہ دوسرے کمرے میں گئی اور کچھ اخبارات اور کتابیں لائیں، ایک اخبار مجھے دیا۔ کہنے لگیں یہ دیکھو روزنامہ جنگ جو آج کل شریف خاندان کا درباری بنا ہوا ہے۔ جو آج کل عدلیہ، فوج سمیت دیگر اداروں کے خلاف مہم چلا رہا ہے اور یہ سٹوری بھی ایسی رپورٹر ہے جو نواز شریف کو ''فرشتہ'' ثابت کرنے کیلئے طرح طرح کی دلیلیں شائع کر رہا ہے۔ 12 اکتوبر کو جب فوج نے ٹیک اوور کیا اور پرائم منسٹر ہاؤس کی تلاشی لی گئی تو برآمد ہونے والی دیگر اشیاء کے ساتھ عیاشی کے سامان کی طویل فہرست بھی شامل تھی جس میں راتوں کو رنگین بنانے کیلئے خصوصی بستر، فحش فلمیں، مشترکہ مخصوص لمحات کو طویل تر کرنے والی مشہور و معروف گولیاں ''ویاگرا'' کی بڑی تعداد شامل تھی۔ میاں صاحب نے پرائم منسٹر ہاؤس کو باقاعدہ ایک شاہی دربار کی شکل دے رکھی تھی جہاں ''حضور عالم پناہ'' کی طبیعت خوش کرنے کیلئے بھانڈ، موسیقی سے لطف اندوز ہونے کیلئے گلوکاروں کی محفلیں سجا کرتی تھیں۔نواز شریف اپنے ان مصاحبین کی دل کھول کر امداد کیا کرتے تھے۔ پھر عائشہ نے میرے ہاتھ میں ایک کتاب تھما دی جہاں ایک صحافی کے حوالے سے رپورٹ درج تھی جو آج کل میاں صاحب کی مہربانیوں سے کرکٹ بورڈ کا چیئرمین بنا ہوا ہے۔صحافی نجم سیٹھی نے اپنے ایک انٹرویو میں کہا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ معروف گلوکارہ طاہرہ سید کو نواز شریف کے قریبی ساتھی سینیٹر سیف الرحمان کی کمپنی ''ریڈکو'' کی جانب سے ہر ماہ 5 لاکھ روپے ملتے تھے۔

# طاہرہ سید

پرکشش کتابی چہرہ، جھیل سی گہری آنکھیں اور صراحی دار دراز گردن کی مالک طاہرہ سید ایک طویل عرصہ تک نواز شریف کے دل کی راج دھانی پر حکمرانی کرتی رہی۔ خاص طور پر نواز شریف کے پہلے دور حکومت میں طاہرہ سید کو پرائم منسٹر ہاؤس میں ''خاتون اول'' کا درجہ حاصل تھا۔ دونوں کے پیار کے قصے ایک عرصہ زبان زد عام رہے۔ طاہرہ سید معروف قانون دان اور کمپیئر نعیم بخاری کے عقد میں ہونے کے باوجود جناب نواز شریف کی منظور رہیں۔ بہت کوشش کے باوجود بھی جب نعیم بخاری طاہرہ سید کو راہ راست پر نہ لا سکے تو بات طلاق کی صورت اختیار کر گئی اور یوں میاں نواز شریف کی عیش پرست طبیعت نے ایک ہنستا بستا گھرانہ برباد کر دیا۔ گو کہ اس کے بدلے طاہرہ سید کو بہت مالی فوائد حاصل ہوئے۔ میاں صاحب نے مری میں پنجاب ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن کی چیئر لفٹ طاہرہ سید کو دے دی جس سے انہیں روزانہ ہزاروں روپے آمدن ہوتی تھی۔ لیکن جب 1993ء میں بینظیر کی حکومت اقتدار میں آئی تو انہوں نے طاہرہ سید کو اس سہولت سے محروم کر دیا۔ طاہرہ اور نواز کے عشق نے نعیم بخاری کا گھر تو جلا کر راکھ کر دیا لیکن جب اس عشق کی تپش خود میاں صاحب کے گھر میں محسوس

کی جانے لگی تو ایک ہنگامہ کھڑا ہو گیا۔ تاہم شریف فیملی کے اندرونی واقعات سے باخبر احباب کا کہنا ہے کہ کلثوم نواز نے اس مرحلے پر نہایت صبر و تحمل اور دانشمندی کا ثبوت دیتے ہوئے معاملے کو سنبھالا اور اپنے شوہر کو طاہرہ سید کے سحر سے آزاد کروانے میں بتدریج کامیاب ہو گئیں۔

کلثوم نواز خالصتاً مشرقی ماحول میں پلنے بڑھنے والی گھریلو خاتون ہیں۔ ایسی خواتین کو اپنے خاوندوں پر اندھا اعتبار ہوتا ہے اور خاوند کی چھوٹی موٹی لغزشوں کو برداشت کر جاتی ہیں۔ لہٰذا انہوں نے طاہرہ سید کے معاملے کو دل پر نہ لیا لیکن انہیں کیا معلوم تھا کہ میاں صاحب نے دل کے بت کدے میں کئی صنم آباد کر رکھے ہیں۔

## دلشاد بیگم

1997ء میں الیکشن کی تیاریاں جاری تھیں۔ بھارتی اخبار ''سماچار'' کے انکشاف نے پاکستانی سیاسی میدان میں تہلکہ مچا دیا۔ اخبار نے 12 جنوری 1997ء کو معروف بھارتی اداکار فیروز خان اور سنجے خان کی بہن دلشاد بیگم کا انٹرویو شائع کیا جس میں دلشاد بیگم نے نواز شریف کی شرافت کا پردہ چاک کرتے ہوئے کہا کہ وہ تو بس نام کے شریف ہیں۔ حقیقت کیا ہے یہ میں جانتی ہوں کیونکہ وہ ایک عرصہ تک میری زلفوں کے اسیر رہے ہیں۔ دلشاد نے انکشاف کیا تو دنیا بھر کے جرائد واخبارات کے نمائندے مزید تفصیلات حاصل کرنے کیلئے بے قرار ہوگئے۔ برطانیہ سے شائع ہونے والے ایک میگزین ''لباس انٹرنیشنل'' نے ان سے تفصیلی گفتگو کی جس میں دلشاد نے بتایا کہ انہوں نے شوہر کے انتقال کے بعد سے آزادانہ زندگی بسر کرنا شروع کردی تھی۔ قیامت خیز حسن اور دل موہ لینے والی اداؤں کے باعث بہت جلد ایک خاص حلقہ ان کی زلفوں کا اسیر ہوگیا۔ پاکستان کی سہگل فیملی سے ان کے قریبی تعلقات تھے۔ اسی خاندان کی ایک بیگم صاحبہ نے انہیں پاکستان آنے کی دعوت دی۔ بھوربن میں ایک تقریب کے دوران ان کی ملاقات نواز شریف سے ہوگئی۔ میاں صاحب پہلی ملاقات میں دل دے بیٹھے۔ اس ملاقات کے بعد مجھے پاکستان میں سرکاری مہمان کی حیثیت مل گئی جس پر

پاکستان کے کچھ لوگوں نے احتجاج بھی کیا کہ ایک دشمن ملک کی حسینہ کو اتنی اہمیت کیوں دی جا رہی ہے؟ حتیٰ کہ یہ بات قومی اسمبلی کے پلیٹ فارم پر بھی اٹھائی گئی لیکن نواز شریف دل کے ہاتھوں مجبور تھے۔ انہوں نے کسی الزام اور احتجاج کی پرواہ نہ کی۔ دلشاد بیگم نے یہ بھی دعویٰ کیا کہ نواز شریف اور میری محبت اس حد تک بڑھ گئی تھی کہ 1991ء میں انہوں نے میری خواہش پر مقبوضہ کشمیر میں فوجی کارروائی بند کرا دی حالانکہ اس فیصلے سے انہیں دائیں بازو کی بہت بڑی پارٹی جماعت اسلامی کی مخاصمت مول لینا پڑی لیکن نواز شریف عشق کے معاملے میں کسی سمجھوتے پر تیار نہیں ہوئے۔

نواز شریف کے دل پھینک ہونے کے قصے صرف طاہرہ سید اور دلشاد بیگم تک محدود نہیں ہیں۔ پاکستان فلم انڈسٹری کی معروف ہیروئنوں کی ایک طویل فہرست بھی اس میں شامل ہے۔ نواز حکومت کی برطرفی پر ریما کا احتجاج اس بات کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ حال ہی میں قومی احتساب بیورو کے حوالے سے جو تحقیقات منظر عام پر آئیں ان کے مطابق میاں صاحب جو لاہور کو پیرس اور ملک کو جدید ترقی کی راہ پر ڈالنے کا عہد کئے ہوئے تھے نے مساج اور مالش کی تربیت کیلئے 4 حسین خواتین اور 5 مردوں کو فرانس بھجوانے کا انتظام کیا۔ میاں صاحب نے خصوصی باتھ روم کا نقشہ انٹروڈ موبل پرائیویٹ لمیٹڈ گلبرگ لاہور سے خصوصی ہدایات پر بنوایا جس کے لئے قومی خزانے سے لاکھوں ڈالرز کا سامان درآمد کیا گیا۔ لکشمی چوک لاہور کی رہائشی (ط) نے بھی احتساب بیورو کے اعلیٰ حکام کے سامنے نہایت سنسنی خیز انکشافات کئے۔ (ط) نے بتایا کہ مجھے ہر ہفتے خصوصی طور پر بذریعہ جہاز اسلام آباد لایا جاتا جہاں ''خصوصی خدمات'' سرانجام دینے کے بعد مجھے واپس روانہ کر دیا جاتا۔

میاں نواز شریف کے سیاہ کارناموں پر جن چند جرات مند صحافیوں نے قلم کشائی کی ان میں ایک مستند نام جناب ہارون الرشید جن کی روح تڑپ اٹھی اور قلم مجسم سوال بن گیا۔

ہارون پوچھتے ہیں کہ

☆...... کیا ہمیشہ کے وعدہ معاف گواہ حسین حقانی اٹھیں گے اور بیان کرنا پسند کریں گے کہ

وزارت اعلیٰ کے دنوں میں نواز شریف ہر روز گھنٹے بھر کیلئے کہاں غائب ہو جایا کرتے تھے؟

☆......کیا جامعہ پنجاب کا وہ ذمہ دار افسر گواہی دینے پر آمادہ ہے کہ اس نے صبح دم ماڈل ٹاؤن لاہور کے پارک میں کیا دیکھا تھا؟ آخر کار اس پر کون کون سے اسرار کھلے تھے؟

☆......کیا لاہور کے وہ پولیس آفیسر زندہ ہیں یا مر گئے جنہوں نے اچانک ایک رات وزیر اعلیٰ کو ایک پر اسرار مقام پر دیکھا اور ان پر وہ بات منکشف ہو گئی جسے چھپانے کے جتن کئے گئے تھے؟

جناب ہارون الرشید کے سوالات کو منظر عام پر آئے عرصہ بیت چکا لیکن یہ تادم تحریر منتظر جواب ہیں۔ جانے یہ قوم منافق قائدین سے کب نجات حاصل کرنے میں کامیاب ہو گی؟

معروف صحافی جناب منیر احمد اپنے مضمون ''شریف برادران کی رنگ رلیاں'' میں لکھتے ہیں۔

''میاں نواز شریف جب وزیر اعلیٰ پنجاب تھے تو ان کا معمول تھا کہ جب بھی انہیں مری جانا ہوتا وہ اپنے سپیشل سیلون میں لاہور کے ریلوے سٹیشن سے راولپنڈی روانہ ہوتے۔ لاہور سے راولپنڈی تک ٹرین کا سفر پانچ گھنٹے پر محیط ہے جبکہ یہی فاصلہ بذریعہ جہاز 35 منٹ میں طے کیا جا سکتا ہے۔ اسلام آباد یا مری میں سرکاری حکام نواز شریف کا ان کی آمد سے گھنٹوں قبل ہی انتظار شروع کر دیتے تھے' اس کی اصل وجہ یہ تھی کہ نواز شریف کے پروگرام اچانک ''بدل'' جاتے تھے۔ عین اس وقت جب لاہور ریلوے سٹیشن پر نواز شریف کی راولپنڈی روانگی کے انتظامات مکمل ہوتے، اچانک انتظامیہ کو اطلاع ملتی کہ میاں صاحب بذریعہ جہاز راولپنڈی چلے گئے ہیں۔ نواز شریف اس طرح کی حرکتیں اکثر کیا کرتے تھے اور اس کی وجہ سوائے اس کے اور نہیں ہوتی تھی کہ وہ اپنی ذاتی زندگی کے معاملے میں بہت خوفزدہ تھے۔ وہ نہیں چاہتے تھے کہ ان کی کوئی ذاتی بات ان کے والد صاحب تک پہنچے جبکہ شہباز شریف اس معاملے میں خاصے غیر محتاط تھے۔ نواز شریف کی بعض ''مہمان'' خواتین لاہور سے راولپنڈی کے درمیان کسی بھی سٹیشن پر ان کے سیلون میں سوار ہوتیں اور راولپنڈی پہنچنے سے پہلے دو تین گھنٹے میاں صاحب کے ساتھ گزارنے کے بعد وہ ٹرین سے اتر جایا کرتی تھیں۔ نواز شریف کے موڈ کا اندازہ لگانا بہت آسان تھا۔ وہ اگر راولپنڈی میں ٹرین سے اترے وقت ہشاش بشاش ہوتے

تو سرکاری حکام اندازہ لگالیا کرتے تھے کہ میاں صاحب کا سفر خوشگوار گزرا ہے اور کئی دفعہ ایسا بھی ہوتا تھا کہ نواز شریف کے ''مہمان'' کسی وجہ سے ٹرین میں سوار نہ ہو پاتے تو پنڈی پہنچنے پر ہر شخص ان سے ڈر رہا ہوتا تھا۔ ایسے میں مری میں میاں صاحب کو ''خوش'' کرنے کیلئے ''خصوصی انتظامات'' کئے جاتے تھے۔ میاں نواز شریف سمجھتے تھے کہ وہ زمانے کی نظروں سے محفوظ ہیں۔ گو کہ نواز شریف کے مخالفین تک ان کی رنگین راتوں کے قصوں کا بہت کم علم تھا لیکن فوجی اور سول انٹیلی جنس ایجنسیوں کے وہ حکام جو نواز شریف کی حفاظت پر مامور تھے ان کی تمام باتوں سے باخبر تھے جن پر آج بھی مصلحتوں کا پردہ پڑا ہوا ہے۔ چند افراد کو نواز شریف کے حوالے سے زیادہ سے زیادہ اتنا ہی معلوم ہے انہوں نے بھی بھارتی اداکارہ دلشاد بیگم کے ساتھ زندگی کے پر لطف شب و روز گزارے تھے۔ لیکن معاملہ صرف یہاں تک ہی محدود نہیں بلکہ ان کہانیوں میں کئی اور خواتین کے نام بھی آتے ہیں۔

نواز شریف بطور وزیراعلیٰ پنجاب عورتوں کے ساتھ تعلقات رکھنے کے معاملے میں کافی غیر محتاط تھے۔ جب بھی فلم یا ٹی وی کی کسی اداکارہ یا مشہور ماڈل گرل کر ساتھ ان کی ملاقات ہوتی تو وہ اپنے ذاتی دوستوں کو افسانوی انداز میں خوشگوار لمحوں کی داستان سنایا کرتے تھے۔ نواز شریف کے ساتھ سب سے پہلے طاہرہ سید اور پھر عارفہ صدیقی کا قصہ مشہور ہوا اور پھر کئی خوبصورت چہرے ان کی زندگی میں آتے چلے گئے۔ اداکارہ ریما اگر نواز شریف کی حمایت میں بیان جاری کرتی ہیں تو اس کی کوئی وجہ تو ضرور ہوگی لیکن معاملہ اس وقت خراب ہوا جب ان اداکاراؤں اور ماڈل گرلز نے ''اخلاقیات'' کا لحاظ نہ کرتے ہوئے دونوں بھائیوں کو وقت دینا شروع کر دیا۔ اگر کوئی ایک مخصوص اداکارہ اس ہفتے بڑے میاں صاحب سے ملاقات کرتی تو دوسرے ہفتے وہ میاں شہباز شریف کے ساتھ ہوتی۔ میاں نواز شریف اور میاں شہباز شریف دونوں کو علم تھا کہ وہ انٹیلی جنس ایجنسیوں کی نظروں میں ہیں لیکن اس کے باوجود دونوں بے احتیاطی کرتے رہے۔ خصوصاً شہباز شریف رات کو خاموشی کے ساتھ پجارو نکال کر تنہا ہی نکل جایا کرتے تھے۔ کبھی ان کی منزل زیبا بختیار کا گھر ہوتا اور کبھی ڈیفنس کے کسی مخصوص گھر میں موجود ہوتے۔ نواز شریف اور شہباز شریف کے صاحبزادے بھی بدقسمتی سے ان خواتین تک

پہنچ گئے تھے جو کبھی دونوں بھائیوں کی محفلوں میں بزم آراء رہتی تھیں۔

حمزہ شہباز اپنے دوستوں کو اکثر بتایا کرتے تھے کہ اس نے آج کس کے ساتھ کتنا وقت گزارا؟ میاں نواز شریف کو بچپن سے ہی گانے کا شوق تھا اور وہ کالج کے زمانے میں جب مری جاتے تو وہاں سڑک کنارے بیٹھ کر گلوکار محمد رفیع اور طلعت محمود کے گائے ہوئے گیت گنگنایا کرتے۔ طاہرہ سید سے نواز شریف کی دوستی کی وجہ بھی یہی تھی کہ انہیں طاہرہ سید کی آواز بہت پسند تھی۔ نواز شریف اور طاہرہ سید کو ایک دفعہ ٹریفک پولیس کے ایک انسپکٹر نے رات کو ٹریفک سگنل کی خلاف ورزی کرتے ہوئے روک لیا تھا۔ یہ ٹریفک انسپکٹر طاہرہ سید کو نواز شریف کے ساتھ دیکھ کر پہلے تو حیران ہوا اور پھر انسپکٹر نے انہیں جانے دیا۔ اسی طرح ایک رات جب میاں شہباز شریف نے زیبا بختیار کو ان کے گھر سے پک کیا اور موٹروے کی جانب چل پڑے تو ان کی حفاظت کیلئے مامور ملٹری انٹیلی جنس کے میجر نے انہیں راستے میں روکا اور سمجھایا کہ سر! آپ دہشتگردوں کی ہٹ لسٹ پر ہیں اس لئے سکیورٹی کے بغیر سڑکوں پر گھومنے کا خطرہ مول نہ لیں۔

# سشما سوراج

معروف ٹی وی اینکر وصحافی حامد میر کے ٹوئٹر اکاؤنٹ سے ایک ایسی خبر منظر عام پر آئی جس نے سوشل میڈیا کے ساتھ ساتھ مختلف حلقے کے لوگوں میں ہلچل مچا دی۔ روزنامہ اوصاف اسلام آباد کے مطابق حامد میر کے ٹوئٹر اکاؤنٹ سے کہا گیا کہ بھارتی وزیر خارجہ سشما سوراج اور وزیر اعظم نواز شریف کے درمیان معاشقہ چل رہا ہے جسے انہوں نے چھپا کر رکھا ہے اور منظر عام پر نہیں آنے دیا۔ حامد میر کے اس ٹوئٹ کے بعد یہ خبر تھوڑے وقت میں ہی ہر طرف پھیل گئی جس نے لوگوں کو شش و پنج میں مبتلا کر دیا اور اس حوالے سے مختلف قسم کی چہ مگوئیاں ہونے لگیں، کچھ دیر بعد ہی حامد میر کے اکاؤنٹ سے ایک اور ٹوئٹ ہوا جس میں کہا گیا کہ وہ یہ بات مذاق میں نہیں کر رہے بلکہ ان کے پاس اس بات کے مکمل ثبوت ہیں جو وہ بہت جلد سب کے سامنے لے آئیں گے۔

# کم بارکر

نوازشریف مجھ سے دوستی کرنا چاہتے تھے، رابطے کیلئے انئی فون دینے کی کوشش کی، یہ وہ الفاظ تھے جو امریکی صحافی کم بارکر نے پاکستان کے ایک نجی ٹی وی کو انٹرویو دیتے ہوئے کہے۔ تجزیہ کار حامد میر نے امریکی صحافی کم بارکر کی جانب سے سابق وزیراعظم نوازشریف کی جانب سے "فلرٹ" اور بوائے فرینڈ بننے کی پیشکش بارے ان کے الزامات سے متعلق ان کے انٹرویو کا ایک کلپ چلایا جس میں کم بارکر نے نوازشریف سے ہونے والی ملاقات سے متعلق تفصیلات بتائیں۔ کلپ میں کم بارکر کا کہنا تھا کہ میری نوازشریف سے اس وقت پہلی ملاقات ہوئی جب وہ اپوزیشن میں تھے، وہ ایک مزاحیہ شخصیت کے حامل شخص ہیں اور ہم آپس میں مذاق کررہے تھے اور پھر میں دوسرے موضوعات پر ان کے خیالات پوچھنے لگی تاکہ مختلف عنوانات پر میں دوسروں کی مدد کرسکوں، پھر ایک وقت آیا کہ وہ مجھ سے سوال کرنے لگ گئے، ہم ایک کمرے میں اکیلے تھے، یہ کافی عجیب بات تھی کیونکہ عام طور پر ہمارے اردگرد اور بھی افراد ہوتے ہیں، انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ کیا میرا کوئی دوست ہے؟ یہ شاید اگست 2008 کی بات ہے میں نے جواب دیا کہ ہاں! میرے بہت سے دوست ہیں۔ کم بارکر کہتی ہیں کہ ملاقات کے دوران نوازشریف ان کے بوائے فرینڈ سے متعلق جاننا چاہتے تھے جس پر

میں نے انہیں بتایا کہ میری بوائے فرینڈ کے ساتھ علیحدگی ہو چکی ہے، نواز شریف نے اس ملاقات میں میرے لئے بوائے فرینڈ ڈھونڈ نے کی بات کی اور مجھ سے میری پسند کے متعلق پوچھا، کم بارکر کے مطابق نواز شریف میری "سیٹنگ" کروانا چاہتے تھے اور انہوں نے مجھ سے میرے بوائے فرینڈ کیلئے مقررہ معیار سے متعلق پوچھا جس پر میں نے انہیں کہا کہ میں دراز قد، سمارٹ اور حس مزاح رکھنے والے شخص کو پسند کروں گی۔ کم بارکر کہتی ہیں کہ نواز شریف کے ساتھ اس ملاقات کا ذکر جب میں نے اپنے پاکستانی دوستوں کے ساتھ کیا تو ان کے مطابق نواز شریف نے ان کیساتھ ایک "پنجاب انکل" کی طرح حرکات کی ہیں۔ کم بارکر بتاتی ہیں کہ کچھ عرصہ کے بعد ممبئی حملوں کے موقع پر مجھے خیال آیا کہ مجھے نواز شریف سے اس حوالے ملاقات کرنی چاہئے کیونکہ ممبئی حملہ آوروں میں سے بچ جانے والے اجمل قصاب کا تعلق ان کے صوبہ پنجاب سے تھا۔ نواز شریف کے ساتھ یہ میری آخری ملاقات تھی جس میں انہوں نے مجھے فون لے کر دینے کی پیشکش کی۔ کم بارکر بتاتی ہیں کہ ملاقات کے دوران میرے ساتھ میرا ٹرانسلیٹر بھی موجود تھا جسے نواز شریف نے کمرے سے باہر بھجوا دیا۔ امریکی خاتون صحافی کا کہنا تھا کہ فون لے کر دینے کی پیشکش مجھے نواز شریف کی جانب سے مذاق لگی اور دوسرا خیال یہ آیا کہ وہ مجھے فون اس لئے لے کر دینا چاہتے ہیں تاکہ پاکستان کی خفیہ ایجنسی آئی آیس آئی ان کے میرے ساتھ فون پر ہونے والی گفتگو نہ سن سکے۔ کم بارکر کہتی ہیں کہ ٹرانسلیٹر کے کمرے سے چلے جانے کے بعد نواز شریف نے انہیں کہا کہ میں اتنا دراز قد نہیں جتنا آپ کو پسند ہے، اتنا فٹ بھی نہیں ہوں، میں موٹا ہوں اور بوڑھا بھی لیکن میں پھر بھی آپ کا دوست بن کر رہنا چاہتا ہوں۔

## سیکس سکینڈل کے سہارے

چور بھی کہے چور چور یہ فقرہ بچپن سے پڑھتے آئے ہیں، لیکن اس کی سمجھ نہیں آتی تھی۔ حکمرانوں کی وارداتیں دیکھ کر معلوم ہوا کہ چور بھی کہے چور چور کا کیا مطلب ہوتا ہے۔ میاں نواز شریف کے معاشقوں کی ایک طویل فہرست ہے لیکن وہ خود سیکس سکینڈلز کا سہارا لیتے رہے ہیں۔۔حتیٰ کہ علمائے کرام کو بھی نہ بخشا۔1991 کی بات ہے نواز شریف کی حکومت کے دوران جمیعت علما اسلام (س) کے سربراہ مولانا سمیع الحق کے خلاف ایک ایسی ہی مہم چل چلائی گئی۔مولانا سمیع الحق صاحب نے14 نومبر1991 کو سینیٹر شپ سے استعفیٰ دے دیا تھا، جو اسی سکینڈل کا نتیجہ تھا۔اس وقت کے سیاسی حالات کا جائزہ لیا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ نواز شریف نے اسلامی جمہوری اتحاد کے ذریعے مذہبی جماعتوں کے ساتھ شریعت کے نفاذ کا وعدہ کیا تھا۔حکومت میں آنے کے بعد میاں صاحب نہ صرف اس وعدے سے انحراف کر گئے بلکہ اسلامی قوانین میں ردو بدل کی کوششیں بھی شروع کر دیں تو مولانا سمیع الحق جو اس وقت سینیٹر تھے، میاں صاحب کے ان اقدامات کی راستے میں رکاوٹ بن گئے، اور ایسی رکاوٹ ثابت ہوئے کہ نواز حکومت کو کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اب کیا کیا جائے۔ایسے موقع پر سب سے مؤثر اور مہلک ہتھیار "سیکس اسکینڈل'' کا استعمال کیا گیا اور اچانک ایک کردار سامنے آیا۔میڈم طاہرہ،35 سالہ عورت جو اسلام آباد میں مبینہ طور پر جسم فروشی کا اڈہ چلاتی تھی۔وہ شراب اور اسلحہ کے ساتھ گرفتار ہوئی اور اچانک اس کے اعترافی بیان کی آڈیو لیک کر دی گئی، جس میں اس سے باقاعدہ طور پر ان علماء اور مذہبی شخصیات کو ہدف بنوایا گیا تھا جو میاں صاحب کو شریعت کے نفاذ کا وعدہ یاد دلا رہے تھے، اور اسلامی قوانین میں ردوبدل سے روک رہے تھے۔میڈم طاہرہ کے ذریعے ان قانونی شخصیات کو بھی باقاعدہ طور پر ہدف بنوایا گیا جنھوں نے1989ء میں برطانوی مصنف سلمان رشدی ملعون کے خلاف مظاہروں کی قیادت کی تھی۔ان الزامات

کے بعد مولانا سمیع الحق صاحب نیکہا کہ وہ ملک میں شریعت کے نفاذ کے لیے اسلامی جماعتوں کی قیادت کرر ہے ہیں اور ان کے لیے ایسی صورتحال پیدا کر دی گئی ہے کہ وہ بطور سینیٹر کام نہیں کر سکتے۔ اس کے ساتھ ہی انھوں نے استعفیٰ دے دیا۔اس کے علاوہ 90 کی دہائی میں نواز شریف اینڈ کمپنی نے ماؤں جیسی نصرت بھٹو کو بھی نہیں بخشا تھا۔ ذوالفقار بھٹو کی اہلیہ اور بیٹی بےنظیر بھٹو کے سیکس سکینڈل ہیلی کاپٹروں سے گرائے گئے تھے۔اس کام کے سربراہ حسین حقانی تھے۔جنہیں نواز شریف نے کروڑں کا" ٹھیکہ "دیا تھا۔وہ دنیا بھر میں بے نظیر کے سکینڈل تلاش کرنے کیلئے گھومتے رہے، بے نظیر کے تمام کلاس فیلوز سے ملاقاتیں کیں۔ اور پمفلٹ تیار کئے۔حتیٰ کہ کتاب بھی تحریر کرر ہے تھے لیکن اس دوران ان کا اپنا معاشقہ ناہید خان کی بہن سے چل نکلا اور کتاب شائع نہ ہو سکی۔ ایک اور واقعہ ہے عمران خان کا۔ جب کپتان کے خلاف پہلی بار سیتا وائٹ سکینڈل منظر عام پر آیا۔ ذرائع کے مطابق یہ سکینڈل پرویز رشید، مشاہد حیسن سید اور دیگر افراد نے مری میں بیٹھ کر" ٹیبل سٹوری" تیار کی تھی اور پھر اسے میڈیا کی زینت بنایا گیا۔2013 میں تحریک انصاف عروج پر آئی۔ اور عمران خان ایک بڑے لیڈر کے طور پر سامنے آگئے اور پھر ن لیگ نے اپنا پرانا حربہ استعمال کرنا شروع کر دیا۔آئے روز عمران خان کے سکینڈل منظر عام پر آتے ہیں جس کے پیچھے ن لیگ کا ہاتھ ہوتا ہے۔عمران خان پر آخری وار انکی سابق اہلیہ ریحام خان کیزریعے کیا گیا ہے۔ جنہوں نے عمران خان اور انکے ساتھیوں کے خلاف کتاب تحریر کی ہے۔ پی ٹی آئی کا الزام ہے شہباز شریف نے ریحام خان کو دو کروڑ روپے فراہم کئے ہیں۔شہباز شریف نے پیسے فراہم کرنے کی تردید کی ہے لیکن یہ اقرار کیا ہے ایک بار ریحام سے ملاقات ہوئی تھی۔ مریم نواز نے بھی کئی بار ریحام سے ملاقات کی ہے اور اس کے علاوہ حنیف عباسی بھی ملتے رہے اور ریحام کو بہن کہہ کر مخاطب ہوتے تھے۔

## معیار دیکھو۔۔

بینظیر بھٹو اپوزیشن لیڈر تھیں۔1992 کے آخر میں جب بینظیر بھٹو نے نواز شریف کی حکومت کے خلاف لانگ مارچ کیا اور حکومت کے خاتمے کیلئے تحریک چلائی تو اسی تحریک کے سلسلے میں ایک جلسہ چنیوٹ میں بھی ہوا اور اس جلسے میں رانا ثناء اللہ جو اس وقت پیپلز پارٹی میں تھا، نے خطاب کرتے ہوئے مشہورِ زمانہ ''ڈبل شفٹ'' کا ذکر کیا تھا اور اس وجہ سے بینظیر بھٹو نے رانا باندری کی پارٹی رکنیت معطل کر دی تھی۔وقت بدلا اور 18 جولائی 1993 کو نواز شریف حکومت ختم ہوگئی۔اب بینظیر بھٹو برسر اقتدار تھیں اور نواز شریف اپوزیشن لیڈر ایک دن بے نظیر بھٹو پیلے رنگ کا لباس زیب تن کر کے قومی اسمبلی میں داخل ہوئی تو اس وقت کے نواز شریف کے دست راست شیخ رشید نے ٹھٹھہ لگاتے ہوئے کسی گلی کی نکڑ پہ کھڑے تماش بین کی طرح نعرہ لگایا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پیلی ٹیکسی آ گئی یہ سب دیکھ کر نواز شریف بہت خوش ہوا اور شیخ رشید کو اس قدر گری ہوئی بات کرنے پر شاباشی دیتا رہا۔

## یہ بھی ضروری تھا۔۔۔۔

جہاں نواز شریف کے معاشقوں کا ذکر کیا ہے وہاں یہ بھی ضروری ہے ان کے دیگر وارداتوں کو بھی ریکارڈ کا حصہ بنایا جائے تا کہ آنے والی نسلوں کو معلوم ہو سکے ملک کے تین بار وزیراعظم بننے والے نواز شریف نے ملک وقوم کیلئے کیا خدمات سرانجام دی تھیں۔

☆ عوامی مقبولیت کی بجائے جنرل ضیاء ڈکٹیٹر سے آغاز
☆ الیکشن میں خفیہ ایجنسی سے پیسے لینا
☆ چھانگا مانگا کی سیاست کا آغاز
☆ کرپشن کی وجہ سے نااہلی پر سپریم کورٹ کی عمارت پر حملہ
☆ مرحوم جج سپریم کورٹ جسٹس سجاد علی شاہ کے بقول نواز شریف نے ان کو پیسے سے خریدنے کی ناکام کوشش کی
☆ آرمی چیف جنرل جہانگیر کرامت کی جبری ریٹائرمنٹ
☆ منی لانڈرنگ کے پیسے سے 1992 میں لندن فلیٹس کی خفیہ خریداری
☆ صدر غلام اسحاق سے پنگا
☆ صدر غلام اسحاق کا نواز شریف کو نااہل کرنا
☆ صدر غلام اسحاق نے کہا تھا کبھی نواز شریف پہ اعتبار نہ کرنا یہ اقتدار کی خاطر صوبوں کو لڑا دے گا۔
☆ نوابزادہ نصر اللہ خان نے کہا تھا نواز شریف جب مشکل میں ہوتا ہے تو پاؤں پکڑتا ہے اور جب اقتدار میں ہوتا ہے تو گریبان پکڑتا ہے۔
☆ بینظیر اور اس کی والدہ نصرت بھٹو کی شرمناک کردار کشی کی
☆ شرمناک جھوٹی ممظ اور ہیلی کاپٹر سے ان کی جعلی برہنہ تصاویر شہریوں پہ پھینکوانا

- ☆ جنرل ضیاء کے تلوے چاٹے اور بھٹو جیسے بین الاقوامی مقبول لیڈر کی پھانسی میں گھٹیا کردار۔
- ☆ کارگل جنگ کے دوران امریکی حکم پر اپنی فوج کی مخالفت کر کے فوج کو بھاری جانی نقصان پہنچانا
- ☆ جنرل پرویز مشرف کی جبری نااہلی کی گھٹیا سازش
- ☆ پرویز مشرف کا نواز شریف کو قید کر لینا
- ☆ نواز شریف کا بزدلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے جدہ جانے کا معاہدہ کرنا مگر معاہدہ سے انکار کرنا۔
- ☆ سعودی وزیر خارجہ کا معاہدے کی تصدیق کرنا

بینظیر سے مل کر پرویز مشرف سے

- ☆ معاہدہ کر کے ملک واپس آنا

دھاندلی کر کے دوبارہ وزیر اعظم بننا

- ☆ امریکی صحافی عورت سے دوستی کی خواہش کا اظہار اور اس صحافی کا نواز شریف کی اس حرکت کا پوری دنیا کے سامنے لانا نواز شریف نے آج تک اس حرکت کی تردید نہیں کی
- ☆ پنجاب پولیس میں ناجائز بھرتیاں کر کے پولیس کو سیاسی بنا دینا
- ☆ ججوں کو خرید لینا
- ☆ کرپشن کرنا اور کرپٹ لوگوں کو اوپر لے کے آنا
- ☆ اداروں سے ایماندار لوگوں کو زبردستی نکالنا اور اپنی مرضی کے لوگ لگانا
- ☆ پی آئی اے، سٹیل مل، ریلوے پہ نااہل لوگ بٹھا کے ان اداروں کو تباہ کرنا

ایف آئی اے، نیب کو تباہ کرنا

- ☆ اسحٰق ڈار کا نواز شریف کے لیے منی لانڈرنگ کا اعتراف
- ☆ ووٹوں کی خاطر اپنی جماعت میں ہر علاقے کے مافیاز کو شامل کرنا

☆ کرپٹ عناصر کو سیاسی مفادات کے لیے استعمال کرنا
☆ ادارے تباہ کرنا رشوت اور کرپشن کا کلچر عام کرنا
☆ ماڈل ٹاؤن میں میڈیا کے سامنے 14 افراد کو پولیس کے ذریعے قتل کروانا اور کسی کو سزا نہ ملنا بلکہ قتل میں ملوث لوگوں کو بیرون ملک بھجوا دینا
☆ الیکشن دھاندلی پہ کمیشن سے انکار اور پی ٹی آئی کو دھرنے پہ مجبور کرنا
☆ ہزاروں مسلمانوں کے قاتل مودی سے ذاتی تعلقات کی بنا پر اس کو اپنے گھر بلا کر کروڑوں پاکستانیوں کے جذبات سے کھیلنا
☆ انڈیا میں جا کر اپنی فوج کے خلاف یہ کہہ کر ہرزہ رسائی کرنا کہ پاکستانی فوج نے آپ کی پیٹھ میں چھرا گھونپا تھا
☆ انڈیا میں جا کر دوقومی نظریہ کی یہ کہہ کر تردید کرنا کہ مسلمانوں اور ہندوؤں کلچر ایک ہی ہے۔
☆ پانامہ میں نواز شریف کی اربوں روپے کی کمپنیوں کا انکشاف ہونا
☆ قطر سے ذاتی سطح پہ کھربوں روپے کی ایل پی جی کی مہنگی ڈیل کرنا
☆ ملک کو وزیر خارجہ کے بغیر چلانا
☆ اپنی بیٹی کو بغیر کسی سرکاری عہدے کے اربوں روپے کے یوتھ قرضہ سکیم کی ہیڈ بنا دینا
☆ پانامہ لیکس آنے سے پہلے حسین نواز کا پری پلانڈ انٹرویو کروانا
☆ پانامہ لیکس میں نام آنے کی وجہ سے پوری دنیا میں ملکی بدنامی کا باعث بننا
☆ پانامہ سے بچنے کے لیے شہر شہر ائیر پورٹوں یونیورسٹیوں ہسپتالوں اور بڑے بڑے پراجیکٹ کے اندھا دھند اعلانات کرنا مگر کوئی ایک وعدہ بھی پورا نہ کرنا
☆ خود پانامہ کا سامنا کرنے کی بجا? پوری حکومت کو آگے کر دینا
☆ اسمبلی میں اور قوم کے سامنے جھوٹ بولنا
☆ اپنے وزیروں سے سپریم کورٹ کو دھمکیاں دلوانا

- ☆ مریم کو مریم صفدر سے مریم نواز بنا کر وزیراعظم ہاؤس میں رکھنا
- ☆ مریم نواز کا وزیراعظم ہاؤس میں میڈیا سیل چلانا
- ☆ مریم نواز کا ملکی فوج کے خلاف سازش کر کے فوج کو دنیا میں بدنام کرنے کی مذموم کوشش کرنا
- ☆ ملک کا نام گرے لسٹ میں شامل کروانا۔

# چھوٹے میاں !! سبحان اللہ

شادی دنیا کا ایک دلچسپ ترین موضوع ہے۔ کہا جاتا ہے شادی کرنے والا اور نہ کرنے والا دونوں پچھتاتے ہیں۔ یہ بھی کہا جاتا ہے پہلی شادی کرنے والا عقل مند اور دوسری شادی کرنے والا بے وقوف ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود دنیا کا ہر مرد یہ بے وقوفی کرنا چاہتا ہے۔ کسی نے ایک بزرگ سے پوچھا ''جناب زندگی کے کس حصے تک مرد میں دوسری شادی کی خواہش برقرار رہتی ہے''بزرگ نے اپنی لمبی اور سفید داڑھی پر ہاتھ پھیر کر جواب دیا ''میرا خیال ہے مرد کے سوئم تک اس کے اندر یہ خواہش موجود رہتی ہے'' دنیا میں شادیوں کے بڑے بڑے دلچسپ ریکارڈ بھی موجود ہیں مثلاً انڈیا کی سٹیٹ کیرالہ کے فلپس تھامس اور سوساما تھامس کی شادی کو دنیا کی طویل مدت تک قائم رہنے والی شادی کا اعزاز حاصل ہے۔ یہ دونوں اٹھاسی سال اور چار ماہ تک میاں بیوی رہے۔ کیلیفورنیا کے گلےنن وولف نے انتیس شادیاں کر کے امریکا میں ریکارڈ قائم کیا' اس نے ایک ایسی شادی بھی کی جو صرف انیس دن قائم رہی جبکہ اس کی ایک بیوی نے گیارہ سال تک اس کا ساتھ دیا۔ اک ٹاویو گیولن اور ایڈریانا نے بیاسی سال تک اپنی منگنی برقرار رکھ کر دنیا کو حیران کر دیا۔ لینڈا ٹیلر نے اوپر نیچے تیئس شادیاں کر کے دنیا میں سب سے زیادہ شادیاں کرنے والی خاتون کا اعزاز حاصل کیا۔ اس کی ایک شادی صرف چھتیس گھنٹے

قائم رہی۔2006ء میں ایک سو پانچ سال کے سوڈر مارٹو نے بائیس سال کی ایلی ریمٹ کے ساتھ شادی کر کے ایک ریکارڈ قائم کیا۔اسی طرح فرانس کے چھیانوے سال کے فرانکوس فرینڈیز نے چورانوے سال کی میڈلین کے ساتھ شادی کر کے ریکارڈ قائم کیا۔ایک امریکی جوڑے لورن بلیئر اور ڈیوڈ نے ایک دوسرے کے ساتھ تراسی مرتبہ شادی کر کے ریکارڈ قائم کیا۔اسی طرح چھ سو پچیس کلوگرام کے جان براور نے پچاس کلو کی جین تی کے ساتھ شادی کر کے ریکارڈ قائم کیا۔ دنیا میں سب سے مہنگی شادی لکمشی متل کی بیٹی ونیشا متل کی شادی تھی۔اس شادی پر پچپن ملین ڈالرز خرچ ہوئے ۔ دنیا میں سب سے زیادہ بچے پیدا کرنے والے جوڑے کا تعلق روس سے تھا۔فیڈور کی بیوی ویلین ٹینا نے چالیس سال میں انہتر بچے پیدا کئے ۔اس نے سولہ مرتبہ دو،دو بچے۔سات مرتبہ تین' تین بچے اور چار مرتبہ چار' چار بچے پیدا کئے ۔اسی طرح دنیا کا لمبا ترین جوڑا ہالینڈ میں رہتا ہے۔مردولکو کا قد سات فٹ جبکہ بیوی ساڑھے چھ فٹ لمبی ہے اور یہ دونوں ڈانسر ہیں۔دنیا کے چھوٹا ترین قد میں چھوٹا ترین جوڑا برازیل سے تعلق رکھتا ہے۔مرد ڈگلس سلوا کا قد تین فٹ جبکہ خاتون لنڈیا روچا دو فٹ اور گیارہ انچ لمبی ہے۔یہ آج کے ریکارڈ ہیں۔ہم اگر ماضی میں چلے جائیں تو اکبر اعظم کے وزیر مان سنگھ جس کے نام پر ہمارا مانسہرہ شہر آباد ہوا تھا' اس کی پندرہ سو بیویاں اور چار ہزار بچے تھے اور اس نے ان کا ریکارڈ رکھنے کیلئے باقاعدہ دفتر بنا رکھا تھا۔رواں سال نائیجیریا کے رہائشی محمد بیلو ابوبکر نے اپنی عمر سے زیادہ شادیاں کر کے ریکارڈ قائم کر دیا۔یہ سن کر سب کو حیرت ہوگی کہ محمد ابوبکر کی عمر بانوے سال ہے۔اور اس نے ایک سو سات شادیاں کر کے اگلے پچھلے ریکارڈ توڑ ڈالے۔

اسکی ساری بیویاں ایک چھت کے نیچے ہنسی خوشی زندگی گزار رہی ہیں۔نہ صرف بیویاں بلکہ ان سے دوگنی تعداد کے بچے بھی ایک ہی چھت کے نیچے رہتے ہیں۔محمد ابوبکر صاحب مزید شادیوں کے ابھی بھی خواہش مند اور رشتے کی تلاش میں ہیں۔اس کی کچھ بیویاں ایسی بھی ہیں جن کی عمر اپنے شوہر کی پہلی بیویوں کے بچوں سے بھی بہت کم ہے۔ابوبکر پچھلے کئی برسوں سے میڈیا کی نظروں میں ہیں۔لوگوں نے بہت سی افواہیں پھیلائیں کہ عمر رسیدہ ابوبکر اب اس

دنیا میں نہیں رہا مگر ایک بار پھر ابو بکر نے میڈیا کو بتایا کہ یہ افواہیں وہ لوگ پھیلاتے ہیں جو میری شہرت سے جلتے ہیں۔انہوں نے بتایا کہ وہ تندرست ہیں اور مزید شادیوں کے خواہش مند ہیں۔ ان کی نظر میں ابھی بھی بہت رشتے ہیں اور جلد ہی وہ شادی بھی کرنے والے ہیں۔ابو بکر کا کہنا ہے۔ یہ سب میں خدا کے حکم سے کر رہا ہوں اور آخری دم تک کرتا رہوں گا۔ 2008 میں نائیجیریا کی عدالت نے چھیاسی میں سے بیاسی بیویوں کو طلاق دینے کا حکم دیا تھا مگر انہوں نے صاف انکار کر دیا تھا۔

راز کہاں تک راز رہے گا منظرِ عام پہ آئے گا

جی کا داغ اجاگر ہو کر سورج کو شرمائے گا

جس طرح شہباز شریف انڈر پاس اور پل دھڑ ادھڑ بنانے کا شوق رکھتے ہیں اسی طرح وہ شادیاں کرنے کا بھی شوق دھڑا دھڑ رکھتے ہیں۔لیکن ان کے بنائے ہوئے پل اور انڈر پاس انکی شادیوں سے زیادہ دیرپا ثابت ہوئے ہیں۔انکی کچھ ''شادیوں'' کے پل تو دو تین ماہ میں ہی زمین بوس ہو گئے۔

شہباز شریف انتظامی حوالے سے نہایت سخت رویہ رکھتے ہیں۔وہ پنجاب کے ایسے وزیر اعلیٰ تھے جن کے ماتحت، ان کے غیر ملکی دوروں پر جانے کی دعائیں مانگا کرتے تھے۔ کیونکہ جن دنوں وہ ملک ہوتے ایسے ہی کہیں نا کہیں چھاپے مارتے رہتے اور افسروں کو معطل کرتے رہتے۔دن رات کام کرنے والا یہ''مرد آہن'' جب تھک کر چور ہو جاتا تو اس کا پگلا دل ریشمی زلفوں کی چھاؤں میں کسی گداز بدن کے لمس کو ترسنا شروع کر دیتا اور پھر''شہباز کی پرواز''کسی نہ کسی پری پیکر کے''نشیمن''پر آرکتی اور پھر یہ بلند پرواز کبھی ساز و آواز یا پھر کسی طلسمی حسن کا قیدی بن کر رہ جاتا۔

چھوٹے میاں کی کئی شادیاں اور دیگر جنسی سکینڈل منظر عام پر آچکے ہیں۔جن کا جاننا پاکستان کے ہر شہری کے لئے ضروری ہے کیونکہ بڑے میاں کی نااہلی کے بعد چھوٹے میاں ہی پارٹی کے سربراہ ہیں اور وزارت عظمیٰ کے امیدوار ہیں۔عوام کو معلوم ہونا چاہیے جس شخص کو وہ ملک کا سربراہ بنانے کے خواہشمند ہیں ان کی حقیقت کیا ہے۔

## بیگم نصرت

1۔شہباز شریف کی پہلی شادی ان کے والد میاں شریف کی مرضی سے1973 میں انکی کزن بیگم نصرت سے ہوئی جس وقت ان کی عمر22 سال تھی جوحمزہ شہباز اور سلمان کی والدہ ہیں اورانکی تین بیٹیاں بھی ہیں۔بیگم نصرت شہباز،نصرت بھٹو کی طرح بڑی دبنگ خاتون ہیں، گھر پران کامکمل کنٹرول ہے،اسی لئے تو شہباز شریف کبھی اپنی دوسری بیوی کو گھر میں نہیں لاسکے،خفیہ خفیہ کام ڈالتے ہیں۔حتیٰ کہ شہباز شریف بیگم نصرت سے ڈرتے بھی ہیں۔جس کی ایک مثال ذرائع نے یوں بتائی ہے کہ ایک بارشہباز پرخفیہ شادیوں کے الزام پر دونوں میں لڑائی ہوگئی تو بیگم نصرت نے پسٹل سے فائر بھی کردیا تھااور جس کی گولی شہباز شریف کی ٹانگ پر لگی تھی۔

## عالیہ ہنی

2۔میاں صاحب نے دوسری شادی عالیہ ہنی سے1993 میں کی اس وقت شہباز شریف کی عمر42 سال تھی۔میاں صاحب کی بیویوں کے ہاتھوں ڈسے ایک پولیس آفیسر ذاتی دوستوں میں یہ قصہ بیان کرتے ہیں کہ۔۔۔

میں ڈیفنس میں تھا جب مجھے ڈی آئی جی کا فون آیا کہ فلاں نمبر کوٹھی پہنچ جاؤ وہاں ڈکیتی کی واردات ہوئی ہے۔میں وہاں چلا گیا علاقے کا ایس ایچ او پہلے ہی موجود تھا،اندر

گیا تو دیکھا ایک خوبصورت خاتون موجود تھی جس کا نام عالیہ تھا۔ میں نے ان سے واردات سے متعلق پوچھا، وقوعہ دیکھا اور واپس دفتر آ گیا تھوڑی دیر کے بعد ڈی آئی جی کا فون آ گیا کہ برآمدگی ہوئی ؟ میں نے حیرانگی سے کہا سر برآمدگی کیسی ؟ ابھی تو صرف وقوعہ دیکھا ہے۔ انہوں نے مجھے سخت سست کہا۔ میں نے اپنے ذرائع سے معلوم کیا تو پتا چلا کہ محترمہ میاں شہباز شریف کی دوسری بیوی ہیں۔ مجھے اندازہ ہو گیا کہ بے موت مارا گیا اور پھر وہی ہوا میرا تبادلہ ڈیرہ غازی خان کر دیا گیا۔

بعض حلقے شہباز شریف پر یہ الزام بھی لگاتے ہیں کہ کیولری گراؤنڈ میں خطیر رقم سے تعمیر کئے جانے والے پل اور سڑک کی تعمیر دوسری بیگم عالیہ ہنی کی خواہش پر ہوئی۔ لیکن ہم اس کو صرف الزام ہی تصور کرتے ہیں کیونکہ اگر عوام الناس کو اس سے فائدہ پہنچا ہے تو بیگم صاحبہ کی یہ خواہش عوام کیلئے رحمت بنی ہے نہ کہ زحمت۔ عالیہ ہی کہ قریبی ذرائع کے مطابق عالیہ شہباز شریف کی قانونی بیوی تھی اور ان کا نکاح نامہ بھی موجود تھا۔ یہ خفیہ نکاح لندن میں ہوا اور عالیہ ہی کی خواہش پر تقریبا تین سال بعد ایک بیٹی پیدا ہوئی جس کا نام خدیجہ شہباز ہے اور عالیہ اس وقت لاہور ڈیفنس کے ڈبلیو بلاک میں رہائش پزیر ہو گئی تھیں اور یہ گھر اسے شہباز شریف نے لیکر دیا تھا۔ 12 اکتوبر کو جب پرویز مشرف نے ٹیک اوور کیا اور شریف برادارن کو گرفتار کر لیا اور بعد میں جب شریف خاندان معافی مانگ کر این آر او کر کے سعودی عرب جلاوطنی اختیار کی تو خاندان کے دباؤ کی وجہ سے شہباز شریف نے عالیہ کو فون پر طلاق دے دی اور جب سات، آٹھ سال بعد حالات کچھ ان کے حق میں ہوئے تو وطن واپس تشریف لائے اور عالیہ ہنی کو ایک پلازہ بنا کر دیا جس کا نام ''ہنی پلازہ'' ہے۔ بہر حال دنیا کی نظر میں یہ محبت کا بندھن ٹوٹ تو گیا لیکن دلوں کے رشتے کب ختم ہوتے ہیں۔ آخر عالیہ ہنی اور شہباز شریف کی محبت کی نشانی ''خدیجہ'' بھی تو ہے، ظاہر ہے شہباز اپنی بیٹی سے ملتے تو ہوں گے، ان کی کفالت بھی کرتے ہونگے۔

## تہمینہ دُرانی

3۔شہباز شریف نے ایک شادی تہمینہ درانی سے کی۔ جو اج بھی ان کے نکاح میں ہے۔ الیکشن کمیشن کو کاغذات نامزدگی جمع کراتے وقت سابق وزیر اعلیٰ پنجاب نے جن دو بیویوں کے نام ظاہر کئے ہیں ان میں بیگم نصرت شہباز کے علاوہ تہمینہ درانی کا نام بھی شامل ہے۔تہمینہ درانی پاکستان کے سابق گورنر اسٹیٹ بینک اور پاکستان انٹرنیشنل ایئر لائنز کے مینجنگ ڈائریکٹر شاکر اللہ درانی کی بیٹی ہے۔تہمینہ درانی پہلی بار ستر کی دہائی میں خبروں میں آئیں جب وہ غلام مصطفیٰ کھر سے شادی کر کے ان کی آٹھویں بیوی بنی تھیں۔شہباز شریف اور تہمینہ دونوں کی اپنی زندگی کی تیسری شادی ہے۔تہمینہ درانی نے ''مائی فیوڈل لارڈ'' نامی کتاب لکھ کر ''شیرِ پنجاب'' کے ساتھ اپنی ازدواجی زندگی کے کئی راز فاش کیے تھے۔بعد میں انہوں نے کچھ اور کتابیں بھی لکھیں۔ان کی کتاب'' مائی فیوڈل لارڈ'' دنیا کی بیس سے زیادہ زبانوں میں ترجمہ ہو کر شائع کی گئی۔پہلی بار اسحاق ڈار نے ایک نیوز کانفرنس میں شہباز شریف کی تہمینہ درانی سے شادی کی تصدیق کی تھی اور بتایا تھا کہ یہ شادی مئی2003 کو امریکہ میں ہوئی تھی۔ کچھ دن قبل شہباز شریف کی تہمینہ درانی سے دبئی میں شادی ہونے کی خبر شائع ہوئی تھی جسے انہوں نے غلط قرار دیا۔اسحاق ڈار نے بتایا تھا شہباز شریف نے اپنے بڑے بھائی میاں نواز شریف سے بھی شادی شرم کے مارے چھپائے رکھی اور پارٹی کے کئی مرکزی رہنماؤں کو بھی پتہ نہیں تھا لیکن ان کے مطابق جب اخبارات کے ذریعے نواز شریف کو اس کا علم ہوا تو شہباز شریف نے بھی اپنے

بڑے بھائی کے سامنے اقرار کرلیا۔

تہمینہ درانی شہباز شریف کی خفیہ شادیوں میں ''بچ'' جانے والی اکلوتی بیوی ہیں۔اوران کا کرداراس وقت شریف خاندان میں کافی اثر رکھتا ہے۔کافی حدتک شہباز شریف کا خاندان اسے تسلیم کر چکا ہے اوراس کی خاندان میں کافی مداخلت بھی چل رہی ہے۔ پاناما لیکس میں شریف خاندان کا نام آنے پرتہمینہ کافی سرگرم دکھائی دی ہیں،ان کے بہت سے ٹویٹ سوشل میڈیااورالیکٹرونک میڈیاپر بریکنگ نیوز کےطور پر لئے گئے تھے۔

## جب تہمینہ درانی کی وجہ سے
## شریف خاندان میں دراڑ پڑی

### تہمینہ درانی اور بیگم کلثوم نواز میں تلخی

وزیراعظم محمدنواز شریف اورانکے بیٹوں کا نام پانامہ کیس میں آیا تو میاں شہباز شریف کی شریک حیات تہمینہ دورانی نے حمزہ شہباز کودوٹوک الفاظ میں کہا تھا کہ وراثتی جائیداد کا نام دیکر آپ کے تایا وزیراعظم نے دولت کے انبار جمع کیے ہیں اور مصیبت پورے خاندان پرآ گئی۔تہمینہ دورانی نے کہا کہ میں شریف خاندان کی بہوہونے سے پہلے ایک ادیب اورمصنفہ ہوں،تاریخ پرسمجھوتہ نہ کیا ہےاورنہ کروں گی۔تہمینہ دورانی کی بات پرحمزہ شہباز نے وعدہ کیا کہ

وہ ناجائز طور پر میاں نواز شریف کا دفاع نہیں کریں گے، ذرائع نے بتایا تہمینہ درانی اور بیگم کلثوم نواز کے درمیان تلخ جملوں کا استعمال بھی ہوا تاہم شہباز شریف کی بروقت مداخلت پر دونوں دیورانیوں کے درمیان بات زیادہ آگے نہ بڑھ سکی۔ جے آئی ٹی میں پیشی کے موقع پر میاں شہباز شریف کی پیشی اور وفاقی وزیر داخلہ چوہدری نثار علی خان کی گہری قربت پر وزیر اعظم ہاؤس میں گہری تشویش پائی گئی تھی۔ وزیر اعلیٰ شہباز شریف کا پنجاب ہاؤس جانا اور پھر اپنے بیٹے اور چوہدری نثار علی خان کے ہمراہ جے آئی ٹی کی جانب روانہ ہونا بھی سوالیہ نشان تھا۔ شہباز شریف کی پیشی کے بعد پنجاب کے وزیر قانون رانا ثناء اللہ سمیت دیگر کی جے آئی ٹی پر تنقید قدرے کم ہوگئی تھی، ذرائع کا کہنا ہے کہ میاں شہباز شریف نے جے آئی ٹی میں پیش ہوکر سب کچھ سچ بتا آئے اور وراثت کی تقسیم اور میاں شریف کی جانب سے حسین نواز کو تحفے پر اربوں کی جائیداد دینے پر وزیر اعلیٰ نے جے آئی ٹی کے سامنے حقائق سے پردہ چاک کر دیا تھا۔ رائیونڈ ذرائع کا کہنا ہے کہ نواز شریف کے کیمپ میں تہمینہ درانی کا زیادہ خوف پایا جاتا ہے کیونکہ انہوں نے بے باکی کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا تھا کہ وہ نہ صرف ادیب ہیں بلکہ عالمی شہرت یافتہ ایک مصنفہ بھی ہیں، حقائق تلخ ہوتے ہیں مگر تاریخ کا حصہ ضرور بنیں گے۔

## تہمینہ درانی یرغمال

ایک نجی چینل نے 18 نومبر 2017 کو دعویٰ کیا کہ شہباز شریف کی اہلیہ تہمینہ درانی کو یرغمال بنالیا گیا ہے، اس حوالے سے تہمینہ درانی کے مبینہ سیکرٹری زبیر محمود کا سوشل میڈیا پر جاری کیا گیا ایک پیغام بھی منظر عام پر آیا۔ زبیر محمود نے سیکورٹی اداروں سے تحفظ مانگا ہے۔ جبکہ جلد کئی اہم انکشافات کرنے کا بھی اعلان کیا۔

## جب تہمینہ کا سابق سیکرٹری بول اٹھا

زبیر محمود نے ایک نجی کو بتایا چوہدری نثار، شہباز شریف کی ہدایات پر، نواز شریف کی طے شدہ مخالفت کر رہے ہیں، تہمینہ درانی کے گھر پر شہباز شریف اور چوہدری نثار کی دو درجن سے زائد ملاقاتیں ہوئی ہیں، شہباز شریف نہیں چاہتے کہ مریم نواز لیڈر رہے۔

تہمینہ درانی کے سابق سیکریٹری زبیر محمود کے مطابق میڈم کے ٹیکسٹ میسجز اور فون کال ریکارڈ ان کے پاس محفوظ ہے، میڈم کہتی تھیں کہ اسے محفوظ رکھو۔اس سارے منظر نامے کا معروضی تجزیہ کیا جائے تو اسٹبشلمنٹ خود جنرل ضیا کی دہائی کی سیاست کو دفن کرنے جارہی ہے، الطاف حسین ہوں یا نواز شریف۔۔بدقسمتی سے سب اسی دور کی پیداوار تھے اور صرف یہ دونوں نہیں بلکہ اس دور کی مذہبی انتہا پسندی اور اس کی کوکھ سے پیدا ہونے والی جہادی وفرقہ وارانہ تنظیمیں بھی ماضی کا حصہ بنتی جارہی ہیں۔

## تہمینہ کا ردعمل

سابق سیکریٹری کے انکشافات کا ردعمل دیتے ہوئے شہباز شریف کی اہلیہ تہمینہ درانی نے کہا ہے کہ سب کچھ پلانٹڈ ہورہا ہے، مجھے کوئی بلیک نہیں کرسکتا۔

شہباز شریف کی اہلیہ تہمینہ درانی نے نجی چینل سے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ زبیر محمود کا تعلق غریب گھرانے سے تھا، زبیر محمود کے والدین کو عمرہ کرایا، زبیر محمود کو کبھی ملازم نہیں سمجھا۔تہمینہ درانی کا کہنا تھا کہ زبیر محمود کی کبھی چوہدری نثار سے ملاقات نہیں ہوئی، چوہدری نثار ہمارے گھر کا ایک فرد ہے۔چوہدری نثار کو نواز شریف سے پہلے سے جانتی ہوں۔سابق سیکریٹری کے انکشافات کی تردید کرتے ہوئے ان کا کہنا تھا کہ میرا ن لیگ سے کوئی تعلق نہیں، میں نے سنا ہے یہ شخص کوئی کتاب لکھ رہا ہے، یہ سب کچھ پلانٹڈ ہورہا ہے، مجھے کوئی بلیک نہیں کرسکتا۔

## پیسے واپس کرو!!

پاناما لیکس میں نام آنے پر تہمینہ درانی نے ایک ٹویٹ کیا جس میں کہا گیا تھا کہ اگر آف شور کمپنیاں قانونی بھی ہوں تو ان میں رکھا پیسہ ملک کو واپس کیا جائے۔وہ لکھتی ہیں آف شور کمپنیاں، غیر ملکی جائیداد اور اکاؤنٹس قانونی بھی ہوں لیکن میری نظر میں یہ غیر اخلاقی ضرور ہیں۔تہمینہ کے مطابق انکی نظر میں غیر اخلاقی کا مطب اپنی روح بیچنا ہے اور یہ غیر قانونی ہونے سے بڑا گناہ ہے۔انہوں نے اپنے سسرال (شریف خاندان) کو مشورہ دیا کہ وہ تمام غیر ملکی دولت واپس کر کے اپنے اوپر کرپشن کے الزامات ختم کرائیں۔

## خاتون اول کون؟

شہباز شریف نے اپنی دو بیویوں کی نام ظاہر کئے ہیں۔ اگر ن لیگ الیکشن جیت جاتی ہے اور بقول شہباز شریف وہ وزرات عظمٰی کے امیدوار ہیں۔ سوچنے والی بات ہے خاتون اول کون بنے گی؟ نصرت شہباز یا تہمینہ درانی۔ ایک اور بات سوچنے والی ہے شادی، شادی کا کھیل کھیلنے والے شہباز جس طرح دیگر بیویوں کو جلدی فارغ کر دیتے تھے تہمینہ کو کیوں نہیں کر سکے؟ جب کہ خاندان کا شدید دباؤ تھا۔ لگتا ہے جب تہمینہ کو غلام مصطفٰی کھر نے چھوڑا تھا تو مصنفہ نے ''مینڈا سائیں'' کے نام سے کتاب لکھ کر غلام مصطفٰی کھر کے پول کھول دیئے تھے۔ کیونکہ غلام مصطفٰی سرائیکی تھے اس لئے ''مینڈا سائیں'' لکھنا پڑی۔ شہباز شریف کو ڈر تھا کہیں تہمینہ ''میرا کھسم'' لکھ کر انکے بھی سارے پول نہ کھول دے۔

## خفیہ بیوی

4۔ شہباز شریف کی ایک اور بیوی کا قصہ بڑا دلچسپ ہے۔ وہی پولیس افسر جنہیں عالیہ ہنی کی گھر میں ڈکیتی کی وجہ سے ٹرانسفر کیا گیا تھا، بتاتے ہیں کہ وہ ڈیرہ غازی خان میں تعینات تھے۔ بلدیاتی الیکشن زوروں پر تھے، ضلع کونسل کے چیئر مین کا انتخاب ہونا تھا مجھے لاہور سے فون آیا رفیق میراثی کو چیئر مین بنانے کا اوپر سے حکم آیا ہے تم اس کے لئے حمایتی اکٹھے کرو۔ ان کا کہنا تھا جب انہیں معلوم ہوا کہ رفیق میراثی کے پاس تو صرف ایک ووٹ ہے اور وہ بھی اس کا اپنا جبکہ مخدوم خاندان جس کا تعلق مسلم لیگ سے تھا، کے پاس 40 ووٹ ہیں۔ میں پریشان ہو گیا کہ ایک کو چالیس کیسے بناؤں؟ اس دوران مجھے اطلاع ملی کہ رفیق میراثی کی ایک بہن بہت خوبصورت ہے جو میاں شہباز شریف کے عقد میں ہے۔ یہ سننا تھا کہ مجھے اپنی منزل سامنے نظر آنے لگی۔ میں نے اپنے اسسٹنٹ کو ساتھ لیا اور مخدوم صاحب کے پاس چلا گیا اور ماجرا انہیں سنایا۔ وہ غصے سے لال پیلے ہو گئے۔ اور فوری طور پر نواز شریف کو فون کیا اور کہا کہ شہباز شریف کو کنٹرول کرو۔ وہ میراثیوں کو ہمارے اوپر لانا چاہتے ہیں۔ اور پھر مجھے حکم دیا گیا کہ واپس آ جاؤں۔ میں باہر نکلا تو

دفتر کا ایک ملازم میرے تبادلے کے احکامات لے کر آ چکا تھا۔ سنا ہے اس واقعہ کے بعد رفیق میراثی نے اپنا بوریا بستر سمیٹا اور فوری کسی مغربی ممالک کا ویزا لگوا کر ہمیشہ کیلئے پاکستان چھوڑ گیا۔

## نیلوفر

5۔ نیلوفر ایک خوبصورت پھول کا نام ہے، اسے کنول کا پھول بھی کہا جاتا ہے، اس کا پودا کھڑے پانی، جھیلوں میں ہوتا ہے۔ اسکے پھول بہت خوبصورت اور دلربا ہوتے ہیں۔ ان پھولوں کی بڑی خصوصیت ہے جب تک تازہ رہتے ہیں، خوبصورتی، سجاوٹ اور مہک کا کام دیتے ہیں اور جب مرجھا جائیں تو ان سے سر درد، درد شقیقہ، بے خوابی، بلڈ پریشر، خفقان القلب، جگر کی گرمی، یرقان، سوزش بول، جریان اور الرجی کا علاج کیا جاتا ہے۔ شاید اتنی زیادہ خوبیوں کی وجہ سے شہباز شریف کو ''کنول'' بہت پسند تھا۔ اور پھر ایک دن چھوٹے میاں صاحب کا کنول سے آمنا سامنا ہوگیا۔ ''کنول'' کون تھی؟ سابق ایم ڈی پی ٹی وی شاہد رفیع کی اہلیہ نیلوفر۔ سردار فیض احمد کھوسہ کی صاحبزادی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ واقعی کنول کا پھول تھیں۔ دراز قد سرو جیسا۔ گھنی سیاہ زلفیں، جسے دیکھ کر بادل بھی شرما جائے۔ اسکی انکھیں جیسے کشمیری جھیلوں کا گہرا پن، اس کے ہونٹ جیسے سرخ انگارے، نوشگفتہ پھلوں کا رس، دانت ایسے جیسے کلیاں کھلی ہوں، موتی جڑے ہوں۔ وہ چلے تو وقت تھم جائے، وہ بولے تو سانسیں رک جائیں۔ ایسی خوبصورت خاتون ہو اور شہباز شریف۔۔۔ پہلی نظر میں ہی رہ گئے۔ اور ہستا بستا گھر اجاڑ کر رکھ دیا۔ نیلوفر ایک بیٹے اور دو بیٹیوں کی ماں تھی۔ تعلقات آپ سے تو ہوئے اور پھر تو کا عنوان ہوئے تو راز راز نہ رہے۔ شاہد رفیع خود بھی ایک معزز خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ لہٰذا بیوی کی بے وفائی برداشت نہ کر سکے۔ اور طلاق دے دی۔ جبکہ نیلوفر نے کہا تھا وہ ایک عزت دار گھرانے سے تعلق رکھتی ہیں۔ طارق کھوسہ، آصف کھوسہ اور ناصر کھوسہ اہم سرکاری عہدوں پر تعینات ہیں۔ اس خاتون کا کہنا تھا طلاق کی وجہ شہباز شریف نہیں بلکہ شاہد کا اپنا عیش پرستانہ رویہ تھا۔ میری بیٹی بڑی ہو رہی تھے میں نے شاہد کو گھر میں رنگین محفلیں سجانے سے منع کیا تو تنازعہ بڑ گیا اور طلاق ہوگئی۔ بہر حال نیلوفر کی تمام تر وضاحتوں کے باوجود ان کے خاندان سے

وابستہ اور قریبی افراد کا کہنا تھا کہ جب خاندان والوں نے ان سے شہباز سے نکاح کے متعلق پوچھا تو انہوں نے نکاح کی تردید کی تھی لیکن شہباز شریف کے ساتھ انٹرنیشنل فلائٹ پر جانے کی تصدیق کی۔ ذرائع کے مطابق انٹرنیشنل فلائٹ دراصل ان عاشقوں کا ہنی مون تھا۔ ایک بار نیلوفر نے کہا تھا جس وقت شہباز شریف وزیر اعلیٰ تھے اس وقت ان سے ملاقات ہوئی تھی۔ نکاح کرنا کوئی بری بات نہیں۔ نہ ہی گناہ ہے لیکن میرے نکاح کے بارے میں کوئی حقیقت نہیں ہے۔

## کلثوم حئی

6۔ شہباز شریف نے 61 سال کی عمر میں 2012 کو ''نیا چن چڑھایا'' جب یہ خبر منظر عام پر آئی کہ وزیر اعلیٰ نے ایک پولیس افسر کی بیوی ''چھین'' لی ہے۔ اس خاتون کے پہلے تین چھوٹے چھوٹے بچے تھے۔ اور اس خبر کا باقاعدہ انکشاف سابق وزیر داخلہ رحمان ملک نے ایک پریس کانفرنس میں کیا۔ رحمٰن ملک نے لندن میں ہونے والی اپنی پریس کانفرنس میں اشاروں کنایوں میں شہباز شریف کی شادی کا ذکر کیا۔ ذرائع کا کہنا ہے کہ دراصل اس آفسر اور اس کی بیگم کا تعارف شہباز شریف سے کچھ عرصہ قبل ہوا تھا اور وہ انہیں اپنے ساتھ چین کے دورے پر بھی لے گئے تھے۔ اس دوران ان کا اس خاتون کے ساتھ تعلق گہرا ہوا اور کلثوم حئی کے شوہر طارق قریشی کو لاہور سے قصور ٹرانسفر کر دیا گیا۔ تاہم بہت جلد کلثوم اور شہباز کے درمیان راہ و رسم مزید بڑھ گیا اور بات یہاں تک پہنچ گئی کہ شہباز

شریف نے انہیں شادی کی پیشکش کر دی۔کلثوم جو تین بچوں کی ماں تھی کو کہا گیا کہ وہ اپنے شوہر کو چھوڑ کر وزیر اعلیٰ پنجاب سے شادی کر لیں جس پر وہ خاتون تیار ہو گئیں اور اپنے شوہر سے کہا کہ وہ انہیں طلاق دے دیں۔ذرائع کا کہنا ہے کہ پولیس افسر کے لیے یہ بات بم شیل کی طرح اس کے سر پر گری کیونکہ وہ یہ توقع کیسے کر سکتے تھے کہ ایک صوبے کا وزیر اعلیٰ اس طرح ان کی بیوی کو طلاق دلوا کر ان کا گھر برباد کرے گا۔ذرائع کہتے ہیں کہ وزیر داخلہ رحمٰن ملک کے پاس دستاویزی ثبوت بھی موجود ہے کہ کیسے اس پولیس افسر کی بیوی کے ساتھ شہباز شریف نے بات چیت شروع کی جو بعد میں اتنی سنجیدہ ہو گئی کہ انہوں نے شادی کر لی۔شہباز شریف کے قریبی حلقے بھی اس بات کی تصدیق کر رہے ہیں کہ شہباز شریف ایک بار پھر اپنا گھر بسا چکے ہیں اور بہت جلد سب تفصیلات سامنے آنے والی ہیں کیونکہ اس خاتون کے خاوند نے بھی چپ بیٹھنے سے انکار کر دیا ہے اور وہ بہت جلد یہ ساری چیزیں سامنے لانے کا پروگرام بنا رہا ہے۔

## نرگس کھوسہ

7۔شہباز شریف نے ایک خفیہ شادی نرگس کھوسہ نامی خاتون سے بھی کی تھی۔ بتانے والے کہتے ہیں وہ خاتون بھی پری پیکر تھی۔حسن کا مجسمہ تھی،اسے دیکھنے والے پہلی نظر میں ہی دل ہار جاتے تھے۔ایسا ہی "شہباز" کے ساتھ ہوا جو پرواز کے دوران اس کے نشیمن پر آ بیٹھے۔ تاہم یہ کوئی معروف خاتون نہیں تھی اور نہ ہی اس کا کوئی شاندار بیگ گراؤنڈ تھا،اسی لئے ان کے بارے میں کوئی خاص تفصیلات نہیں مل سکیں۔

## غریدہ فاروقی

8۔ میرے خیال سے جب صحافت صحتمند اپوزیشن کا رول ادا کرتی ہے تو وہ صحافت عوام کیلئے ہوتی ہے۔ عوام کے مفاد میں ہوتی ہے۔ صداقت اور سچائی کے بھی قریب ہوتی ہے لیکن جو صحافت ایماندار اپوزیشن کے بجائے کسی حکمراں جماعت کا دم چھلا بن جائے وہ صحافت نہیں، حکمراں جماعت کا پوسٹر یا پمفلٹ ہوتی ہے۔ وہ صحافی جو حکومت کی گدی پر بیٹھے وزراء یا افسران سے سوال نہیں کرسکتا وہ یک طرفہ صحافت ہوتی ہے۔ اس سے عوام وخواص کسی کو بھی فائدہ نہیں پہنچتا۔ بلکہ صرف دنیاوی طور پر اسے یا اس کے اہل خاندان کو ہی فائدہ پہنچتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سیاستدان صحافیوں سے اچھے تعلقات قائم کرتے ہیں تاکہ وہ انکی جماعت کا پوسٹر بن سکیں۔ انکی شہرت کا سبب بن سکیں۔ "لفافہ جرنلزم" اسی سوچ کی ایجاد ہے۔ "لفافہ جرنلزم" کے ثمرات ہی ہیں جس سے معمولی تنخواہ لینے والے متعدد صحافی کروڑ پتی بن چکے ہیں۔ صحافت اور سیاست کا چولی دامن کا ساتھ ہے، لیکن یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ چولی کون ہے اور دامن کون؟ پاکستان میں آج کل الیکٹرونک میڈیا کا دور ہے، ہر " نتھو خیرا" اینکر بن چکا ہے، میرے ایک دوست کا کہنا ہے الیکٹرونک میڈیا پر دو طرح کے افراد نے قبضہ جما رکھا ہے۔ ایک ہیں " چھاتہ بردار" دوسرے ہیں " چھاتی بردار"۔۔۔ شہباز شریف بڑے دبنگ آدمی ہیں، ان کی سوچ کو داد دینی چاہیے۔ انہوں نے لفافے دینے کے بجائے "میڈیا" ہی گھر لے

آئے ہیں یعنی کہ خاتون اینکر سے شادی کر لی ہے۔اسے کہتے ہیں" آم کے آم، گھٹلیوں کے دام"۔ یہ انکشاف پاکستان تحریک انصاف کی رہنماز رتاج گل وزیر نے کیا۔ وہ بتاتی ہیں شہباز شریف نے شادیاں نہیں کیں بلکہ انہوں نے لوگوں کے باقاعدہ گھر توڑے ہیں اور شوہروں پر دباؤ ڈال کر انہیں تکلیف دے کر ان کی بیویاں چھڑوائیں اور پھر شادیاں کیں ہیں۔انہوں نے انکشاف کیا کہ شہباز شریف نے ایک خاتون اینکر غریدہ فاروقی سے شادی کی جو ایکسپریس چینل پر آیا کرتی تھیں اور اج کل کسی اور چینل پر ہیں۔وہ شہباز شریف کے بنگلے میں رہ رہی ہیں اوران کی فرنٹ مین بھی بنی ہوئی ہیں۔شہباز شریف سے ملنے کیلئے پہلے ان سے اجازت لینا پڑتی ہے۔ یہ نہیں معلوم شہباز شریف نے یہ "واردات" سعد رفیق کے مشورے سے ڈالی یا سعد رفیق نے شہباز شریف کے مشورے سے؟ کیونکہ سعد رفیق نے بھی تو خاتون اینکر حرا شفیق سے شادی کر رکھی ہے۔۔۔۔۔ہماری دعا ہے "اللہ تعالیٰ جوڑیاں سلامت رکھے"۔۔

**عاصمہ حامد**

9۔ایک وقت تھا" بڑے لوگوں" کی شادی خانہ آبادی پر سہرے لکھے جاتے، نوشہ کے عقد ثلاثہ پر رنگا رنگ مضمون باندھے جاتے، سرتاج اور سہاگن کی جوڑی پر نئے نئے ردیف اور قافیے آزمائے جاتے، سسرال اور میکے کی خوش بختی کی داستانیں جوڑی جاتیں، وکیل، گواہ اور نکاح خواں کے لئے عرش اور فرش دونوں پر اعلیٰ ترین درجوں کے لئے دعائیں کی جاتیں۔

ملک میں خوشی کے شادیانے بجتے، ڈھول باجوں کا شور ہوتا، عود و چنگ کے آلات سنے جاتے، نوبت اور رباب کی آوازیں گونج رہی ہوتیں، چمٹا اور شہنائی والے اپنی الگ محفل سجائے ہوتے، فلوٹ اور کلارنٹ کے شوقین ذرا ہٹ کر جمگھٹا لگائے ہوتے۔ لیکن وقت اتنا بدل گیا بلکہ بدل دیا گیا کہ اب تو شادی کا کئی سال بعد پتا چلتا ہے بلکہ انکشاف ہوتا ہے کہ چھوٹے میاں صاحب نے ایک اور شادی کرڈالی ہے۔ میاں صاحب کی اتنی شادیاں ہوچکی ہیں یوں معلوم ہوتا ہے جیسے وہ سہرا گاڑی کے ''ڈیش بورڈ'' پر رکھتے ہیں اور مولوی صاحب کو گارڈ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ کسی بھی وقت کوئی ''ہتھے'' چڑھے جائے فوری طور سہرا باندھ لیا ہیں اور اپنے" گارڈ مولوی" کو نکاح پڑھنے کا حکم دے دیا۔ اور ساتھ ایک اور حکم جاری کرتے ہیں" کسے نوں دسیں ناں"۔۔۔۔۔ تین جولائی2018 کو پبلک نیوز کے اینکر چودھری غلام حسین اور سعید قاضی نے اپنے پروگرام میں شہباز شریف کی ایک اور شادی کا انکشاف کر دیا۔ چودھری صاحب نے بتایا سیاستدان اپنی شادیاں پتا نہیں کیوں چھپاتے ہیں۔ اس بار سپریم کورٹ نے یہ بہت اچھا فیصلہ کیا کہ اپنے حلف نامے جمع کراؤ اور جھوٹ بولنے والوں کو نااہل کر دیا جائے گا۔ اس حلف نامے کی وجہ سے بہت سے سیاستدانوں کے انکشاف ہوئے جیسا کہ سعد رفیق کو بھی دوسری بیوی پی ٹی وی کی اینکر حرا شفیق کو قبول کرنا پڑا جو راز انہوں نے ایک عرصے سے چھپا رکھا تھا۔ بہرحال اس سے کوئی خاص ردعمل تو سامنے نہیں آیا صرف سعد رفیق کی پہلی بیوی ضرور ناراض ہوئی اور انہوں نے اپنے کاغذات نامزدگی واپس لے لئے۔ چودھری غلام حسین نے بریکنگ نیوز دی کہ شہباز شریف کی ایک اور شادی کا انکشاف ہوا ہے اور بیوی بھی کوئی عام گھرانے کی نہیں، بڑے خاندان کی ہے۔ چودھری غلام حسین کے مطابق بیوی کا نام عاصمہ حامد ایڈووکیٹ۔ عاصمہ حامد کون؟۔۔ موصوفہ سابق گورنر شاہد حامد کی صاحبزادی ہیں اور سابق وزیر قانون زاہد حامد کی بھتیجی ہیں۔ عاصمہ حامد کو شہباز شریف نے اقتدار کے آخری دنوں میں ایڈووکیٹ جنرل پنجاب مقرر کر دیا تھا۔ جس پر کافی اعتراض اٹھا گیا تھا۔ آخر پی ٹی آئی نے الیکشن کمیشن کو عاصمہ حامد کی تقرری کے خلاف درخواست دے دی

جس پر الیکشن کمیشن نے نوٹس لیتے ہوئے عاصمہ حامد کی تقرری معطل کر دی۔

چند سال قبل بھی شہباز شریف پر ایک الزام لگایا گیا تھا کہ ان کے شاہد حامد کی دوسری بیٹی عائشہ حامد کے ساتھ بھی ''تعلقات'' ہیں۔ الزامات کے مطابق عائشہ حامد کو شہباز شریف نے کہیں چھپا رکھا تھا۔ معاملہ کافی خراب ہوا تو شاہد حامد کے والد حامد نواز نے میاں شریف سے ملاقات کی اور شہباز شریف سے متعلق بتایا۔ میاں شریف کی مداخلت پر عائشہ حامد میاں شہباز شریف کے "محبت خانہ" سے آزاد ہو کر گھر پہنچیں۔

شہباز شریف کی ایک ایسی شادی جو کبھی منظر عام پر نہیں آسکی، اس خاتون سے شہباز کے دو بچے ہیں، ایک بیٹا اور ایک بیٹی، اور وہ خاتون رابعہ اعجاز ہیں۔

## رابعہ اعجاز

10۔ تین مئی 2018 کی بات ہے۔ بادلوں نے آسمان کو گھیر رکھا تھا، رات کو ہونیوالی بارش نے لاہور کو تالاب بنا دیا تھا۔ بادل کافی گہرے تھے، بارش آنے کو تھی۔ اور ہمیں ''چوبارہ'' جانا تھا۔ وہ بھی ہر صورت۔ وقت کم تھا اور کام بہت زیادہ۔ میری عادت ہے گھر سے کسی کام کیلئے نکل پڑوں، واپس نہیں پلٹتا چاہئے طوفان آجائے۔ پروگرام کے مطابق صبح 6 بجے نکلے، موٹر وے پر سفر شروع۔ موسم خوشگوار تھا۔ ایک گھنٹے کی مسافت کے بعد بارش کا موڈ آف

ہو چکا تھا۔ بادل ہلکے ہو چکے تھے، سورج کبھی کبھی بادلوں سے یوں جھانکتا تھا جیسے کنواری لڑکیاں بارات کو دیکھتی ہیں۔ آخر تین گھنٹے بعد ہم سیالکوٹ پہنچ گئے۔ یہاں سے 16 کلومیٹر دور مشہور قصبہ چوبارہ ہماری منزل تھی۔ بالآخر آدھے گھنٹے بعد وہاں پہنچ گئے۔ چوبارہ چونڈا بارڈر کے قریب ہے۔ یعنی وہاں سے چونڈا بارڈر صرف 5 کلومیٹر ہے۔ کافی بڑا قصبہ ہے۔ ہر سہولت موجود۔ وہاں موجود ہمارے میزبان رانا مقصود صاحب ہمیں اس حویلی تک لے گئے جو کسی وقت میں اس قصبے کا ''ہیڈ کوارٹر'' ہوا کرتا تھا۔ جہاں ہر وقت چالیس، پچاس افراد تشریف فرما ہوتے تھے۔ اس ''ہیڈ کوارٹر'' کے سربراہ تھے چودھری نزیر احمد، نزیر احمد اپنے نام کے ساتھ چودھری لکھتے ہیں جبکہ وہ ملک اعوان تھے۔ چودھری نذیر احمد قصبے کے سب سے امیر آدمی، سب سے بڑے سرمایہ دار۔ یعنی قصبے کے ''چودھری''۔۔۔۔ گاؤں میں ڈیڑھ سو ایکڑ زرعی زمین کے مالک۔ زمیندارا خود کرواتے تھے۔ ڈیرے پر ہر وقت رش۔ ہر وقت رونق۔ چودھری نزیر احمد کی شخصیت بڑی کرشماتی تھی۔ سفید شلوار قمیض پہنتے، نیچے کھسہ پہنا ہوتا۔ سر پر کلہ رکھتے۔ مونچھوں کو تاؤ دیکر رکھتے۔ چودھری نذیر احمد کا خاندان کافی عرصے سے لاہور آباد ہو چکا ہے۔ ہماری ملاقات انکے دست راست چودھری یونس سے تھی۔ چودھری یونس نے ہمیں بتایا نزیر احمد کے ایک بھائی کا نام ملک شریف تھا جو بہت پہلے لاہور جا کر آباد ہو گئے تھے۔ یہ ملک شریف وہی ہیں جن کی بیٹی کا نام بابرا شریف ہے۔ وہ بابرا شریف جس نے پاکستان کی فلم انڈسٹری پر ایک عرصہ راج کیا تھا۔ بابرا شریف کی ایک چھوٹی بہن بھی تھی فاخرا شریف، لیکن وہ فلم انڈسٹری میں فلاپ ہو گئی تھیں۔ تاہم ''میرا نام ہے محبت'' سے شروع ہونے والا بابرا شریف کا سفر کئی سالوں تک جاری رہا۔

یونس صاحب بتاتے ہیں چودھری نذیر کی دو بہنیں بہت بڑے گھروں میں بیاہی ہوئی تھیں۔ ایک ان کی بہن بغیر اجازت، چھپ کر کراچی چلی گئی جہاں اس نے فلموں وغیرہ میں کام کرنا شروع کر دیا۔ اسی خاتون نے اپنے خاندان کی دیگر عورتوں کو ''آزادی'' کا راستہ دکھا دیا۔ چودھری نذیر غیرت مند شخص تھے۔ ان سے برداشت نہ ہو سکا، تھوڑے عرصے بعد اسی غم

میں دنیا چھوڑ گئے۔ چودھری یونس کے مطابق چودھری نذیر کا ایک بیٹا ہے ملک مشتاق۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ، خوبصورت۔ باوقار۔ ان جیسا سوٹ شاید ہی کوئی پہنتا ہو، دنیا کے مہنگے ترین پرفیوم استعمال کرتے۔ میاں نواز شریف، ملک مشتاق سے بہت متاثر تھے۔ ایک وقت تھا جب میاں نواز شریف انہیں ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ ویانا میں پاکستان کے سفیر بھی رہے۔ چودھری نذیر کی ایک بیٹی کا نام نگو تھا۔ یہ وہ ''نگو'' ہے جو پاکستان کی معروف ڈانسر تھی اور اسے قتل کر دیا گیا تھا۔ ایک بیٹی کا نام ''بلو'' تھا جس کی نادر خان سے لومیرج ہوئی تھی۔ اس سے پاکستان کے معروف کرکٹر شاہد آفریدی پیدا ہوئے۔ شاہد آفریدی اکثر قصبہ چوبارہ میں اپنے ننھیال کے ہاں جاتے ہیں۔ پچھلے دنوں جب قصبے میں گیس کی سپلائی لائن بچھائی گئی تو وہاں لوگوں کو گیس کے میٹر نہیں مل رہے تھے۔ شاہد آفریدی قصبے میں اپنے ننھیال والوں کیلئے گیس کے میٹر لیکر گئے تھے۔ اور بھی کافی باتیں ہوئیں اور پھر ہم واپس لاہور چلے آئے۔ چودھری نذیر کا ملک مشتاق کے علاوہ ایک اور بیٹا ہے ملک اعجاز۔ اور ملک اعجاز کی ایک بیٹی تھی جس کا نام ہے رابعہ اعجاز۔۔۔ چودھری یونس کے مطابق ملک خاندان میں باقی تمام خوبیوں کے ساتھ سب سے جو بڑی خوبی تھی وہ تھی خوبصورتی۔ خاندان کے تمام لڑکے، لڑکیاں انتہائی خوبصورت۔ ملک مشتاق کی نواز شریف کے ساتھ گہری دوستی۔ گھروں میں آنا جانا۔ بس ایسے میں شہباز شریف کا بھی آنا جانا ہوا۔۔ ''جہاں خواب، وہاں ایچ بی ایل''۔۔۔ ''جہاں خوبصورتی، وہاں شہباز شریف'' کچھ ذرائع بتاتے ہیں شہباز شریف کو تو کوئی رہنما گھر لے جاتے وقت ہزار بار سوچتا ہے۔ بس شہباز شریف کی نظر رابعہ پر پڑی اور اس سے شادی کر لی۔ ملک خاندان نے کافی کوشش کی کہ یہ شادی نہ ہو، سب جانتے تھے شہباز شریف کی ''وارداتوں'' کو۔۔۔۔۔ لیکن تمام کوششیں ناکام ہوئیں اور رابعہ اعجاز، رابعہ شہباز بن گئیں۔ شہباز شریف کے رابعہ سے ایک بیٹا اور ایک بیٹی ہے۔۔ تحقیقات سے یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ شہباز شریف نے اب اسے طلاق دیدی ہے یا نکاح میں ہے۔

ہم اس خبر کی مزید تصدیق چاہتے تھے۔ اسی سورس کے ذریعے ہم نے لاہور کے علاقے گلبرک میں ملک مشتاق کا گھر تلاش کر لیا۔ ملک مشتاق ان دنوں کافی بیمار ہیں، ان سے چلا

پھرانہیں جاتا۔بس بستر پر لیٹے رہتے ہیں۔ دو،تین نوکران کی خدمات پر مامور ہیں۔ملاقات ہوئی ،انہوں نے کافی خوشی کا اظہار کیا۔ہمیں جوس پیش کیا گیا۔ادھرادھر کی باتیں ہوئی۔ شاہدآفریدی اور بابراشریف کے بارے میں بھی باتیں ہوئی۔ملک مشتاق سے رابعہ اعجاز اور شہباز شریف کی شادی کے بارے میں پوچھنا کافی مشکل کام تھا۔آخر میں نے صحافتی طریقہ اختیار کرتے ہوئے ملک صاحب سے پوچھ ہی لیا۔ملک صاحب وہ جوآپکی بھتیجی تھی ،رابعہ اعجاز جس نے شہباز شریف سے شادی کی تھی وہ آج کل کہاں رہتی ہیں۔ملک صاحب نے بتایاوہ آج کل امریکا میں رہائش پزیر ہیں۔میں نے پوچھاان کے دو بچے تھے؟ملک صاحب کہنے وہ بھی ان کے ساتھ ہی ہیں۔اس سے پہلے رابعہ لاہور میں اقبال ٹاؤن کے علاقے میں رہتی تھیں۔یہ تھی شہباز شریف کی ایک اور بیوی جس کا کبھی ذکر نہیں ہوا۔

چوبارہ میں ایک اور بات کا انکشاف ہوا۔سب جانتے ہیں آجکل2018 کے عام انتخابات کا دور دورہ ہے۔ن لیگ نے چوبارہ میں مرزا فیض کے بیٹے مرزاالطاف کوایم پی اے کاٹکٹ دیاہے۔ن لیگ کے اس فیصلے پرسب حیران ہیں۔ خاص کرچوبارہ والے۔لوگ کہتے ہیں شہباز شریف نے گاؤں کے ایک ترکھان کوایم پی اے کاٹکٹ دیدیا۔دارصل الطاف کوٹکٹ شہباز شریف نے انعام کے طور پر دیاہے۔یہ الطاف ہی تھا جو رابعہ کے گھر آتا جاتا تھا۔یعنی کے رابعہ اور شہباز کامشترکہ ''ڈاکیا'' تھا۔۔۔

مصنف ملک مشتاق (سابق سفیر) کاانٹرویوکررہے ہیں

# شہباز شریف کے خفیہ معاشقے

چھٹتی نہیں ہے کافر منہ کو لگی ہوئی

شہباز شریف کا بھی کچھ ایسا ہی حال ہے۔ جہاں میاں صاحب خفیہ شادیاں کر کے دل کو بہلاتے رہے وہاں انہوں نے بازار حسن کا ''حسن'' بھی نہ چھوڑا اور نہ ہی فلمی پریاں انکی نظر سے بچ سکیں۔ اداکارہ ریما نے جب پہلی بار میاں صاحب کی ''توبہ توڑی'' تو اسے 70 زینت بلاک اقبال ٹاؤن می ایک کوٹھی سے نوازا گیا۔ سابق وزیراعلیٰ سے ریما کی ملاقات ایک فلمساز نے کرائی تھی۔ ایک بار جب شہباز شریف بطور وزیراعلیٰ پنجاب بلوچستان لال سہانرا تشریف لیکر گئے، ان کی آمد کے موقع پر ریما، مدیحہ شاہ سمیت متعدد اداکاراؤں کو مجرے کیلئے بلایا گیا۔ جہاں شب بھر رقص اور سرور کی محفل سجائی گئی۔ صبح اداکاروں کو قیمتی کھسے، سونے سے بنے تاج تحفے میں دیئے گئے۔ جبکہ ریما کو خاص طور پر کالے ہرنوں کا تحفہ دیا گیا۔ ریما، مدیحہ شاہ، شہباز شریف کے دوستوں مشتاق وڈ، فضل کریم اور انکے 5 ساتھیوں کو 3 دن کیلئے مہمان بنایا گیا اور صحرائی علاقے کی سیر کرائی گئی۔

ایک بار شاہ نور سٹوڈیو میں خوفناک واقعہ پیش آیا جب کالو شاہ پوریا نے اداکارہ ریما کو

اسلحے کے زور پر اغوا کرلیا۔اسکے ساتھ مسلح گارڈ بھی تھے۔ریما کوانہوں نے کار میں بٹھالیا لیکن اس دوران ریما شہباز شریف کو کال کرنے میں کامیاب ہوگئی۔ریما کے اغوا کا سن کر شہباز سیخ پا ہوگئے پھر ہونا کیا تھا۔۔۔۔وہ کالوشاہ پوریا جوایک منٹ قبل اسلحے کے زور پر ریما کو زبردستی سٹوڈیو سے لاکر گاڑی میں بٹھا رہا تھا اب منتیں ،ترلے کررہا تھا اور ہاتھ جوڑے کھڑا تھا۔ معافیاں مانگ رہا تھا۔کالوشاہ پوریا (مرحوم) ایک بدمعاش آدمی تھا،لوگ اس سے ڈرتے تھے۔اس کے نام پر پنجابی فلم بھی تیار کی گئی ہے۔لیکن شہباز کے آگے اس کی کیا اوقات۔جب شہباز شریف جوہر ٹاؤن میں پنجاب کے بدمعاشوں کے اجلاس کی صدارت کیا کرتے تھے یہی کالوشاہ پوریا پاؤں میں بیٹھ کر میاں صاحب کی پنڈلیاں دبایا کرتا تھا۔

یونہی تونہیں جب 12 اکتوبر کو پرویز مشرف نے ٹیک اوور کیا اور ن لیگ کی حکومت کا تختہ الٹ دیا گیا تو ریما نے شریف برادران کی حمایت کرتے ہوئے کہا تھا فوج نے ن لیگ کی حکومت برطرف کر کے اچھا اقدام نہیں کیا۔فلم "قسمت" کے سیٹ پر صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے ریما نے کہا ملک میں جمہوری نظام چلنا بہت ضروری ہے اورنواز حکومت نے جو اقدام کئے وہ ملک وقوم کی بھلائی کے لئے کئے تھے۔اس نے مزید کہا شہباز شریف اورنواز شریف نے پاکستان کو ترقی کی راہ پر لگا دیا تھا جب پاکستان 21 ویں صدی میں شان وشوکت سے داخل ہونے والا تھا اس وقت فوج نے مداخلت کردی۔ریما نے برملا کہا یہ سب کچھ ڈنکے کی چوٹ پر کہہ رہی ہوں لوگ نواز شریف اور شہباز شریف کو یاد کریں گے۔

ایک اور چھوٹے میاں کا دلچسپ واقعہ ،ایک رات جب میاں شہباز شریف نے زیبا بختیار کوان کے گھر سے پک کیا ور موٹروے کی جانب چل پڑے تو ان کی حفاظت کے لیے مامور ملٹری انٹیلی جنس کے میجر نے انہیں راستے میں روکا اور سمجھایا کہ سر آپ دہشت گردوں کی ہٹ لسٹ پر ہیں اس لئے سیکورٹی کے بغیر سڑکوں پر گھومنے کا خطرہ مول نہ لیں۔

# ''حمام ریفرنس''

قومی احتساب بیورو کے انتہائی مصدقہ ذرائع نے اس امر کی تصدیق کی ۔نواز شریف کے خلاف باتھ رومز کے لئے مساج اور مالش کی تربیت کیلئے سرکاری خرچ پر 4 حسین خواتین اور 5 مردوں کو فرانس بھجوانے کے کیس کی تحقیقات مکمل کر کے ان مردوخواتین کے دفعہ 161 کے تحت بیان قلمبند کر لئے گئے ہیں اور آئندہ چند روز میں تحقیقاتی ایجنسی مذکورہ افراد کے مجسٹریٹ کے سامنے بیانات قلمبند کروا کے ''حمام ریفرنس'' کے نام سے کیس عدالت بھیجے گی۔معتبر ذرائع نے بتایا کہ لاہور سے تعلق رکھنے والے لکشمی چوک کی رہائشی (ط) نے احتساب بیورو کے اعلیٰ حکام کے سامنے رضا کارانہ سنسنی خیز انکشافات کئے اور اپنے باقی ساتھیوں کے نام بتاتے ہوئے کہا کہ مجھے ہر ہفتے خصوصی طور پر اسلام آباد بذریعہ جہاز لایا جاتا اور یہاں وزیراعظم ہاؤس میں ''خصوصی خدمات'' سرانجام دینے کے بعد واپس لاہور کیلئے روانہ کر دیا جاتا۔(ط) نے بتایا کہ ان دوشیزاؤں اور مردوں نے 3 سے 6 ماہ کا عرصہ سرکاری خرچ پر بیرون ملک گزرا۔نواز شریف کے شاہانہ انداز میں بنے ہوئے ان باتھ رومز میں خواتین کے مساج کیلئے بیڈن روڈ سے تعلق رکھنے والے 2 افراد کو خصوصی تربیت بھی دلوائی گئی۔ ذرائع نے بتایا کہ تحقیقاتی ادارے نے فرانس میں تربیت کیلئے بھجوائی جانے والی چار حسین و جمیل دوشیزاؤں کے بارے میں بھی تفصیلات جمع کی ہیں، جس سے ہوشربا داستانیں سامنے آئی ہیں۔نواز شریف نے اس خصوصی باتھ روم کا نقشہ انٹروڈ موبل پرائیویٹ لمیٹڈ گلبرگ لاہور سے خصوصی ہدایات کے ساتھ بنوایا تھا۔جس میں 19 ملی میٹر کے شیشے اور 10 فٹ کے آئینے نصب کروائے گئے تھے۔ذرائع کا کہنا ہے کہ نواز شریف نے 28x14 فٹ باتھ روم کیلئے قومی خزانہ سی لاکھوں ڈالرز کا سامان درآمد کیا۔جس پر ابھی تک ڈیوٹی ادا کرنے سے متعلق

کوئی کاغذات احتساب بیورو کو پیش نہ کئے جا سکے۔ افسوس ناک امر یہ ہے کہ باتھ روم کے نلکوں پر سونے کا پانی چڑھوایا گیا۔ اس باتھ روم میں گھومنے والا خصوصی رنگین ٹیلی ویژن بھی موجود ہے۔ موسم کے مطابق ٹھنڈا اور گرم رکھنے والے اے سی اور دو آرام دہ کرسیاں بھی۔ ایک کونے میں چکوری بکس مساج کروانے کیلئے گول ایرانی قالین نہانے کے ٹب میں داخلے کیلئے صندل کی خوشبودار لکڑی کی سیڑھیاں ایک باتھ روم میں دو واش بیسن بلجیم سے درآمد کردہ شیشے کے شلف اور ورزش کرنے کا قیمتی سامان بھی نصب کیا گیا۔ پاکستان کے عوام کیلئے اس سے بڑا المیہ اور کیا ہوگا کہ غریب غربت کے باعث ملک میں خودکشیاں کر رہے ہیں، وقت کا وزیراعظم عظیم الشان باتھ روم میں گھنٹوں مساج اور ٹی وی دیکھنے میں مصروف رہتا ہے۔ احتساب بیورو کے ذرائع نے مزید بتایا کہ (ط) نے یہ بھی انکشاف کیا کہ ایک سائل (چن زیب) جس وقت ماڈل ٹاؤن کی کھلی کچہری میں انصاف نہ ملنے پر خودسوزی کر رہا تھا تو معزول وزیراعظم نواز شریف اس وقت باتھ روم میں (ط) کے ہاتھوں مساج کروا رہے تھے۔ توقع یہ ہے کہ آئندہ چند روز میں ''حمام ریفرنس'' کے نام سے یہ ریفرنس عدالت کو بھجوا دیا جائے گا۔

# خفیہ شادیوں کی شرعی حیثیت

جائز طریقے سے باہم ملنے کا نام نکاح ہے۔ اسلام میں نکاح کی بڑی اہمیت ہے۔ اسی سے نسل انسانی آگے بڑھی اور بڑھ رہی ہے اور یہ مومن و مسلم کی تکمیل کا باعث ہے۔ اس کا اہم مقصد عفت و عصمت کی حفاظت ہے۔ یہ انسانی زندگی کی اہم ترین ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے بندوں کیلئے نایاب تحفہ ہے۔ اول و آخر تمام انبیاء کرام نے شادیاں کیں اور اپنی اپنی امت کو شادی کا پیغام دیا تا کہ انسان اپنی عزت و آبرو کی حفاظت کرے اور جائز طریقے سے اپنی خواہشات پوری کرے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ذکر کیا ہے۔

ترجمہ: ہم آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیج چکے ہیں اور ہم نے ان سب کو بیوی، بچوں والا بنایا (الرعد: ۳۸)

ایک اور جگہ پر اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ: تم میں سے جو مرد، عورت بے نکاح کے ہوں، ان کا نکاح کرو، اور اپنے نیک بخت غلام لونڈوں کا بھی، اگر وہ مفلس بھی ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ان کو غنی بنادے گا۔ اللہ تعالیٰ کشادگی والا اور علم والا ہے۔ (النور: ۳۲)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد پاک ہے:

اے نوجوان کی جماعت! تم میں سے جو کوئی استطاعت رکھتا ہو وہ ضرور شادی کرے کیونکہ یہ (شادی) گناہوں کو بہت جھکانے والی اور شرمگاہ کی خوب حفاظت کرنے والی ہے اور جو شادی کی طاقت نہیں رکھتا وہ روزے رکھے۔ پس یہ اس کیلئے ڈھال ہے۔ (صحیح بخاری ۵۰۶۶، صحیح مسلم ۱۴۰۰)

نکاح جس قدر عظیم امر الٰہی ہے اس کا نفاذ بھی اسی قدر آسان ہے مگر لوگوں نے اسے تصنع اور رسم و رواج کا رنگ دے کر اسلامی رنگ سے بہت دور کر دیا ہے۔

نکاح کیسے کیا جاتا ہے؟ نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:

ترجمہ: اگر تمہارے ہاں کوئی ایسا آدمی نکاح کا پیغام بھیجے جس کے دین اور
اخلاق سے تم مطمئن ہو تو اس کے ساتھ (اپنی ولیہ) کی شادی کر دو اگر تم
نے ایسا نہ کیا تو زمین میں بہت بڑا فتنہ اور فساد پھیلے گا۔ (ترمذی ۱۰۸۴)

اس میں نکاح کا طریقہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ کوئی آدمی اپنی شادی کا پیغام کسی لڑکی کے والد/ سرپرست کو دے کہ میں فلاں سے شادی کرنا چاہتا ہوں اور لڑکی کے والد لڑکے میں دین و اخلاق پائے تو اس سے لڑکی کی شادی کرے۔ یعنی لڑکے کا ولی لڑکے سے کہے کہ میں اپنی بیٹی کی شادی تم سے کرتا ہوں کیا تمہیں قبول ہے تو لڑکا کہے مجھے قبول ہے۔ یہ شادی کا طریقہ کار ہے۔

ہمارے ہاں خفیہ شادیوں کا ایک رواج عام پا چکا ہے۔ خاص کر ایلیٹ کلاس اور سیاستدانوں میں۔ کئی سالوں بعد معلوم ہوتا ہے فلاں سیاستدان نے تو دوسری شادی بھی کی ہوئی ہے اور کچھ افراد تو عادی مجرم ہیں جو شادی، شادی کھیلتے ہیں۔ اپنی ''ہوس'' پوری کرنے کیلئے لڑکیوں کو بہلا پھسلا کر، سبز باغ دکھا کر۔ عمر بھر ساتھ دینے کا وعدہ کر کے خفیہ شادی کر لیتے ہیں اور پانچ، چھ ماہ بعد اسے چھوڑ کر نئی شادی رچا لیتے ہیں اور ان کی یہ واردات مسلسل چلتی رہتی ہے۔ یہ لوگ ایسی شادیوں کو شریعت کے مطابق جائز کرنے کیلئے خفیہ نکاح بھی کر لیتے ہیں جس کا کسی کو علم بھی نہیں ہوتا۔ اگر لڑکی اصرار نہ کرے تو بغیر نکاح کے بھی کام چلاتے رہتے ہیں۔

اس سلسلے میں قرآن وحدیث کے مطابق جاننے کیلئے میں نے ''محدث'' کے مدیر اعلیٰ معروف عالم دین، قانون دان جناب محترم ڈاکٹر حافظ عبدالرحمٰن مدنی صاحب سے رابطہ کیا اور ان کا مختصر انٹرویو کیا۔

سوال: جناب عبدالرحمٰن مدنی صاحب ہمیں نکاح کے بارے میں بتائیے؟

جواب: نکاح ایجاب وقبول کا نام ہے۔ یہ نکاح کی بنیاد ہے۔ واجب کرنا۔ نکاح میں ولی کا لڑکے کے ساتھ معاہدہ ہوتا ہے، لڑکی کا نہیں۔ اس کا مطلب ہے جو ولی پر لڑکی کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے، وہی ذمہ داری اب شوہر پر عائد ہوگی۔ یعنی کہ ولی کی ذمہ داری شوہر نے قبول کر لی جو نخرے والدین اپنی بیٹی کے اٹھاتے رہے اس سے زیادہ شوہر کو اٹھانے چاہئیں۔

سوال: مدنی صاحب ہمیں یہ بتائیے گا جو لوگ خفیہ نکاح کر لیتے ہیں شریعت اس کے بارے میں کیا کہتی ہے؟

جواب: نکاح کے موقع پر کچھ لوگوں کا جمع مستحب ہے۔اس سے نکاح کا اعلان ہو جائے گا جس کا حکم نبی ﷺ نے دیا ہے۔

ترجمہ: اس نکاح کا اعلان کیا کرو اور اس موقع پر دف بجایا کرو۔(ابن ماجہ ۱۵۴۹)

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

ترجمہ: تم جب نکاح کرو تو قلعہ میں لانے والے بنو۔ سفح نہیں۔(سورۃ المعاہدہ)

اس کا مطلب یہ بنتا ہے شادی کرنے کا مقصد اولاد پیدا کرنا ہے۔ جبکہ نکاح کا مقصد مادہ تولید کا بہا دینا نہیں اسے محفوظ کر دینا ہے۔

ازدواجی زندگی کا مقصد یہ ہے کہ میاں بیوی میں مؤدت، رحمت اور سکینت پیدا ہوا۔ اور اس طرح گھر کی زندگی امن وسکون کی جنت وآغوش زندگی ہو۔ میاں بیوی کی مثال بدن اور لباس کی سی ہے کہ ان کے درمیان کوئی تیسری چیز حائل نہیں ہوتی۔

قرآن نے ان کیلئے زوج کا لفظ استعمال کیا ہے۔ زوج کے معنی جوڑا نہیں بلکہ ایسا جوڑا ہے جن میں ایک کے بغیر دوسرے کی تکمیل نہ ہو سکے۔ لہٰذا میاں بیوی ایسے ہونے چاہئیں جو ایک دوسرے کی ذات کی تکمیل کا ذریعہ بن سکیں۔ ظاہر ہے اس کیلئے مزاج، خیالات، معتقدات، نظریات، ذوق کی ہم آہنگی بنیادی شرط ہے۔ اس قسم کے جوڑے کی زندگی کو قرآن جنت کی زندگی کہہ کر پکارتا ہے اور جہاں ایسی صورت نہ ہو اسے جہنم کا عذاب کہا جا سکتا ہے۔

سوال: جناب عبدالرحمٰن مدنی صاحب آپ کے قرآن وحدیث کے حوالے سے ثابت ہوتا ہے کہ خفیہ نکاح شریعت کے مطابق جائز نہیں ہے۔ کیا میں نے سچ کہا؟

جواب: آپ کی بات ٹھیک ہے۔ خفیہ نکاح شریعت کے مطابق جائز نہیں ہے۔ خفیہ نکاح میں ایک اور بات بھی سامنے آتی ہے جس کے مطابق نکاح جائز نہیں ہوتا۔ وہ یہ ہے کہ خفیہ نکاح چونکہ ولی کی اجازت کے بغیر ہوتے ہیں لہٰذا ولی کی اجازت کے بغیر بھی نکاح جائز نہیں ہے۔ نکاح کیلئے ضروری ہے لڑکی کی طرف سے اس کے ولی کی رضامندی حاصل ہو اور وہ وہاں موجود ہو۔

اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: بغیر ولی کے نکاح نہیں ہے(ابن ماجہ ۱۵۳۷)

اس طرح یہ بھی فرمان رسول ﷺ ہے!

ترجمہ: جس عورت نے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کیا اس کا نکاح باطل ہے۔ یہ بات آپ ﷺ نے تین بار فرمائی (ابوداؤد ۲۰۸۳)

حضرت عمرؓ نے فرمایا: جو عورت اپنے ولی کے بغیر یا اپنے گھر والوں کی اجازت کے بغیر شادی کرے گی وہ بدکار ہے۔ اس کا نکاح نہیں ہوتا۔

حضرت امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حمبل کے مطابق بھی ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔

سوال: حافظ صاحب کچھ لوگ نکاح کو سوشل کنٹرکٹ کا نام دیتے ہیں۔ اس کے بارے میں آگاہ کریں؟

جواب: دراصل سوشل کنٹریکٹ کا نام سرسید احمد خان کے بیٹے جسٹس محمود احمد نے دیا تھا۔ جو شریعت کے خلاف ہے۔ نکاح تو الہامی عقد ہے۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: ''عورتوں کے بارے میں بہترین بھلائی کی وصیت مانیں، وہ تمہارے قلعہ میں ہیں۔ جب تم نے ان سے نکاح کیا تو اللہ تعالیٰ کی امانت کے طور پر قبول کیا اور جنسی ملاپ اللہ کے کلمے کے ذریعے ہوا''۔

سوال: ولیمہ کرنے کا کیا مقصد ہے؟

جواب: ولیمہ کرنے کا مقصد ہے شادی کا اعلان۔ سب کو معلوم ہو جائے کہ فلاں شخص نے فلاں لڑکی سے شادی کی ہے۔ یہ بات بھی اس زمرے میں آتی ہے کہ خفیہ نکاح جائز نہیں۔

حضرت عبدالرحمٰنؓ روایت کرتے ہیں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

ترجمہ: ولیمہ کرو خواہ ایک بکری کیوں نہ ہو۔

سوال: حافظ صاحب کورٹ میرج کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟

جواب: یہ آپ کا سوال وہی ہے جو پہلے بتا چکا ہوں۔ خفیہ نکاح اور ولی کی اجازت کے بغیر نکاح شریعت کے مطابق جائز نہیں ہے۔

سوال: اگر نکاح جائز نہیں ہے تو پھر یہ بدکاری ہوئی؟

جواب: ظاہر ہے اس میں کوئی دوسری رائے نہیں۔ اگر نکاح نہیں ہے تو بدکاری ہے۔ اور

جوشخص ایسا کرتا اسے شریعت کے مطابق سزا دینی چاہیئے۔

سوال: حافظ صاحب آخری سوال ہے کچھ اعلیٰ طبقے کے لوگ اپنے ماتحت افراد یا اپنے سے کمزور افراد کی بیویوں سے شادی کر لیتے ہیں۔ پہلے تو جبراً یا دباؤ کے تحت طلاقیں دلواتے ہیں اور بعد میں ان سے شادی کر لیتے ہیں۔اس بارے میں شریعت کیا کہتی ہے؟

جواب: جبراً اور دباؤ کے تحت طلاق ہوتی ہی نہیں۔ جو لوگ ایسا کرتے ہیں وہ شریعت کے خلاف ہے۔ جب طلاق ہوتی ہی نہیں تو نکاح کیسے ہو جاتا ہے۔قرآن مجید میں ہے:

''ان عورتوں سے نکاح حرام ہے جو پہلے ہی کسی کے نکاح میں ہوں''۔

# ہماری ضرورت۔۔۔۔دیانتدار قیادت

جب تک ہمیں صالح اور دیانتدار قیادت نہیں مل جاتی اس وقت تک حالات یونہی دیگر گوں رہیں گے۔ تاریخ اس پر شاہد ہے جب کسی ناکام ترین ریاست کو بھی کوئی صالح قیادت، کامیاب کپتان، وژنری رہنما اور اچھا حکمران مل گیا تو اس نے ریاست کی ناکامی کو کامیابی میں بدل دیا۔ یاد کریں سنگاپور انیسویں صدی تک ایک ہولناک قسم کا جزیرہ تھا۔لوگ یہاں جاتے ہوئے بھی ڈرتے تھے۔ پھر 1965ء میں سنگاپور کو ''لی کوآن یو'' کی شکل میں ایک ایسا رہنما مل گیا جس نے تیس سالوں میں ایک بنجر جزیرے کو دنیا کی بہترین ریاست بنا دیا اور آج سنگاپور کو آئیڈیل سمجھا جاتا ہے۔لوگ دور دور سے آ کر ان سے رہنمائی لینے پر مجبور ہیں۔اس کی معیشت دنیا کی دس بڑی معیشتوں میں شمار ہوتی ہے۔انہوں نے کس طرح سنگاپور کو تحت الثریٰ سے اوجِ ثریا تک پہنچایا؟ مہاتیر محمد نے تین دہائیوں میں ملائشیا کو کہاں پہنچا دیا۔ جب وہ ملائشیا کے وزیراعظم بنے تو اس وقت ملائشیا کا شمار تیسری دنیا کے پسماندہ ترین ممالک میں ہوتا تھا لیکن ان کی انتھک جدوجہد کی بدولت صرف دو دہائیوں کے بعد ملائشیا کا شمار پہلی دنیا میں ہونے لگا۔ وہ ایک ایسا ملک بن گیا جو معیشت، سرمایہ کاری اور صنعت وحرفت میں یورپ اور امریکا کا مقابلہ کرنے لگا۔ دنیا بھر کے 54 ممالک ایسے ہیں جن کا سارا سرکاری کام کمپیوٹر میں منتقل ہو چکا ہے۔ان میں ملائشیا کا دارالحکومت ''پتراجایا'' بھی شامل ہے۔ ملائشیا جیسے پسماندہ ملک کو اگر مہاتیر محمد جیسا دوراندیش حکمران نہ ملتا تو وہ کبھی ترقی یافتہ ممالک کی فہرست میں نہ آ سکتا۔ دبئی جہاں تیس پینتیس سال پہلے اونٹ ریس ہوا کرتی تھی۔ دبئی کا نام سن کر لوگوں کے ذہنوں میں ایک لق ودق صحراء کا تصور اُبھرتا تھا۔ پھر اس کی خوابیدہ قسمت نے انگڑائی لی اور اس کو ''زید بن سلطان النہیان'' جیسا اولوالعزم رہبر مل گیا۔ انہوں نے دن رات محنت کی۔ کئی سالوں تک ہفتہ وار چھٹی بھی نہیں کی۔ ہر شعبے میں ایمان دار لوگوں کو بھرتی کیا۔انصاف اور قانون کی بالادستی کو یقینی بنایا۔انہوں نے ایک دفعہ بھیس بدل کر اپنی گاڑی ممنوعہ ایریا میں پارک کر دی۔ ٹریفک اہلکار آئے، گاڑی اُٹھا کر تھانے لے گئے اور چالان کر دیا۔ زید بن سلطان نے بلا بھیجا: ''تمہیں معلوم ہے یہ گاڑی کس کی ہے؟'' جواب آیا: ''ملک

کے بادشاہ زید بن سلطان کی ہے۔'' ''تو پھر یہ جرات کیسے کی گئی؟'' ٹریفک سارجنٹ نے جواب دیا: ''قانون کی نظر میں سب برابر ہیں۔ آپ نے قانون کی خلاف ورزی کی ہے۔'' اس پر زید بن سلطان نے تاریخی جملہ کہا: ''اب دبئ ترقی کی شاہراہ پر چڑھ چکا ہے۔ اس کی ترقی کوئی نہیں روک سکتا۔''

اور آج کا دبئ چالیس سال پہلے والے دبئ کا عکس ہے۔ تین دہائیاں پہلے جہاں اونٹوں، گھوڑوں اور گدھوں کی ریسیں ہوا کرتی تھیں اب وہاں پر آسمان کی بلندیوں کو چھوتی ہوئی جگمگاتی عمارتیں ہیں۔ اگر دبئ کو زید بن سلطان النہیان جیسا قابلِ فخر حکمران نہ ملتا تو آج بھی وہاں ریت کے ٹیلے ہی ہوتے۔ سراب کبھی حقیقت کا روپ نہ دھارتی۔ یہی حال روانڈا کا تھا۔ جب بھی بد امنی، محرومی، کرپشن، غربت وغیرہ کا ذکر آتا تھا تو اکثر لوگ روانڈا کی مثال دیتے تھے۔ پسماندگی و ناانصافی کا تذکرہ ہوتا تھا تو بھی روانڈا کی مثال دیتے تھے۔ ظلم کی بات ہوتے ہی روانڈا کی منظر کشی شروع کر دیتے تھے، لیکن یہ روانڈا 2000ء سے پہلے کا روانڈا تھا۔ اس کے بعد کا روانڈا بدل چکا ہے۔ آپ روانڈا کی اس تاریخ کو سامنے رکھیں اور اس کے بعد پاکستان کے حالات پر نظر دوڑائیں تو کئی مماثلتیں دکھائی دیں گی۔ ہمیں بھی روانڈا کی طرح اقدامات کرنے ہوں گے، بلکہ اس سے چار قدم آگے بڑھ کر کام کرنا ہوگا۔ روانڈا طرز کا ایک جنگی جرائم کا ٹریبونل قائم کریں۔ مجرموں کو کیفرِ کردار تک پہنچائیں۔ جب تک ملک افراتفری کا شکار رہے گا، اس وقت تک یہاں خوشحالی کی کونپلیں نہیں پھوٹ سکیں گی۔ ہمارے پڑوسی ملک چین کو اگر ماؤ زے تنگ جیسا انقلابی شخص اور چواین لائی جیسا زیرک رہنما نہ ملتا تو چین کبھی ترقی نہ کرتا اور آج بھی چینی قوم ''چینی'' سے زیادہ حیثیت نہ رکھتی۔ آج چین کی صنعت کاری نے امریکا و یورپ کی منڈیوں پر قبضہ کر رکھا ہے اور شاید عنقریب وہ سپر پاور بھی بن جائے۔ چینی قوم کی ہی کہاوت ہے ''آلو نہ مانگو، آلو کا بیج مانگو۔'' ہمارے حکمران چین کے دوروں پر دورے تو کرتے رہتے ہیں لیکن ان سے کچھ حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔ دنیا کے کئی ممالک ایسے ہیں جہاں پر سیاسی طوفان کا ریلا آئے یا کالی آندھی چلے۔ آمریت راج کر رہی ہو یا جمہوریت کرشمے دکھا رہی ہو، کبھی ملک کی ترقی نہیں رُکتی۔ ملک کے عوام کی بھلائی اور فلاح کے لیے شروع کیے گئے منصوبے یونہی رواں دواں رہتے ہیں۔ ان کے انفرااسٹرکچر میں ترمیم ممکن نہیں لیکن پاک وطن میں عجب چلن ہے جب بھی دو چار سال بعد صدر، وزیر اعظم اور دیگر وزارتوں کے قلمدان بدلتے ہیں تو پہلے سے جاری منصوبوں کو یکسر ختم کر کے اپنی منشا کے مطابق دوسروں پر کام شروع کر دیا جاتا ہے۔ دوسرے ملکوں میں لانگ

ٹرم پالیسی ہوتی ہے اور ہمارے ہاں شارٹ ٹرم بھی نہیں بلکہ پرسنل پالیسی چل رہی ہے۔ فردِ واحد ہی پوری قوم کی قسمت کا فیصلہ کرتا ہے۔ ایک ہی شخص کے ہاتھوں پوری قوم یرغمال بنی رہتی ہے۔ بدقسمتی سے قائداعظم محمد علی جناح کے بعد ملک کو کوئی ایسا حقیقی رہنما میسر نہیں آیا جو بیچ منجدھار میں پھنسی ہوئی قوم کی کشتی کو کنارے لگا دیتا بلکہ ہر حکمران نے قوم کی پریشانیوں میں اضافہ ہی کیا۔ آپ ایک ایک کا غیر جانبدارانہ تجزیہ کر کے دیکھ لیں۔

کسی نے ملک کو دولخت کیا تو کسی نے کلاشن کوف کلچر کو فروغ دیا۔ کسی نے قوم کے محسن کو قوم کے سامنے رسوا کیا تو کسی نے عدل و انصاف کا خون کیا۔ کسی نے لاشوں پر سیاست کی تو کسی نے محبِ وطن شہریوں کو دشمنوں کی گود میں ڈال کر اربوں ڈالر کمانے کے دعوے کیے۔ کسی نے قوم کے قیمتی اثاثے کوڑیوں کے دام فروخت کیے تو کسی نے قوم کے خون پسینے کی کمائی سے سرے محل تعمیر کیے۔ کسی نے جاتی امرا اور ایون فیلڈ۔ کسی نے بھوک اور پیاس سے سسکتے عوام کو چھوڑ کر گھوڑوں اور گدھوں کو مربع اور بادام کھلانے میں رتی برابر شرم محسوس نہ کی۔ کسی نے اپنوں کو نوازنے کے لیے بنیادی قوانین میں تبدیلیاں کیں۔ کسی نے قومی مفاد پر ذاتی مفاد کو ترجیح دی۔ کسی نے ''سب سے پہلے عوام'' کا خوشنما نعرہ لگایا تو کسی نے روٹی، کپڑا اور مکان کا۔ کسی نے ''سب سے پہلے پاکستان'' کہا تو کسی نے ذاتی عناد کی خاطر جمہوریت پر شب خون مارا۔ جب پاک وطن کے حکمرانوں کی اس دلگداز تاریخ پر نظر ڈالتا ہوں تو مجھے سب اپنی اپنی بقا اور مفاد کی جنگ لڑتے نظر آتے ہیں۔

جب بھی کوئی نیا لیڈر آیا قوم نے سمجھا شاید اب تو ہمیں صحیح رہنما مل ہی چکا ہے لیکن پھر جو کچھ ہوا اور ہو رہا ہے وہ کھلی کتاب کی طرح سب کے سامنے ہے بلکہ دکھ تو اس بات کا ہے آج بھی ہمارے رہنما اسی قسم کے نعرے لگا کر قوم کو مشتعل کر رہے ہیں۔ قوم نے اپنا ملک بچانے کے لیے اپنا تن من دھن ہر آڑے وقت میں قربان کر دیا اور ہر اس شخص کا ساتھ دیا جس نے خود کو قوم کا ''نجات دہندہ'' ثابت کرنے کی کوشش کی۔ بے بس قوم آج بھی پیٹ پر پتھر باندھ کر اور اپنے خون پسینے کی کمائی میں سے ٹیکس دے کر ملک کی ترقی و خوشحالی کے لیے کوشاں ہے لیکن انہیں کوئی صحیح، صلاح اور دیانتدار قیادت نہیں مل رہی جو ملک و قوم کی تقدیر بدل دے۔ اچھا لیڈر ہمیشہ اپنی ٹیم کو بڑی ہوشیاری سے ناکامی کے بھنور سے نکال دیتا ہے اور اپنے عمل سے اپنی قوم کی رہنمائی کرتا ہے۔ ہماری ضرورت صالح قیادت ہے، ورنہ حالات شام، عراق، فلسطین اور مشرقِ وسطیٰ جیسے ہوتے دیر نہیں لگے گی۔